بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Wednesday, May 25, 1994

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at ten minutes past ten in the morning with Mr. Acting Chairman (Mir Abdul Jabbar) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم اللہ الرحمن الرحیم

هوالذی جعل الشمس ضیاء و القمر نورا و قدره منازل لتعلموا عددا

لسنینوالحساب ما خلق الله ذلک الا بالحق یفصل الایت لقوم یعلمون○

ترجمہ: وہ اللہ ایسا ہے جس نے آفتاب کو چمکتا ہوا بنایا اور چاند کو نورانی بنایا اور اس کیلئے منزلیں مقرر کیں تاکہ تم برسوں کی گنتی اور حساب معلوم کر لیا کرو ۔ اللہ تعالی نے یہ چیزیں بے فائدہ نہیں پیدا کیں وہ یہ دلائل ان لوگوں کو صاف صاف بتلا رہے ہیں جو دانش رکھتے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ بیگم نسرین جلیل پوائنٹ آف آرڈر۔

مسز نسرین جلیل۔ جناب چیئرمین! آپ کے علم میں لانا تھا کہ میرے گھر پر باقاعدہ حملہ کیا گیا اور میری مرسڈیز گاڑی پورچ میں کھڑی تھی جس کے شیشے توڑے گئے۔ ہمارے جان و مال کا کوئی وہاں پہ محافظ نہیں ہے اور یہاں پر سندھ debate جس انداز سے چل رہی ہے اس سے یہی لگتا ہے کہ سینٹ بالکل

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Wednesday, May 25, 1994

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at ten minutes past ten in the morning with Mr. Acting Chairman (Mir Abdul Jabbar) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم الله الرحمن الرحيم

هوالذی جعل الشمس ضیاء و القمر نورا و قدره منازل لتعلموا عددا لسنینو الحساب ما خلق الله ذلک الا بالحق یفصل الایت لقوم یعلمون○

ترجمہ: وہ اللہ ایسا ہے جس نے آفتاب کو چمکتا ہوابنایا اور چاند کو نورانی بنایا اور اس کیلئے منزلیں مقرر کیں تاکہ تم برسوں کی گنتی اور حساب معلوم کر لیا کرو ۔ اللہ تعالی نے یہ چیزیں بے فائدہ نہیں پیدا کیں وہ یہ دلائل ان لوگوں کو صاف صاف بتلا رہے ہیں جو دانش رکھتے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ بیگم نسرین جلیل پوائنٹ آف آرڈر۔

مسز نسرین جلیل۔ جناب چیئرمین! آپ کے علم میں لانا تھا کہ میرے گھر پر باقاعدہ حملہ کیا گیا اور میری مرسڈیز گاڑی پورچ میں کھڑی تھی جس کے شیشے توڑے گئے۔ ہمارے جان و مال کا کوئی وہاں پہ محافظ نہیں ہے اور یہاں پر سندھ debate جس انداز سے چل رہی ہے اس سے یہی لگتا ہے کہ سینٹ بالکل

interested نہیں ہے۔ ہم نے اپنی گرفتاریاں پیش کیں ' اسلئے کہ ہم یہ جانتے تھے کہ ہمارے پاس اورکوئی ذریعہ نہیں تھا جس سے ہم لوگوں کو یہ بتائیں کہ ہم پہ کیا ظلم وستم ہو رہا ہے۔ اس کے باوجود اتنا عرصہ گزر گیا ہے لیکن وہاں کوئی ایسے اقدام نہیں کئے گئے ہیں جن سے ہمارے جان و مال کا تحفظ ہو اور وہاں پر مستقل ہمارے ایم کیو ایم کے کارکنان کو ' ان کے رشتہ داروں کو ' ہمدردوں کو ابھی بھی تشدد کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ ان کی گرفتاریاں بھی ہو رہی ہیں ۔ ان کو مارا جا رہا ہے ' shoot کیا جا رہا ہے۔ دہشت گرد کھلے عام گھوم رہے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ آفتاب شیخ صاحب پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب آفتاب احمد شیخ ۔میں یہ عرض کرنا چاہ رہا تھا کہ اس واقعہ کی ٹائمنگز جو ہیں یہ بڑی اہم ہیں۔ کیونکہ سینٹ کا اجلاس ۲۶ تاریخ کو ختم ہو رہا ہے جیسا کہ اب تک ہمیں معلوم ہے اور ہوا کی یہ گرمی بتا رہی ہے کہ ہمارا استقبال واپسی پر کس طرح وہاں پر کیا جائے گا۔ اس لئے ہم آپ سے عرض کریں گے کہ ہم لوگوں کو تحفظ فراہم کیا جائے ' ہمارے گھر والوں کو اور جس انداز سے گھر میں گھس کے کھڑکیوں کے شیشے توڑ دینا ' گاڑی کے شیشے توڑ دینا' یہ ایک سینٹر کے ساتھ ہو رہا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ آپ تشریف رکھئے ۔ دیکھئے آپ کے پاس اس کے لئے کچھ مواد ہے تو آپ اس کے لئے باقاعدہ نوٹس دیجئے اور اس کو اس میں لائیے۔

Maj Gen (Retd) Naseerullah Khan Babar: No. I spoke to them before the Session. I said if you have any of these complaints please bring them up to me, I will look into them and we will have them and investigated because it has not appeared in any Press. There is no report on these issues and then they just cannot .... that we complaint that he had some medical tests and all that and I said all right, ask the Chairman and we will assist to having them conducted here if you do not want them at Karachi. So we have rendered them the fullest of attempt. I do not know why he got up on the floor at the very beginning on a point of order similarly with the lady, Mrs Nasreen Jalil just before the Session. I assured them of all the assistance that we could give them.

جناب قائم مقام چیئرمین ۔ وزیر داخلہ صاحب نے آپ کو مکمل assurance دلا دی ہے اور

میں سمجھتا ہوں کہ وہ جو کچھ فرما رہے ہیں ویسے ہی کریں گے۔

Maj. Gen. (Retd.) Naseerullah Khan Babar: So that they want to make a news before they get to Karachi again.

جناب قائم مقام چیئرمین۔ راجہ ظفر الحق صاحب۔

راجہ محمد ظفر الحق۔ جناب چیئرمین apprehensions جن کا اظہار یہاں کیا گیا ہے وہ پریس گیلری کو impress کرنے کے لئے نہیں ہیں۔ یہ ایک genuine مسئلہ ہے ۔ ایک تو خاتون کا مسئلہ ہے کہ ان کے گھر کے اوپر یہ ہوا جب کہ وہ حراست میں ہیں۔ اور سینٹ کے سیشن کو attend کر رہی ہیں۔ اور جس جانب توجہ جناب شیخ صاحب نے دلوائی ہے وہ ہے کہ overall ایک detorioration law and order کی کراچی کے اندر ہو رہی ہے ۔ اخبارات میں جناب وزیر داخلہ نے کہا ہے کہ نہیں آیا۔ اخبار میں آیا ہے اور اگر وہ اخبار نہ پڑھیں تو اس میں کسی کی کیا غلطی ہے۔ سب سے زیادہ Law and Order کے بارے میں معلومات گورنمنٹ کو اور وزیر داخلہ کو ، وزیر اطلاعات کو ہونی چاہیئں اور قرائین ایسے لگتے ہیں کہ فوج بھی وہاں موجود ہے ، باقی measures جو انہوں نے لینے تھے وہ بھی لے رہے ہیں ۔ آئے دن گرفتاریاں بھی ہو رہی ہیں۔ اور اس کے باوجود اگر یہ جرائم بڑھتے جا رہے ہیں تو کسی کو تو اس کا کوئی علاج کرنا ہے۔ اگر گورنمنٹ صرف یہ سمجھے کہ کوئی شخص اپنی تکلیف بیان کرنے کے لئے اگر سینٹ کے ایوان کے اندر کھڑا ہو کر یہ کہتا ہے وہ پریس کے لئے کہتا ہے تو اس سے برا مذاق اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ اس کو seriously لینا چاہئے۔

Maj. Gen. (Retd.) Naseerullah Khan Babar: I too learnt all about it just before the session. I gave full assurance and despite that they are raising it in the session. After that when I know the point then she should not tell as if I have not rendered the assistance

جناب آفتاب احمد شیخ ۔ وزیر داخلہ صاحب خالی پیپلز پارٹی کے نہیں پاکستان کے وزیر داخلہ ہیں

جناب قائم مقام چیئرمین ۔ شیخ صاحب تشریف رکھیں ۔ میں عرض کرتا ہوں جی۔ دیکھئے آپ کو وزیر داخلہ صاحب نے نہایت ہی اچھے الفاظ میں ایک قسم کی یقین دہانی کرا دی ہے اور اگر آپ کا کوئی privilege breach ہوا ہے تو اس کے لئے باقاعدہ موشن لائیے اور انشاء اللہ اس کے اوپر غور کیا جائے گا۔

سید اقبال حیدر صاحب۔

MOTION UNDER RULE 236 RE: SUSPENSION OF QUESTION HOURS

Syed Iqbal Haider: If I may move a motion for suspending the question hour. That is a requirement under the rule. Sir, I beg to move that under rule 236 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in Senate, 1988 that the requirement of Rule 38 of the said rule regaridng question hour be dispensed with.

Mr. Acting Chairman: It has been moved, let it be carried out.

چوہدری محمد انور بھنڈر ۔ جناب چیئرمین! میری گزارش یہ ہے کہ ہمیں آج کوئی list of questions or answers موصول نہیں ہوئی ۔ مقصد یہ ہے کہ آج پہلے سے presumption ہے کہ آج Question Hour جو ہے وہ نہیں ہو گا' suspend بھی ہو گا اور carry بھی ہوگا ۔ اگر یہ موشن move کرنا چاہتے ہیں تو یہ سرکولیٹ ہوتی' تو یہ موشن move کرتے کہ اس کو suspend کیا جائے ۔ طریقہ کار یہ ہے کہ list of questions or answers سرکولیٹ ہو 'suspension کی motion move کریں ۔ پھر suspend ہو ۔ طریقہ کار تو یہ ہے ۔ پہلے ہی presume کرلینا یا اگر لیڈر آف دی اپوزیشن سے ان کی کوئی understanding ہے یا ہاؤس کی understanding ہے تو پھر الگ بات ہے ۔

جناب قائم مقام چیئرمین ۔ اصل میں آج کے شیڈول میں یہ نہیں تھا اس لئے یہ move کرنی پڑی ۔ ہذا ان کی ۲۳۶ کے تحت move کردہ موشن درست ہے ۔

It has been moved under rule 236 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate 1988 that the requirement of rule 38 of the said rules regarding question hour be dispensed with.

(The motion was carried)

POINT OF ORDER RE: CASUALTIES DURING PERFORMANCEOF HAJ

ڈاکٹر محمد ریحان ۔ جناب چیئرمین ۔ جو افسوسناک اور غمناک واقعہ سعودی عرب میں ہوگیا ہے ۔ آج ہمارے ملک کے تمام شہری سوگوار ہیں ' بےچین اور بیقرار ہیں ۔ بحیثیت مسلمان ہمارا یہ پختہ یقین ہے کہ

زندگی کے ساتھ موت لازمی ہے۔ انسان چاہے بیماری سے یا حادثے سے موت کا شکار ہو ۔ لیکن یہاں پر افسوسناک پہلو یہ ہے کہ جس طرح ہماری گورنمنٹ مکمل خاموش رہی ہے اور جب C.N.N. نے بتایا تب گورنمنٹ نے بتایا اور ابھی تک وہ کسی کو clear کر ہی نہیں سکتے ہیں کہ بھائی کون اس میں فوت ہو چکا ہے۔ کون زخمی ہے ؟ جناب والا ! حد تو یہ ہے کہ مکہ معظمہ میں پاکستان کا کمپیوٹر اور پاکستان بلڈنگ میں ٹیلیفون out of order ہے ۔ اور وہ بھی جل گیا ہے ۔ اس کے علاوہ حد تو یہ ہے کہ ایک ذمہ دار اخبار "نوائے وقت " جس کو میں سمجھتا ہوں کہ اپوزیشن والے بھی اس کو اتنا ہی ذمہ دار سمجھتے ہیں ۔ جناب والا !ہمارے حج ڈائریکٹوریٹ کا تمام کا تمام سٹاف حاجیوں کی مہمان نوازی میں اس دوران مصروف تھا۔اور بیچارے حاجی صاحبان بے یارو مدد گار رہے ۔ جناب والا ! بڑے دکھ کی بات ہے کہ سارا ملک سوگوار ہے اور لوگ ایک قسم کا ماتم کر رہے ہیں۔ آج بھی ہمارے ریڈیو اور ٹی وی سے ڈرامے ، رقص اور ناچ گانے ہو رہے ہیں۔ چاہئیے تو یہ تھا کہ ہم اس کو قومی المیے کے طور پر مناتے ۔اور ہر کام چھوڑ کر -----

جناب قائم مقام چیئرمین ۔ڈاکٹر صاحب ! آج خود میں نے ٹی وی دیکھا ہے ۔ صبح کی نشریات کو انہوں نے بڑھا دیا ہے۔ یہی کچھ خبریں وہ دے رہے ہیں۔ مسلسل انہوں نے ٹی وی آن رکھا ہوا ہے۔ اور وہ بتانے میں مصروف ہیں

They are on watch and they are in contact, you see with the Saudi Arabian Government also at and Haj people also

گانے والے نہیں ہیں ' کلام اقبال آرہا ہے آج صبح سے ۔

شیخ رفیق احمد ۔جناب عالی ایک عرض کرنا چاہتا ہوں۔ میرے خیال میں میرے فاضل دوست پی ٹی وی نہیں دیکھتے کوئی ڈش انٹینا لگا کر کچھ دیکھتے رہتے ہیں اور ڈیسک پر تیار کی ہوئی وہ خبر پڑھیں تو صاف معلوم ہوتا ہے یہ اخبار کے ڈیسک پر تیار کی ہوئی خبر ہے ۔ میرے دوست اتنے قابل ' لائق اور تجربہ کار ہیں کہ اخبار میں یہ findout نہیں کرسکتے کہ کون سی خبر جو ہے اپنے میز پر بیٹھ کر بنائی گئی ہے اور کون سی خبر رپورٹ ہوئی ہے ۔ نوائے وقت میں خبر پڑھنے سے بڑا واضح ہے کہ یہ حاجیوں والی بات گھر میں بیٹھ کر بنائی گئی ہے ۔ اور یہ پہلی بار نہیں ہے نوائے وقت تو یہ کام بار بار کرتا ہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی ۔جناب والا اس میں یہ چیز قابل ذکر ہے کہ عرفات کے میدان میں جو اخبار نے رپورٹنگ کی ہے اور خصوصی طور پر نوائے وقت نے ' اس سے بڑی شرپسندی کا اظہار اور

کوئی نہیں ہو سکتا کہ حیاتوں کی خدمت کر رہے تھے۔ اب بات سمجھنے کی یہ ہے کہ عرفات کے میدان میں جو معزز خواتین و حضرات حج کے لئے گئے تھے تو اس سے کیا عندیہ ملتا ہے ۔ اس سے نیت کیا بنتی ہے ۔ یہ عجیب سی بات ہے ۔ بجائے اس کے کہ اس کی مذمت کی جائے۔ انہوں نے بڑی چالاکی کی۔ میں کہتا ہوں کہ یہ فضول سی خبر جو لکھی ہے اس کا نوٹس لینا چاہئے اور اس کے بارے میں غور کرنا چاہئے کہ ایسی خبروں سے اخلاقی قدروں میں گراوٹ واقع ہوئی ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ شکریہ ۔ جی شیخ صاحب۔

شیخ رفیق احمد۔ جناب چیئرمین! اس ہاؤس میں بلکہ پورے پاکستان میں کوئی بھی شخص ایسا نہیں ہوگا جس کو اس کا ملال نہ ہو۔ اور وہاں پر جو بھی وفات ہوئی ہے یا شہادت ہوئی ہے ان میں جو اپنے آپ کو اور اپنے خاندان کو شریک نہیں سمجھتا وہ میرے خیال میں مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ شکریہ۔ جی راجہ صاحب۔

راجہ محمد ظفرالحق ۔ جناب چیئرمین! یہ واقعہ عرفات میں نہیں ہوا ۔ اسلئے وزیر صاحب کو یہ جاننا چاہیئے کہ یہ واقعہ رمی جمار کے وقت منیٰ میں ہوا ہے ۔ اور یہ واقعہ ہفتے کے دن کا ہے۔ اور اس میں جمعہ کے دن حج اکبر تھا ۔ ہفتے کے دن لوگ رمی جمار کے لئے جاتے ہیں ۔ واپسی پر stampede ہوئی بہت سارے ممالک کے لوگ وہاں فوت ہوئے ۔ اس میں کافی تعداد پاکستانیوں کی بھی تھی۔ اب جو سسٹم ہے سعودی عربیہ میں وہ یہ ہے کہ فوراً شناخت ہو جاتی ہے مرنے والوں کی بھی اور زخمیوں کی بھی۔ اگر حج ڈائریکٹریٹ کا عملہ یا سفارتخانہ اس میں ذرا سی بھی مستعدی دکھائے تو چند گھنٹوں کے اندر اندر ان ساری معلومات کا انہیں پتہ چل جاتا ہے ۔ اور وہ پاکستان میں ان کو transmit کر سکتے ہیں ۔ اس معاملے میں تین دن کے بعد ۔۔۔ یہ اب یہ کارروائی چار دن کے بعد شروع ہوئی ہے ۔ یہ بذات خود ایک بہت بڑا تساہل ہے اور غفلت ہے ۔ اس لئے اگر نوائے وقت نے یہ لکھا ہے ۔ باقی اخبارات نے بھی یہ لکھا ہے تو اس میں کوئی برائی نہیں ہے ۔ حکومت جو بھی ہو کوشش یہ کرتی رہی ہے کہ اپنے جو ذرائع ابلاغ ہوں ان کے ذریعے سے حکومت کی projection ہو۔ یہ نوائے وقت جیسے اخبارات ہیں جو آزاد اخبارات ہیں اسی آزادی سے وہ رپورٹنگ کرتے ہیں جس کے ذریعے سے لوگوں کو صحیح معلومات پہنچ سکیں اس میں صرف حکومت کے موقف کی بات نہیں ہونی چاہیئے۔ سب کا موقف آنا چاہئے ۔ لیکن یہ جو معاملہ ہے یہ تو قومی المیہ ہے۔ کچھ لوگ تو گرمی کی وجہ

سے عمر رسیدگی اور بیماری کی وجہ سے وہاں فوت ہو جاتے ہیں اور یہ تو ایک حادثہ ہوا جیسے پہلے tunnel کا حادثہ ہوا تھا ۔ اسی طریقے سے یہ ایک حادثہ ہے وہاں stempede ہوئی۔ حکومت اس وقت تک معلومات پوری نہیں لاسکی۔ یہ درست کہتے ہیں ڈاکٹر ریحان صاحب سمجھ اس میں تساہل ہوا ہے اور حکومت ایسا کرے کہ جو بھی پوائنٹ دوسری طرف سے اٹھایا جائے خواہ کوئی ممبر پارلیمنٹ اٹھائے یا اخبار اٹھائے۔ بجائے اس کے کہ اس پر توجہ دے اور اس میں اپنے فرائض پورے کرنے کی کوشش کرے ۔ کیونکہ اس وقت تک کوئی حج کا وزیر نہیں ہے۔ اور وہ بھی ساری بیوروکریسی کے اوپر وزارت چل رہی ہے ۔ یہ ضروری نہیں ہوتا کہ جہاں کوئی غفلت کرے جہاں کوئی اپنے فرائض میں کوتاہی کرے، تو ہر معاملے کو defend کرنا بھی ضروری نہیں ہوتا ۔ اور یہ کوئی حکومت کے اوپر اس قسم کی تنقید بھی نہیں ہے۔ لیکن جن لوگوں کے عزیز و اقارب گئے ہوئے ہیں حج کے لئے اگر وہ جاننا چاہیں کہ ان میں سے کون بچا ہے اور کون زخمی ہے اور کون فوت ہوگیا ہے تو اس میں تشویش بے جا نہیں ہے ۔ اس لئے اس کو seriously لینا چاہئے ۔ میں دیکھتا ہوں اکثر کہ جب بھی کوئی بات ہوتی ہے تو اسے غیر سنجیدہ انداز میں لیا جاتا ہے یہ بہت تکلیف دہ بات ہے ۔ موت کو بھی غیر سنجیدہ انداز میں لیتے ہیں ۔

جناب قائم مقام چیئرمین-میرے خیال میں ۔۔۔ جی راشدی صاحب۔

جناب حسین شاہ راشدی۔ میری گزارش یہ ہے جناب چیئرمین صاحب! آپ نے خود فرمایا اور آپ کا اپنا مشاہدہ ہے کہ آج صبح سے PTV پر یہ نشریات ہو رہی ہیں ۔ کل خبرنامے میں انہوں نے فقط یہ خبریں نشر کیں بلکہ انہوں ٹیلیفون نمبرز تک دیئے کہ آپ اس پر رابطہ کرکے معلومات حاصل کرسکتے ہیں ۔ بھگدڑ مچی ہے آٹھ سو آدمی مرگئے ہیں ۔ اب ان کے لئے معلومات کرنے میں ضرور کوئی وقت لگے گا ۔ رہی بات یہ کہ ایک مخصوص اخبار میں کوئی خبر اس کو کوئی angle دے کر پیش کی گئی ہے اور اس پر یہ ہنگامہ کھڑا کیا جا رہا ہے تو میں یہ گزارش کروں گا کہ آج کے نوائے وقت میں خود Head line لگی ہے کہ کل سینیٹ میں زبردست ہنگامہ ہوا ۔ اب میں جناب ڈپٹی چیئرمین صاحب! گزارش کروں گا کہ کل یہاں سینیٹ میں کون سا ہنگامہ ہوا۔ دوسرے اخبارات میں بھی روز ایک سلسلہ لگا ہوا ہے ۔

جناب چیئرمین! آپ خود فیصلہ کریں کہ جس وقار کے ساتھ ہمارے ہاں بحث ہو رہی ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ دوسرے جمہوری اداروں کے لئے بھی ایک بہترین مثال ہے ۔ ہمارے ہاں کوئی ایسی چیز نہیں ہوئی ہے ۔ مگر کچھ اخبار ایسے ہیں جو ابھی تک اپنے آپ کو آمریت والے دور سے نہیں

نکال سکے اور وہ یہ چاہتے ہیں کہ لوگوں کے ذہن خراب کریں اور جمہوری اداروں کو بدنام کریں ۔ اسی لئے یہ خبریں آ رہی ہیں ۔ میری گزارش یہ ہے کہ حکومت اپنے طور پر کوشش کر رہی ہے۔ ٹیلی ویژن پر نام نشر ہو رہے ہیں ۔ ٹیلی فون نمبر دیئے گئے ہیں اس لئے یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ حکومت جشن منا رہی ہے ۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ کوئی وزیر صاحب ایوان کی تسلی کے لئے اگر assurance دے دیں تو میں بڑا مشکور ہوں گا۔

حافظ حسین احمد۔ جناب چیئرمین ! گزارش یہ ہے کہ ہمیں دیر اس لئے ہوئی کہ ہم صبح سے سعودی عرب رابطہ کر رہے تھے اور وہاں سے ہمیں اطلاع ملی ہے کہ انڈونیشیا کے جو لوگ ہیں وہ سرگرم عمل ہیں اور ان کے افراد ہسپتالوں میں باقاعدہ فہرستیں جاری کر رہے ہیں لیکن وہاں پر ہمارا عملہ تساہل اور کوتاہی کا شکار ہے ۔ میں نے ایک پاکستانی ملک عبدالغنی صاحب سے فون پر بات کی ہے اور محمد اعجاز مکی صاحب سے بھی میری بات چیت ہوئی ہے۔ ان سب کا کہنا یہی ہے کہ یہاں منیٰ میں جو پاکستانی موجود ہیں وہ بھی پریشان ہیں ابھی تک ان کو بھی پتہ نہیں کہ کیا صورتحال ہے ۔ دوسرے ممالک انڈونیشیا وغیرہ کا جو عملہ ہے وہ سرگرم عمل ہے لیکن ہمیں پتہ نہیں چلتا کہ وزارت مذہبی امور کا ہزاروں کی تعداد میں وہاں پہنچا ہوا عملہ اس وقت وہاں کیا کر رہا ہے ۔ صوبہ بلوچستان سے ، صوبہ سندھ سے اور باقی علاقوں سے تمام رات ہمیں ٹیلیفون آتے رہے اور یہ پوچھا جاتا رہا کہ بلوچستان کے لوگ پریشان ہیں کہ ان کے حجاج کا کیا بنا ۔ کتنے پاکستانی ہیں ، کس علاقے سے ان کا تعلق ہے ۔ ابھی میں وہاں ٹیلیفون کرکے آیا ہوں وہ یہی کہتے ہیں کہ وہاں جو موجود عملہ ہے اور وہاں پر جو پاکستانی ہیں وہ کوشش کر رہے ہیں کہ عملے سے رجوع کر سکیں لیکن تاہنوز نہ آپ کا سفیر وہاں پہنچا ہے اور نہ Consulate General وہاں پہنچا ہے ۔ یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے ۔ یہ کسی کی سیاست کی بات نہیں ہے ۔ اس وقت ہمارے ہزاروں حاجی جو وہاں ہیں وہ تو الگ رہے لیکن یہاں پاکستان میں کروڑوں پاکستانی پریشان ہیں وہ اس کشمکش و پیچ میں ہیں کہ ان کے عزیز و اقارب ، ان کے والدین اور ان کے بھائی وغیرہ جو حج پر ہیں ان کے متعلق انہیں پتہ نہیں کہ کس کے ساتھ کیا ہوا ہے اور جو نمبر انہوں نے دیئے ہیں میں نے خود ان پر دس مرتبہ فون کیا ہے تو یا تو وہ نمبر engage ملتا ہے یا وہاں سے کہا جاتا ہے کہ ہم معلومات اکٹھی کر رہے ہیں۔ اسی طرح وزارت مذہبی امور کا جو نمبر ہے اس پر جب رابطہ کیا جاتا ہے تو ہمیں کوئی تسلی بخش جواب نہیں دیا جاتا ۔ آپ کے ٹیلی ویژن نے ابھی آدھ گھنٹہ پہلے کہا ہے کہ ہمیں کوئی اطلاع ابھی تک نہیں ملی ہے ساڑھے دس بجے کے بعد ہم آپ کو کوئی اطلاع

دے سکیں گے ۔ یہ مواصلات کا دور ہے اور اس میں ابھی تک نام تو چھوڑیں ہمیں یہ تک معلوم نہیں ہو سکا کہ کل کتنے لوگ ہیں اور ان میں کتنے پاکستانی ہیں ۔ یہ اعدادوشمار بھی ہمیں ابھی تک نہیں مل سکے۔ یہاں تک بندی کرنے کی بجائے وزراء صاحبان جائیں اور صحیح معلومات' فارن آفس سے یا سعودی عرب کے سفارت خانے سے لے کر آ جائیں اور ایوان کو بتادیں۔

سید قاسم شاہ۔ جناب چیئرمین ! میں کل سعودی عرب سے دو بجے یہاں پہنچا ہوں اور کل چار بجے اجلاس میں یہاں ایوان میں موجود تھا اور پرسوں جو واقعہ سعودی عرب میں ہوا تو میں وہاں موجود تھا ۔ اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہوئی کہ حکومت کی طرف سے یا ہمارے سفارتخانے یا وزارت مذہبی امور کی طرف سے ایسے حالات کے اندر کوئی کوتاہی ہوئی ہو کیونکہ سارے سینئیر حضرات جانتے ہیں کہ ۲۰ '۳۰ لاکھ کا ہجوم ہوتا ہے اور اس کو ایک ہی دن کے اندر ایک فنکشن کرنا ہوتا ہے اور اس کے اندر بعض اوقات ایسی چیز ہو جاتی ہے جیسا کہ یہ واقعہ ہوا ہے ۔ تو کوئی صحیح بات سمجھنے میں دو تین دن خواہ مخواہ لگ جاتے ہیں کہ اس کے اندر کون سے ملک کے کتنے آدمی مارے گئے یا زخمی ہوگئے ۔ کون سے ہسپتال میں ہیں ۔ پھر کوئی ایسے ذرائع بھی نہیں ہوتے۔ اب پاکستان ہاؤس کے اندر صرف دو ' تین ٹیلیفون ہوتے ہیں اور حاجی ٹیلیفون کے گرد جمع ہوتے ہیں کہ ملک میں فون کرنا ہوتا ہے لیکن مین اس ایوان کے بطور ایک ممبر کے یہ یقین دلاتا وہاں ہماری حکومت کی طرف سے جو انتظامات کئے گئے تھے وہ تسلی بخش ہیں اور وہاں جو ڈائریکٹر حج ہیں انھوں نے بھی بڑی دیانتداری سے کام کیا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین ۔ آپ کیونکہ وہاں سے تشریف لائے ہیں توآپ اس بات کی نشاندہی فرمائیں کہ وہاں پر کیا ہوا؟

سید قاسم شاہ۔ جناب بہت سے حضرات خود وہاں حج پر گئے ہوں گے کہ شیطان کو کنکریاں مارتے وقت لاکھوں آدمی بے چین ہوتے ہیں کہ وہ پہلے شیطان کو ماریں۔ اس طرح جب ایک ریلا آ جاتا ہے تو all of a sudden ایسا واقعہ پیش آ جاتا ہے ۔ اس میں جو بہت سے کمزور لوگ ہوتے ہیں وہ گر جاتے ہیں ۔ لیکن وہاں کوئی blast نہیں ہوا ہے ' ایک بھگدڑ مچی ہے اور اس کے اندر لوگ آگے پیچھے بھاگے ہیں اور اس میں جو کمزور لوگ تھے وہ گرے ہیں ۔ میں اس کا عینی گواہ ہوں۔

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ آپ نے بجا فرمایا ہے اور شاید وہاں ایسی کوئی بات نہ ہوئی ہو ۔ لیکن یہ ایک اہم مسئلہ ہے اور ان ایوانوں کی تاریخ یہ ہے کہ جب بھی کوئی اہم مسئلہ اٹھایا جائے تو حکومت کی

طرف سے اس کے متعلق مصدقہ اور مکمل جواب آتا ہے ۔ یہ مناسب ہو گا کہ کل کیلئے یا آج ہی اگر ہو سکے تو جناب اس کے متعلق صحیح اور مکمل اطلاع یہاں دی جائے تا کہ لوگوں کو تسلی ہو سکے۔

جناب شہزاد گل۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب قاسم شاہ صاحب ان چند خوش نصیبوں میں سے ہیں جن پر حکومت کا کروڑوں روپیہ خرچ ہوا اور یہ وزیر اعظم کے ساتھ حج کی سعادت حاصل کرنے کیلئے گئے تھے ۔ کیونکہ حج سے تو ابھی تک لوگ واپس نہیں آئے ہیں۔

Syed Qasim Shah- Sir, point of personal explanation

جناب میں حکومت کے اخراجات پر کبھی بھی حج کرنے کیلئے نہیں گیا اور یہ میرا چوبیسواں حج ہے اور میں اپنے ذاتی اخراجات پر جاتا ہوں۔ ویسے یہ آپ کی خام خیالی ہے۔

میجر جنرل (ریٹائرڈ) نصیراللہ خان بابر۔ جب شام کو میں سینٹ سے گیا تو معلوم ہوا کہ یہ معاملہ ہوا ہے ۔

I contacted the Foreign Office and the Secretary for Religious Affairs and they have been at it since then. Before that I also gave a statement to the Press last night because before that people who had gone from here they had rung me up and they did not mention about any Pakistani having been killed or hurt in the incident.

تو اس میں ہمیں توقع یہی تھی کہ اس میں پاکستانی کوئی نہیں ہے ۔ اگر آپ صبح کے اخبارات پڑھیں اور Nation کو دیکھیں News کو دیکھیں ، Muslim کو دیکھیں تو they have differentfigures, there are different countries which are mentioned, generally what has happened and my own experience is کہ طواف میں نائیجیریا اور گھانا والے جب آتے ہیں تو وہ ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر آٹھ دس کی تعداد میں ہوتے ہیں اور سب کو اپنے ریلے میں لے جاتے ہیں ۔

so that is what has happened if you would give me the permission I will just go outside, contact the Foreign Office and the Secretary for Religious Affairs to get as much information as possible before this afternoon, so that we can give a full report to the House.

جناب قائم مقام چیئرمین۔ میں سمجھتا ہوں کی اس اندوہناک واقعہ پر ہر پاکستانی غم زدہ ہے ۔

اور حکومت کو بھی اتنی ہی تکلیف ہے جتنی ہم سب مسلمانوں کو ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ انشاء اللہ کل اس پر کچھ نہ کچھ مل جائے گا اور کل مزید ان سے ہم پوچھ لیں گے۔ اب Leave Applications لیتے ہیں۔

LEAVE OF ABSENCE

جناب قائم مقام چیئرمین۔ جناب یحیٰی بختیار صاحب علاج کی غرض سے امریکہ تشریف لے گئے ہیں اسلئے انھوں نے مورخہ ۲۹ مئی تا حالیہ مکمل اجلاس کیلئے ایوان سے رخصت کی استدعا کی ہے ۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

Mr. Acting Chairman: Now we take privilege motions.

PRIVILEGE MOTION; RE: THE RELEASE OF DEVELOPMENT FUNDS

چوہدری محمد انور بھنڈر کی ایک موشن ہے۔ کل بھی اس پر بات ہوئی ۔ اس سے قبل بھی بات ہوئی تھی اور ۲۵ کیلئے یہ موشن رکھا گیا تھا۔ یہ فنڈ کے متعلق ہے ۔ کل اس پر کچھ بات ہوئی اور میں نے گزارش کی تھی قائد ایوان سے قائد حزب اختلاف سے کہ آپ صاحبان مل کر اور بیٹھ کر اس پر کچھ تصفیہ طلب بات کریں ۔ ایسے امور لائیں جس پر کہ ہم سینٹ کے تمام جملہ ممبران کو اعتماد میں لے کر بات کو ختم کریں ۔ تو میں جناب راجہ صاحب سے گزارش کروں گا کہ آپ نے اس سلسلے میں کیا پیش رفت فرمائی؟

راجہ محمد ظفر الحق۔ اس بارے میں کسی نے contact نہیں کیا۔

جناب قائم مقام چیئرمین ۔ میں جناب اقبال حیدر صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ اس بارے میں ہاؤس کو کچھ بتائیں۔

سید اقبال حیدر ۔ سر، میری تجویز یہ ہے کہ چونکہ اس میں جہاں تک حکومت کا تعلق ہے میں آپ کو صاف بتا دوں ۔ 93-1992 کا تو ان کا دور حکومت تھا۔ 94-1993 میں کچھ اراکین کو شکایت ہے کہ ان کے فنڈز release نہیں ہوئے ۔ اور اس کے بارے میں ان کی ایک ایک درخواست کے اوپر آپ تحقیقات کرا لیں ، چاہیں تو Privilege Committee کرے یا کوئی اور کمیٹی کرے تا کہ ان کی تسلی تشفی ہو جائے کہ یہ رولز کے مطابق ہے کہ نہیں ۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ بہت سارے سینیٹرز نے تو schemes دی ہی نہیں۔

ہیں ۔ میں ابھی بتا دوں اور یہ آپ verify کر لیں کہ 94-1993 کے لئے کافی تعداد میں سینیٹرز ہیں جنہوں نے اپنی اسکیمیں دی ہی نہیں ہیں ۔ سرے سے ہی نہیں دیں ہیں ۔ روز اول سے نہیں دی ہیں اور اگر دی بھی ہیں تو اس کی feasibility نہیں دیں ہیں یا وہ رولز کے مطابق نہیں ہیں ۔ تو جو متعلقہ ایک ایک درخواست ہے اس کے اوپر تو بحث یہاں نہیں ہو سکتی اس لئے چاہیں تو آپ کمیٹی میں رکھ دیں' چاہیں تو آپ ہماری کوئی اور خصوصی کمیٹی بنا دیں اس میں ہم پوری کوشش کریں گے کہ ایک ایک ممبر کو مطمئن کرنے کی کہ کسی کے ساتھ زیادتی کا جو آپ کو خدشہ ہے وہ خدشہ میں بے بنیاد ثابت کروں گا ۔ کسی کے ساتھ کوئی امتیازی سلوک یا زیادتی ہم نہیں ہونے دیں گے ۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ جی چوہدری انور بھنڈر صاحب۔

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے کل بھی عرض کیا تھا کہ فاضل وزیر قانون دو تین وضاحتیں اس بارے میں ضرور فرماتے ۔ ایک تو یہ فنڈز کے lapse ہونے کے متعلق تھا کہ کیا فنڈز lapse تو نہیں ہو جائیں گے کیونکہ ایک خدشہ یہ پایا جاتا ہے ۔ ممکن ہے کہ نہ ہو لیکن ایک خدشہ یہ پایا جاتا ہے کہ آج 25 مئی کے بعد 30 جون کو اگر وہ lapse ہو جاتے ہیں تو اس grant یا اس allocation کا کوئی فائدہ نہیں ہے ۔ نمبر ۱ یہ بات جو ہے وضاحت طلب ہے ۔

نمبر ۲ ۔ آپ نے فرمایا تھا کہ وہ کچھ یہاں لفافے آئے تھے کہ جو مختلف سینیٹر حضرات کو تقسیم ہونے ہیں ۔ کم از کم میرا اور شیخ محمد رفیق صاحب کا لفافہ ' میں نے وہاں تلاش کیا ' وہاں موجود نہیں تھا ۔ میں نے اسکیم ضرور دی تھی ۔ ممکن ہے شیخ صاحب نے بھی دی ہو اس لئے لفافہ نہیں آیا لیکن مجھے کوئی contact یا مجھے اس کی وضاحت نہیں ہے کہ یہ کیوں نہیں ہے ؟ جہاں تک privilege motion کو ریفر کرنے کا تعلق کسی کمیٹی کو ' میں سمجھتا ہوں کہ یہ وقت نہیں ہے کہ اس کو کسی کمیٹی کو ریفر کیا جائے ۔ یہ تو آپ کی وساطت سے اور وزیر قانون کی وساطت سے جو اس کے اس وقت انچارج ہیں یہ معاملہ طے ہو جانا چاہئے ۔ بلکہ میں نے پچھلی دفعہ یہ گزارش کی تھی کہ ہونا یہ چاہئے کہ یہ اسکیمیں جو ہیں یہ سارے ممبران سے لے کر جو فنڈز کی release کا مسئلہ ہے بھی اسی session میں یعنی کل تک وہ طے ہو جاتا تا کہ اس کے بعد اسکیمیں execute ہو جاتیں اور تمام ممبر صاحبان کی تسلی اور تشفی ہو جاتی ۔ باقی جہاں تک سوال ہے 93-1992 کا اس کے متعلق وہ صاحبان فرما سکتے ہیں ' ان سے پوچھ لیں ' ان سے contact کر لیں ۔ لیکن یہ مسئلہ ' جناب والا ! بہت اہم اور بہت ہی فوری توجہ کا محتاج ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک

کمیٹی اس کی implementation کے لئے بھی ہونی چاہئے ۔ فاضل وزیر قانون ، راجہ صاحب کی ہونی چاہئے اس کی implementation میں کوئی اور رکاوٹ نہیں ہونی چاہئے تا کہ اس کی implementation ہو اور عملدرآمد ہو جائے ۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔جی اقبال حیدر صاحب۔

سید اقبال حیدر ۔جناب چیئرمین! معزز رکن نے ایک بڑا اہم نقطہ اٹھایا ہے کہ آیا یہ فنڈز lapseable ہیں یا نہیں ؛ تو اس کے بارے میں بھی میں نے کل رات ہی اس کو دیکھا ہے انہوں نے کہا کہ کیونکہ 1993-94 کی اسکیمیں تاخیر سے آ رہی ہیں جو کہ ابھی جو میں نے آپ سے گزارش کی تھی کل کہ 31 مئی تک ہو ۔ ویسے تو یہ فنڈز lapse ہو جاتے ہیں لیکن ،

In this case these funds will be non-lapseable provided that the schemes are received by 31st May (one). Secondly, that the feasibility and approval is done before 30th of June. The release of funds can take place even after 30th of June - feasibility as well as the approval is done before 30th of June. All those schemes, which are received and approved before 30th of June, 1994, they will not lapse.

جناب قائمقام چیئرمین۔ جناب منظور گچکی صاحب۔

جناب منظور احمد گچکی ۔ جناب والا میں خود گیا ہوں لوکل گورنمنٹ کے آفس اور سیکرٹری صاحب سے میں نے بات کی ہے ۹۳۔۹۴ کے بارے میں تو ان کا یہ کہنا تھا کہ جو assurance منسٹر نے اس ہاؤس میں دیا ہے ہمیں in writing کوئی ایسی چیز نہیں ملی اب سوال یہاں یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہاؤس میں اگر کوئی assurance دے اور اس کے بعد جب ہم جا کر contact کرتے ہیں مجھے اس نے فارم دیئے اس نے کہا کہ فارم ہم آپ کو دیتے ہیں اس لئے کہ جب بھی کوئی ایسا مسئلہ ہو تو آپ یہ فارم بھر کر بھیج دیں ہمیں لیکن فی الحال اس قسم کا کوئی ہدایت نامہ یا نوٹیفکیشن یا کوئی اس قسم کی چیز نہیں ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اسی ہاؤس کے اندر پہلے بھی وزراء نے یہ assurance دیا تھا کہ یہ فنڈز lapseable نہیں ہے۔ میرے خیال میں اس ہاؤس میں اکثر لوگوں کو یاد ہے کہ یہاں پر یہ کہا گیا تھا کہ یہ فنڈز lapse نہیں ہوتا۔ اور اب یہاں پر یہ کہنا کہ جی یہ lapse ہوتے ہیں لیکن ۳۰ مئی سے دیں اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جی بہت سے ایسے لوگ ہیں جو آپ کے اپنے knowledge میں ہے کہ ان کے ۹۲۔۹۳

سے اسکیم نہیں گئے ہیں اور اگر گئے ہیں تو دس لاکھ یا پندرہ لاکھ کے لئے گئے ہیں ۔ باقی فنڈز ان کو مہیا نہیں کئے گئے۔ جس طرح میں آپ کے سامنے کھڑا ہوں جبکہ میں پہلے ہی ان کو اپنی سکیمیں دے چکا تھا۔ لیکن نہیں کیا انہوں نے۔ ۹۲-۹۳ کا تو یہ حال ہے ۔ اب ۲۰ کے بعد وہ کہیں گے کیونکہ ۹۴-۹۵ کا بجٹ آگیا ہے اس لئے آپ یہ پچاس لاکھ لے لیں اور باقی جو آپ کی پرانی سکیمیں ہیں اس کو آپ چھوڑ دیں۔ میں سمجھتا ہوں کہاس ہاؤس کو واضح ہونا چاہیئے کہ مستقل دو سال سے پچھلی حکومت نے بھی ہمیں لارے لپے دئیے اس حکومت کا بھی رویہ یہی ہے۔ مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ یہ طریقہ کار صحیح نہیں ہے آپ کے علم میں ہے کہ ۹۲-۹۳ میں گورنمنٹ benches کو ملتے تھے ایک کروڑ پچاس لاکھ روپیہ اور ہم کو اور آپ کو جب ہم اپوزیشن تھے تو ہمیں ملتے تھے پچاس لاکھ روپیہ۔ میری سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ ایسا کیوں کیا جاتا ہے کم از کم ہم اس ہاؤس کے اندر' اس ملک میںایسی مثالیں بھی تو قائم کریں جو کم از کم سب کے لئے برابر ہو۔ ایک کو ڈیڑھ کروڑ ملتاہے' ایک کو پچاس لاکھ روپیہ ملتا ہے' ایک کو ملتا ہے' دوسرے کو نہیں ملتا۔ پہلی بات یہ ہے کہ فنڈز lapes نہ ہوں ۔ دوسری بات یہ کہ assurance ہو کہ ۹۳-۹۴ کے جو فنڈ ہیں وہ سب کو ملیں گے اور اگر ہم اب جائیں گے لوکل ڈیپارٹمنٹ کی منسٹری میں تو وہ ہمیں یہ نہ کہیں کہ ہمارے پاس کوئی نوٹیفکیشن جاری نہیں ہوا۔ نمبر ۳ جن کے ۹۲-۹۳ میں balance ہیں اور ان کو نہیں دیا گیا تو ان کو اتنے ہی دیئے جائیں جتنے کہ اس دور کے ہر سینیٹر کو -------

جناب قائم مقام چیئرمین۔ شکریہ۔ جناب آفتاب شیخ صاحب

جناب آفتاب احمد شیخ۔ جناب چیئرمین کل وزیر موصوف نے بیان دیا کہ جو نئے سینٹرز ہیں ان کے لئے ۲.۵ ملین کی گرانٹ کا از راہ کرم اعلان کیا گیا ہے۔ لیکن ساتھ ساتھ ایک ہاتھ سے دیا اور دوسرے ہاتھ سے یہ فرمایا کہ ۳۱ مئی تک ہمیں اپنی سکیمیں دینی ہیں۔ feasibility بھی دینی ہے ۳۱ مئی تک۔ جب کہ ہاؤس چل رہا ہے ۲۶ تک اور ہمیں اپنے صوبے میں جانا ہے۔ وہاں consult کرنا ہے لوگوں سے' یہ سب ٹیکنیکل معاملہ ہے۔ اس لئے ایک مطالبہ تو یہ ہے کہ اس کا وقت بڑھایا جائے اور جو دوسرے مطالبات اور فاضل ممبران نے کئے ہیں کہ یہ non - lapseable ہونا چاہیئے یہ پیسہ کیونکہ ۲۵ لاکھ روپے جو ہمیں ملے ہیں ہم as quickly as possible سکیمیں بنا کے دیں گے۔ لیکن یہ پیسہ ہم کو ملنا چاہیئے۔ یہ لوگوں کے لئے ہے ۔ لوگوں کی خدمت کے لئے ہے۔ چار دن کا ٹائم پانچ دن کا ٹائم دے رہے ہیں ہم کو ۲۰ ۲ کو اجلاس ختم کرنے کے بعد کب جائیں گے ہم۔ کب سکیم بنے گی؟ کب رپورٹس تیار ہونگی؟ کب submit

کریں گے؟

جناب قائم مقام چیئرمین۔ سردار یعقوب صاحب

سردار محمد یعقوب ناصر ۔ جناب چیئرمین یہ جو سینیٹر صاحبان ہیں ان کے لئے ۱۵ لاکھ روپے کیوں مختص کیئے گئے ہیں کیوں ۵۰ لاکھ روپے مختص نہیں کئے گئے ہیں جب کہ یہ non lapseable ہیں تو اس علاقے نے اس ایریا نے کیا قصور کیا ہے' یہ کسی ممبر کا ذاتی فنڈ تو نہیں ہے کہ وہ نیا ہے' اگر انہوں نے پرانے ممبرز کو ۲۵ لاکھ روپے دیئے ہیں' release کئے ہیں اس علاقے کے لئے پھر تو ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین ۔لیکن یہ بعد میں آئے ہیں ناں جی' مالی سال تو آدھا گزر چکا تھا' اس لئے آپ کو آدھے دینے گئے ہیں۔

سردار محمد یعقوب ناصر ۔ نہیں اس ایریا نے کیا قصور کیا ہے؟ اس کو تو ۵۰ لاکھ پورے ملنے چاہئیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین ۔جناب قاضی حسین احمد صاحب۔

قاضی حسین احمد ۔ میں اس سلسلے میں ایک اور عرض کروں گا کہ یہ جو اس طرح کے فنڈز کی allocation والی بات ہے' یہ اس حکومت میں ہوا جبکہ non party election ہوا تھا' لوگ کسی پارٹی میں نہیں تھے' ان لوگوں کو کسی نہ کسی طریقے سے اپنے رابطے میں رکھنے کے لئے اور ان کو oblige کرنے کے لئے یہ طریقے اختیار کئے گئے' اس کی وجہ سے بڑی سبکی بھی ہوئی ہے پارلیمنٹ کے ممبران کی' اسمبلیوں کے ممبران کی' اس کی وجہ سے لوگوں کو باتیں کرنے کا موقع بھی ملا ہے کہ یہ پارلیمنٹ کے ممبر یہ معمولی معمولی مفادات کی خاطر پیسے لیتے ہیں' allocation لیتے ہیں' ٹھیکے دیتے ہیں اس میں کمیشن لیتے ہیں۔ اور یہ کوئی ہماری نیک نامی کا سبب نہیں بنا۔ ملک کی عام جو سیاسی فضا ہے اس پر بھی اس کا بہت برا اثر پڑا ہے کہ لوگ اب پارلیمنٹ کے ممبرز سے توقع کرتے ہیں کہ وہ ان کی گلی کوچوں کو پختہ کرنے کا کام کریں' اور اس کی نگرانی کرنے کے لئے بھی . development کے کاموں کے لئے ہمیں بہت نیچے سطح پر اترنا پڑتا ہے اور اگر نگرانی نہ کی جائے تو پھر اس کی ذمہ داری بھی قبول کرنی پڑتی ہے۔ اس کی وجہ سے کوئی فائدہ نہیں ہوا نہ ملک کی سیاسی زندگی کو' نہ پارلیمنٹ کے ممبران کو نہ ہماری شہرت کو اور یہ ہمارا کام نہیں ہے جو کہ ہمارے ذمہ ڈال دیا گیا ہے۔ تو کیا یہ نہیں کیا جا سکتا کہ اسمبلی کے ممبران اور پارلیمنٹ کے ممبران کو اس مصیبت سے گلوخلاصی مل جائے اور یہ حکومت اپنیپارٹی اور اپنے دفتروں کے ذریعے سے کرتی رہے۔ یہ

زیادہ بہتر ہو گا' روز ہمارا پارلیمنٹ میں' سینٹ میں اس پر بہت سارا وقت ضائع ہو جاتا ہے۔ جب بھی ہم یہاں بیٹھتے ہیں یہی بات چھڑ جاتی ہے اور یہی development فنڈز اور لوگوں کے اندر ہماری یہ شہرت کو بہت سخت نقصان پہنچتا ہے کہ ان کا جو prime concern ہے وہ یہی ہے کہ ان کو کچھ پیسے ملیں جو ان کے disposal پر ہوں اور یہ اپنے اختیار پر ان کو خرچ کر سکیں۔ حکومت بھی ہمارے خلاف استعمال کرتی ہے اس چیز کو' روز ہمیں کٹہرے میں کھڑا کر دیتی ہے حکومت اور ہماری سبکی ہوتی ہے ساری قوم کے سامنے' اور پارلیمنٹ کے ممبران کی بھی سبکی ہے' اس لئے ہم حکومت سے یہ مطالبہ کرنا چاہتے ہیں اگر میرے ساتھی اس پر اتفاق کریں کہ آپ اپنے پارٹی کے لوگوں کو بھی نہ دیں اور دوسروں کوبھی نہ دیں یہ پارلیمنٹ کے ممبران کا کام نہیں ہے' نہ ہی یہ اسمبلی کے ممبران کا کام ہے' اس کے لئے دوسرے ادارے موجود ہیں' ان کی نگرانی کریں اور ان کی سختی سے نگرانی کریں اور ان کی نگرانی کرنے میں پارلیمنٹ کے ممبران کو بھی شامل کریں اور جو annual development پروگرام بنتا ہے اس میں بھی consult کیا جائے لوگوں کو۔

جناب قائم مقام چیئرمین ۔ میرے خیال میں قاضی صاحب کے اس statement کے بعد کوئی گنجائش تو رہتی نہیں ہے' اور جو statement دی ہے اقبال حیدر صاحب نے ـــــ جی محمد ابراہیم صاحب۔

جناب محمد ابراہیم خان ۔ جناب چیئرمین میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سابقہ دور میں اور آج کے دور میں ایک واضح فرق ہے' ان ادوار میں تو نقد رقم ملتی تھی' وہ جیسے خرچ کرنا چاہتے تھے خرچ کرتے تھے ان کی اپنی discretion تھی' چاہے اپنی جیب میں ڈالیں چاہے اس کو پھینکیں۔ آج کے دور میں یہ بات نہیں ہے' یہ سارے فنڈز تو جب جاتے ہیں' سینیٹر کا یا پارلیمنٹ کا تو صرف نام ہوتا ہے' نہ فنڈ اس کی جیب میں ہے' نہ کیش اس کی جیب میں ہے' نہ payment اس کے ہاتھ میں ہے۔ لوکل گورنمنٹ خود ہی کام کرتی ہے' خود ہی ٹینڈر کو invite کرتی ہے' خود ہی بل پاس کرتی ہے' خود ہی payment کرتی ہے' اس میں پارلیمنٹ کے ممبرز کا کوئی دخل ہے ہی نہیں۔ سوائے اس کے کہ وہ تجویز کرتا ہے کہ فلاں گلی کو پختہ کیا جائے' فلاں روڈ کو بنایا جائے' فلاں کو پانی دیا جائے' اس کے سوا کسی ممبر کی کوئی مداخلت اس میں نہیں ہوتی۔ جناب والا ! بات صرف اتنی ہے کہ یہ تعمیر وطن پروگرام تھا یا پیپلز پروگرام تھا اگر عوام کی بہبود کے لئے ہے تو اسی طرح ایک پارلیمنٹ کے ممبر کو اس میں مخل نہیں ہونا چاہئیے اس۔یہاپنی ہوس کو مدنظر نہیں رکھنا چاہئیے' البتہ ایک نقطہ کی میں نشاندہی کرنا چاہتا ہوں کہ لوکل گورنمنٹ کے جتنے بھی اسکیمز ہیں' تعمیر وطن پروگرام میں بہ نام تو پارلیمنٹ کے ممبران ہونگے 'نہیں معلوم وہ ہونگے بھی یا نہیں۔ لیکن

لوکل گورنمنٹ ۱۸ سے ۲۲ فیصد تک اس میں کمیشن لیتی ہے ۔ تو ایک سینیٹر کے ایک کروڑ ۲۰ لاکھ کے فنڈز میں کم از کم ۳۶ لاکھ تو وہ کھا جاتے ہیں ۔ کا م کیا ہوگا ؟ کس معیار کا ہوگا ؟ اور کیسے ہوگا کہ جس میں ۵ ۲ ۔ ۲۲ فیصد کمیشن لی جاتی ہے ؟ البتہ یہ حکومت کو مد نظر رکھنا چاہئیے کہ یہ ضیاع جو قوم کے پیسے کا ہو رہا ہے اور جس میں سرکاری ملازمین ۲۵ ۔ ۲۲ فیصد کمیشن لیکر کھاتے ہیں اور ہر سینیٹر کے فنڈز سے وہ کھاتے رہے ہیں اس کا تدارک کیا جائے ۔

جناب قائم مقام چیئرمین ۔Thank you جی۔ گچکی صاحب آپ فرمائیے ۔

جناب منظور احمد گچکی ۔ جناب والا ! پہلی بات تو یہ ہے کہ جس طرح اس ہاوس میں بہت سے ہمارے دوست ہیں ۔ ۹۰ سے لیکر اب تک جتنے فنڈز انہوں نے utilise کئے اور ۹۰ سے لے کر آج تک جتنا آپ نے استعمال کیا ہے ان دونوں کا موازنہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ہم لوگوں کو اتنے فنڈز نہیں ملے۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں قاضی صاحب سے بالکل اتفاق کرتا ہوں کہ اس سے ہماری جو ایک reputation ہے اس کا ستیاناس ہوا ہے ۔ لوگوں کے ذہن میں یہ بات ہے کہ جی فلاں ایم این اے کو یا فلاں سینیٹر کو تو ۲ کروڑ روپے ملتے ہیں ۔ اور آپ کہتے ہیں کہ آپ کو تو کچھ نہیں ملا ہے ۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ غلط بیانی کر رہے ہیں ۔ اور یہ فنڈز آپ خود اپنے لئے استعمال کر رہے ہیں ۔تو میری اس ہاوس سے گزارش ہے اور دوستوںسے بھی گزارش ہے کہ ان فنڈز کو ختم کرنا چاہیئے ۔ اس لئے کہ اس سے ہماری کوئی نیک نامی نہیں ہور ہی ہے بلکہ بد نامی ہو رہی ہے ۔ اور جب بد نامی ہو تو یہ سب کا فرض بنتا ہے کہ وہ اس سے جان چھڑا لیں ۔ میری وزیر صاحب سے گزارش ہے کہ یہ فنڈز بالکل ختم کر دئیے جا ئیں ۔ میں بالکل اتفاق کرتا ہوں قاضی صاحب سے ۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔جی شہزاد گل صاحب ۔ جی ہاں یہ ہے لمبا چوڑا ۔ تعمیر وطن یا پیپلز پروگرام کی بات ہو رہی ہے ۔ قاضی صاحب نے اور گچکی صاحب نے واضح کر دیا۔ پھر بھی فرمائیے جناب ۔

جناب شہزاد گل ۔ جناب والا ! قاضی صاحب نے جن خیالات کا اظہار کیا وہ ان کے ذاتی خیالات ہیں ۔ان کی بہت سی مصروفیات ہیں ۔ وہ پارٹی لیڈر ہیں ۔ اور بین الاقوامی سطح پر بھی وہ باہر دورے کرتے ہیں۔ ان کو ان چھوٹے کاموں کی فکر نہیں لیکن ہم لوگ عوام کے نمائندے ہیں اور ہمارا عوام کے ساتھ رابطہ ہے اور ہم عوام کی خدمت کرتے ہیں اور صحیح سکیمیں دیتے ہیں ہم پیسے خود نہیں لیتے ۔ پیسے

Executing Agency خرچ کرتی ہے۔ حکومت دیتی ہے۔ تو اس سے ہماری کوئی بد نامی نہیں ہوتی۔ لا منسٹر صاحب نے دو باتیں کہیں ایک یہ کہ جو سکیمیں دیں اس کے ساتھ feasibility report ہو۔ feasibility report ہم تیار نہیں کرتے ۔ feasibility report جو ہے وہ Executing Agency تیار کرتی ہے ۔ Executing Agency موقع پر جا کر سکیم دیکھتی ہے ۔ اس کے لئے estimate بناتی ہے ۔ یہ ہماری ذمہ داری نہیں ہے feasibility report کی ۔ دوسری بات یہ ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ۳۰ جون تک اگر سکیمیں منظور ہو جائیں ۔ جہاں تک ۳۰ جون تک منظوری کی بات ہے ، وہ بھی ہماری ذمہ داری نہیں ہے ۔ وہ فیڈرل ڈیولپمنٹ کمیٹی کی ہے ۔ اور فیڈرل ڈیولپمنٹ کمیٹی جو ہے وہ سکیموں کی منظوری دیتی ہے ۔ ان کی مہینے میں ایک میٹنگ یا دو میٹنگ ہوتی ہے ۔ یعنی وہ تو ہماری ذمہ داری نہیں بنتی ہے اگر فیڈرل کمیٹی کی میٹنگ نہ ہو ۔ تو ۳۰ جون تک سکیمیں کیسے منظور ہونگی ؟ سکیمیں ہی نہیں ہونگی ۔ اور پھر یہ فرمائیں گے کہ چونکہ ۳۰ جون تک ان کی منظوری نہیں ہوئی لہذا پیسے lapse ہوگئے ۔ تو یہ جو باتیں انہوں نے فرمائی ہیں یہ ہماری ذمہ داری نہیں ہے ۔ یہ تو حکومت کی ذمہ داری ہے ۔ منسٹر کی ذمہ داری ہے ' منسٹری کی ذمہ داری ہے ۔ ان پر وہ خود غور کریں ۔ یہ ہمارے کھاتے میں نہ ڈالیں ۔ ہمارے ذمہ نہ لگائیں ۔

جناب قائم مقام چیئرمین ۔ تشریف رکھیں ۔ جناب حافظ صاحب ۔

حافظ حسین احمد ۔ شکریہ' جناب چیئرمین صاحب۔ آج جناب اقبال حیدر صاحب قاضی صاحب کی بات پر بہت زور سے ڈیسک بجا رہے ہیں' لیکن یہاں بیٹھ کر تو سب سے زیادہ وہ یہ مطالبہ کرتے رہے ہیں۔ میں گزارش کروں کہ شروع میں جب اقبال حیدر صاحب اس طرف بیٹھے تھے تو ہم نے اس کی تائید کی تھی کہ آئین میں کوئی اس قسم کی گنجائش نہیں ہے کہ ہمارے فرائض منصبی میں یہ شامل نہیں ہے۔ لیکن ساتھ ساتھ میں یہ عرض کروں کہ جب میں سینٹ کا ممبر بنا تو مجھے ایک letter لوکل گورنمنٹ کی طرف سے پہنچا۔ اے ۔ نسیم صاحب سیکٹری تھے انہوں نے کہا تھا کہ آپ ہم سے رابطہ قائم کریں۔ میں نے انہیں ٹیلیفون پر گزارش کی اور کہا کہ میں سینیٹر حسین احمد بول رہا ہوں تو انہوں نے کہا۔ سر آپ کے ایک کروڑ چالیس لاکھ روپے ہیں۔ تو میں نے کہا کہ طریقہ کار کیا ہو گا؟ تو پھر اس نے کہا جی آپ کون سے سینیٹر ہیں۔ میں نے کہا جی حافظ حسین احمد ۔ اس نے کہا معاف کرنا آپ کے ۵۰ لاکھ ہیں' قاضی حسین احمد صاحب کے ایک کروڑ چالیس لاکھ ہیں۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ آج جو اس طرف بیٹھے ہوئے یا اس طرف بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان کے لئے اگر یہ ختم کرنا ہے تو پھر متفقہ طور پر بیٹھ کر اس مسئلے کو حل کیا جائے ۔ یعنی عجیب بات

ہے کہ یہاں جو بیٹھے تھے اس وقت ---

(مداخلت)

قاضی حسین احمد - جناب چیئرمین میں point of explanation پر ہوں۔ اس نے مجھے نہیں بتایا کہ تمہارے ایک کروڑ چالیس لاکھ ہیں، ان کو بتایا ہے میرے بارے میں، مجھے نہیں بتایا، مجھے کوئی علم نہیں، میرے بارے میں ان کو بتا دیا ہے۔ ہو سکتا ہے ان کے بارے میں مجھے بتا دیں۔

حافظ حسین احمد - جی ہاں، اصل میں چیئرمین صاحب، قاضی صاحب اس وقت آئی جے آئی میں تھے ہم اس وقت بھی اپوزیشن میں تھے۔ تو اس میں، میں نے ان سے بات کی، آپ اس بارے میں تحقیق کر سکتے ہیں نسیم صاحب سے۔

جناب قائم مقام چیئرمین - نہیں وہ تو خیر بات ۹۲-۱۹۹۱ء کی بات کر رہے ہیں۔ وہ تو گزر گیا، اب جو ہے مسئلہ اس----

حافظ حسین احمد - نہیں۔ مثال کے طور پر ہم تو وہیں کھڑے ہیں جی۔

جناب قائم مقام چیئرمین - نہیں نہیں، وہ مسئلہ تو ۹۲-۱۹۹۱ء اور ۹۳-۱۹۹۲ء کا تھا۔ اب ۹۴-۱۹۹۳ء ہے اس وقت بات ۹۴-۱۹۹۳ء کی چل رہی ہے اور جو نئے حضرات آئے ہیں ان کے فنڈز کی بات چل رہی ہے، اس پر بات کریں کہ ان سینیٹرز کا کیا بنے گا؟

حافظ حسین احمد - اب یہ وزیر صاحب بتا دیں کہ یہ تعمیر وطن ہے، تسکین وطن ہے، پیپلز پروگرام ہے، کیا ہے اس وقت؛ یعنی کوئی صاحب کہہ رہے ہیں کہ تعمیر وطن ہے، کوئی کہتا ہے پیپلز پروگرام ہے۔ کوئی اسے سیاسی رشوت کہہ رہا ہے۔ یہ کیا چیز ہے؟ اس کی بھی تشخیص ہونی چاہیے۔

سید اقبال حیدر - سر finally میں آپ کو اس بات کا----

جناب قائم مقام چیئرمین - جنرل صاحب کی دو باتیں سن لیں----

(مداخلت)

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) سعید قادر - جناب چیئرمین، میں نے آپ سے کل بھی گزارش کی تھی کہ Law Minister صاحب کو ۲۰ سیکنڈ یا ۶۰ سیکنڈ آپ دے دیا کریں یہ ہر دفعہ کھڑے ہو جاتے ہیں اور فلور پر قبضہ کر لیتے ہیں، دوسرے کو بولنے کا موقع دینا چاہیے۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ چلئیے ،بسم اللہ کیجئے۔

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) سعید قادر۔ یہ کیا مذاق ہے کہ ہر دفعہ Law Minister صاحب جواب دینے کو تیار ہیں؛ پہلے ہماری بات سن لیں پھر جواب دیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ جو قاضی صاحب نے مسئلہ اٹھایا ہے یہ بڑا اہم مسئلہ ہے اگر دونوں side بیٹھ کر بات چیت کرنا چاہتے ہیں تو آپ لیڈران فیصلہ کریں اس وقت کا جو مسئلہ آپ نے خود بیان کر دیا ہے کہ یہ ۹۲-۱۹۹۱ء، ۹۳-۱۹۹۲ء، ۹۴-۱۹۹۳ء کا ہے۔ یہ سکیم ختم ہوتی ہے یا نہیں ختم ہوتی، وہ الگ مسئلہ ہے، ہمارا مسئلہ تو آج کا ہے اور میں نے کل بھی گزارش کی تھی اور آج Law Minster صاحب نے بڑی زبردست غلط بیانی کی ہے۔ آپ ریکارڈ نکلوائیے۔ بارہا یہاں کہا گیا ہے صرف اس Law Minister نے نہیں، سب نے کہا کہ non lapsable funds ہیں۔ میں یہ challenge کرتا ہوں کہ چاروں ریکارڈ نکلوائیے۔ ہر سال یہ کہا گیا ہے کہ non lapsable funds ہیں۔ آج کیسے Law Minster صاحب کہہ رہے ہیں کہ یہ lapsable funds ہیں اور ہم آپ پر مہربانی کر رہے ہیں سنے سینیٹروں پر کہ ان کو lapse نہیں ہونے دیں گے، اگر وہ سکیمیں دے دیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ ۲۱ مئی تک۔

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) سعید قادر۔ پہلی غلط بیانی تو یہ ہے۔ کہ یہ non lapsable funds ہیں اور آپ کے ریکارڈ میں موجود ہیں۔ نکلوا لیجئے اس کو اور Law Minster صاحب کے خلاف---- پھر جو statement آپ پاس کرنا چاہتے ہیں، پاس کیجئے انہوں نے غلط بیان کیوں دیا؛ دوسری بات یہ ہے کہ جہاں تک میرا تعلق ہے ۹۳-۱۹۹۲ء کے فنڈز جہاں سکیمیں 90 percent complete ہو گئی ہیں، ابھی تک funds release نہیں ہونے ہیں۔ کیوں نہیں release ہونے؛ انہی Law Minister صاحب نے فرمایا تھا کہ جن کے ۵۰ فیصد سے زیادہ ہو جائیں گے ان میں رکاوٹ نہیں ہو گی۔ کیا کوئی یہ جواب دے گا کہ اس پر عمل کیوں نہیں ہو رہا؛ یا اس بات کو یوں ٹال دیں گے کہ ہم ہر ایک سینیٹر کی ذاتی چیز discuss نہیں کر سکتے۔ میں نے کل بھی عرض کیا تھا کہ آپ ساری فائلیں یہاں منگوا لیجئے، ایک کمیٹی تشکیل کر دیجئے، تاکہ وہ جائزہ لے کہ گاڑی کیوں آگے نہیں بڑھ رہی۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ شکریہ جی۔ شفقت صاحب بہت ہو گیا، اب تھوڑی سی وزیر صاحب سے بات کر لیتے ہیں۔ وزیر صاحب فرما دیں تاکہ آگے چلیں کیونکہ Order of the Day پہ کافی business ہے

سید اقبال حیدر۔ سرمعزز رکن جنرل صاحب تو ماشاء اللہ ہمیشہ سے خودکفیل رہے ہیں اور خودکفیل رہیں گے ان کی تو development ہوتی ہی رہی ہے۔ لیکن یہ مسئلہ ہے کہ ایک عام سینیٹر کے لیے۔ میں نے واضح الفاظ میں کہا تھا کہ اس سال کے جو فنڈز ہیں یہ non lapsable ہیں۔ میں نے واضح طور پر کہا non-lapseable جنرل صاحب سمجھتے ہیں کہ میں نے کہا ہے کہ lapseable ۔ اب اس کا کیا ہوسکتا ہے۔ اس کا تو کوئی علاج نہیں ہے کہ جنرل صاحب صرف وہی سنیں جو کہ وہ سننا پسند کرتے ہیں تو میں اب بھی کہتا ہوں کہ non lapes able ہیں

for this year 1993-94 provided the schemes are received and they are approved before 30th June. There is a point that has been raised by another Senator that this is not our duty to approve the scheme. I can give the assurances that all the schemes which has been received on 31st May.

بلکہ میں منسٹری کو راضی کراؤں گا کہ تین چار دن اور بڑھا دیں ۳ یا ۴ جون تک یہ سکیمیں identify کردے۔ it is not the question of feasibility report, it is not to be prepared by the member. تین چار جون تک سکیمیں identify شدہ فارم الف پر باضابطہ طور پر دستخط شدہ اور مہر شدہ اور اس میں executing ایجنسی کا نام بھی ہو اور identification of schemes بھی ہو وہ تین چار جو ن تک بھی اگر پہنچ گئیں تو ان کے اوپر پوری کارروائی ہوگی ۔نئے سینٹر حضرات کے لئے بھی اور اگر کسی پرانے سینٹر نے 1993-94 کی سکیمیں نہیں دی ہیں تو اس کو بھی اجازت ہے کہ وہ اپنی سکیمیں دے سکتا ہے ۔ گو کہ آپ کو حیرانگی ہو گی کہ بہت سارے سینٹر جو اپنے جذبات کا اظہار کر رہے ہیں' پچھلے سال ان میں سے صرف ۲۸ سینٹروں نے اپنی سکیمیں دی ہیں۔ اب بات ہوتی ہے اتنی لیکن جب ہم examine کرتے ہیں آپ دیکھ لیں ریکارڈ ۲۸ سینٹروں نے سکیمیں دی ہیں ۔اور ٹوٹل ۸۷ ہیں اب میری گزارش یہ ہے کہ جن سینٹرز نے 1993-94 کی سکیمیں نہیں دی ہیں خواہ وہ نئے ہیں خواہ وہ پرانے ہیں وہ تین جون تک اپنی سکیمیں identify کر دیں ۔دوسرے انہوں نے کہا کہ اس پر کام کب ہو گا ۔ہم بالکل اس کے اوپر تیزی سے کام کریں گے اس کو اچھی طرح سے مکمل کریں گے ہم اپنی طرف سے ہر ممکن کوشش کریں گے اور تمام کارروائیاں تیس جون سے پہلے پوری کر دیں گے ۔رولز اور ریگولیشنز کے مطابق میں آپ کو یقین دہانی کراتا ہوں ۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ جناب اب میں ہاؤس کو گزارش کروں گا کہ commitment یہ آئی

جناب وزیر صاحب کی طرف سے کہ سینئر حضرات جو نئے تشریف لائے ہیں وہ اپنی سکیمیں identify فرمائیں گے جو تین چار تاریخ تک ، متعلقہ محکمہ کو پہنچ جانی چاہئیں ۔انہوں نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ وہ پچھلے سینیٹرز حضرات جنہو ں نے 94-1993 کی سکیمیں identify نہیں کیں وہ بھی اپنی سکیمیں identify کر کے بھجوا سکتے ہیں ۔کتنی رقم کی ؟ یہ آپ نے نہیں فرمایا ۔پھر آپ نے فرمایا ہے کہ یہ فنڈز lapesable ہیں تین باتیں آپ نے فرمائی ہیں تو میرے خیال میں اب کافی ہو گیا ہے شکریہ بہت شکریہ ۔

جناب شہزاد گل ۔جناب چیئرمین صاحب ایک بات ضروری ہے ۔ہم نے جو سکیمیں دی ہیں یکم مارچ سے پہلے ، جب یہاں پر کہا گیا کہ دس مارچ سے پہلے دے دیں وہ ہیں پرانے فارموں پر جن کے اوپر تعمیر وطن لکھا ہے اب جو نئے فارم بنے ہیں اس پر پیپلز پروگرام لکھا ہے ایسا نہ ہو کہ ٹیکنیکل پوائنٹ پر وہ ان کو reject کردیں ۔

سید اقبال حیدر ۔نہیں نہیں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہم کام کی بات کرتے ہیں ۔ نام کی نہیں ۔

جناب قائم مقام چیئرمین ۔جناب شہزاد گل صاحب میں نے وہ فارم دیکھا ہے تمام کالم وہی ہیں کوئی اس میں رد و بدل نہیں ہے صرف ایک چیز ہے جو اوپر لکھی ہوئی ہے۔

ملک محمد حیات ۔ جنا ب چیئرمین صاحب ! وزیر صاحب نے یہ نہیں بتایا کہ پرانے سینیٹروں کے لئے amount کتنی ہو گی ؟

سید اقبال حیدر ۔ ان کا amount جو ہے وہ ہے ، پچاس لاکھ اور میں پوری کوشش کروں گا کہ پچاس لاکھ ہی ملے۔ لیکن جنہوں نے سال پورا کیا ہو۔ ان کے لئے ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین ۔درست ہے جی ۔ بھنڈر صاحب ۔

چوہدری محمد انور بھنڈر ۔جناب والا یہ بہت اہم معاملہ ہے آپ کی سربراہی میں وزیر قانون اور جناب قائد حزب اختلاف ان کو streamline کرنے کے لئے کوشش کریں گے۔ آئندہ بھی بہت سی چیزیں آئیں گی۔ مثلاً میری سکیم آتی ہے تو اس پر یہ کہا جاتا ہے کہ 30 جون تک اس کی feasibility determine نہیں ہوئی لہذا آپ کے funds lapes ہوگئے ہیں یہ ساری چیزیں جب آپ کی کمیٹی بن جائے-----

جناب قائم مقام چیئرمین ۔ درست ہے ۔ ٹھیک ہے ۔

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ میں اس یقین دہانی پر موشن کو press نہیں کرتا۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ شکریہ جناب۔ جناب جنرل صاحب کچھ وضاحت فرمانا چاہیں گے۔

He has contacted both the Foreign Office and the Hajj Ministry فارن آفس نے کہا کہ ان کی مشکلات یہ ہیں کہ چونکہ there is a centralized Government so the Saudi Government is going to release the names. Relligious Ministry نے مجھے یہ کہا کہ there are thirty two Pakistanis envolved. They do not know the detailes کہ ان میں شہید کتنے ہوئے ہیں اور زخمی کتنے ہوئے ہیں لیکن ایک بج کر تین منٹ تک ان کو فیکس آ جائے گا with complete detailes and then we will inform the House.

جناب قائم مقام چیئرمین۔ شکریہ۔

ڈاکٹر محمد ریحان ۔ اگر گمنام شہیدوں کے لئے دعا ہو جائے تو ۔ اگر آپ گم نام سپاہی کے مقبرے پر جاتے تو گم نام شہیدوں کے لئے دعا پڑھیں ۔

Mr. Acting Chairman: I think after the statement of Minister for Interior there is no need to discuss this matter further . Any how we proceed to next item., Adjournment Motion No.33, Dr. Muhammad Rehan Sahib.

Dr. Muhammad Rehan: Before 33 there is Adjournment Motion No.23

جناب قائم مقام چیئر مین ۔ 23 میں نے بولا ہے جی۔

ADJOURNMENT MOTIONS

i) RE: MALPRACTICES IN GENERAL POST OFFICE, PESHAWAR

Dr. Muhammad Rehan: With your kind permission I humbly submit to move under Rule 73 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate seeking leave of this honourable House to suspend its rutine business for discussing the issue of malpracticing being committed by the Officers of General Post Office, Peshawar

reported in the daily Khabrain Islamabad in its issue of 27th March, 1994 . Sir, the report carries the allegations that during the checking of motor car radio licences big amounts of money are charged, while receipt are issued of the actual amount which are much less then the one that was charged from the people. Sir, the matter is concerned with Federal Government, it is of recent occurrence and of national importance. Sir, I request that this may please be admitted for discussion. Thank you very much Sir.

Syed Iqbal Haider: Opposed. Sir, the motion is based on a story, which is totally incorrect, baseless and far from every truth.

Mr. Acting Chairman: Would you like to press the statement.

ڈاکٹر محمد ریحان ۔ یہ خبر ایک بڑے مقبول اخبار میں شائع ہو چکی ہے۔ جناب والا! میرے خیال میں خوشی ہو گی ۔ جناب والا ! مردان کی ڈیٹ لائن پر 27 مارچ کو اور اس میں باقاعدہ نام دیا گیا ہے اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ عبداللہ خان جس کی ریڈیو لائسنس کی ذمے داری ہے اور وہ راستے پر بیٹھ کر لوگوں کو پریشان کرتے ہیں اور ان سے 500 روپیہ باقاعدہ وہاں پر رقم لکھی ہوئی ہے ۔ 500 روپیہ لےکر پھر 110 روپیہ کی رسید اور چونکہ لوگوں کو پریشان کیا جاتا ہے ۔ وہ بیچارے کہتے ہیں چلو جان چھڑاؤ پیسے دے دو اور اس بنا پر سلسلہ جاری تھا اور اس سلسلےمیں جناب وہ کافی امیر ہو چکے ہیں اور صرف جناب والا ! یہ صرف وہاں تک محدود نہیں ہے پشاور اور مردان تک ۔ یہ سلسلہ پورے پاکستان میں ہے اور لوگ چونکہ سفر میں ہوتے ہیں ۔ وہ کہتے ہیں کہ جلدی گزر جاؤ ،جان چھڑاؤ تو یہ ہمیشہ ہوتا رہا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس پر بحث ہو جائے۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ کوئی آپ کے پاس ثبوت ہے کہ فلاں کے ساتھ ایسا ہوا، فلاں سے کیا گیا۔

ڈاکٹر محمد ریحان ۔ جناب والا ! یہ کافی ثبوت ہیں ۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ پھر آپ فرمائیں ۔ ایسے تو اخبار کی بات ہے اور تو کچھ بھی نہیں ہے ۔

ڈاکٹر محمد ریحان ۔ اخبارات بھی تو ہمارے ذمہ دار اخبار ہیں۔ قومی اخبارت ہیں جی ۔

جناب قائم مقام چیئرمین ۔ یعنی موٹر کار کی لائسنس بھی اور ریڈیو لائسنس پر بھیآپ فرماتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد ریحان ۔ موٹر کار میں جو ریڈیو لائسنس ہوتا ہے ۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ آپ اس کے متعلق کچھ کہنا چاہیں گے ۔

سید اقبال حیدر ۔ اس خبر میں کوئی صداقت ہے ہی نہیں۔ اور یہ ایک بڑا افسوس ناک واقعہ ضرور ہوا تھا کہ ایک رپورٹر صاحب آئے تھے اور وہ کہنے لگے کہ ان کو BR Licence بغیر charges کے ان کی کار کے لئے دے دیا جائے ۔ تو اس کے اوپر انہوں نے کہا کہ یہ نہیں ہو گا تو اس کے بعد انہوں نے اس طرح کی سٹوری چھاپی ہے ۔ ایسے واقعہ کی کوئی رپورٹ نہیں ہے ۔ پولیس میں درج کرا دیں اگر کسی نے charge کیا ہے۔ اس میں کوئی صداقت نہیں ہے ۔

Mr. Acting Chairman: So in the light of the statement of Minister.

ڈاکٹر محمد ریحان ۔ میں مشکور ہوں جی ۔ وزیر صاحب مہربانی کر کے اتنا فرمائیں کہ وہ اس سلسلے میں کڑی نظر رکھیں گے ۔ اس قسم کے واقعات نہ ہوں تو میرے خیال میں کوئی عذر نہیں ہو گا کہ میں press نہ کروں۔

Mr. Acting Chairman: So, in the light of the statement of the Minster it is not pressed. Next, again 33, Dr. Rehan Sahib.

ii) RE: REACTIVATION OF THE BOGUS TRAVELLING AGENCIES

Dr. Muhammad Rehan: Sir, again I submit to move, seeking leave of this honourable House, to adjourn its routine business and take up for discussion an issue of grave public importance, which has been published in the daily "Mashriq" Peshawar, in its issue of 29th March, 1994, that bogus travelling agencies have re-activiated again. According to the report, an Agency of Islamabad has sent about 150 persons on fake visas

to South Africa out of whom eighty persons have been put behind the bar and the rest are hiding in various parts of that country.

Mr. Acting Chairman: General Sahib do you oppose?

Maj. Gen. (Retd.) Naseerullah Khan Babar: Opposed. Do you want me to make a statement? There has been no such incident.

جناب قائم مقام چیئرمین-ڈاکٹر صاحب ایک آپ کی اور بھی ہے -

Maj. Gen. (Retd.) Naseerullah Khan Babar: Yes, he mixed the two, South Africa and Turkey

والے دونوں کو mix کر کے mark کیا ہے۔ تو ساؤتھ افریقہ والی جو بات ہےاس میں یہ ہے کے ایسا کوئی واقعہ نہیں ہوا۔ ورنہ deportation ہوتی۔ کوئی deportنہیں ہوا۔

Nothing has been reported and, moreover, I can assure the member that the immigration agencies are totally alert and in the last 6-7 months before this, we were warned by the United States and other European countries that they would impose penalties on the PIA and that they would also stop all travelling to their countries. The record has come down to zero. In totality, there is zero record of illegal immigration.

ساؤتھ افریقہ کے ساتھ کوئی واقعہ نہیں ہوا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ right جی - آپ press کریں گے مزید ان کی statement کے بعد ؛ میرے خیال میں دوسرا اس کے ساتھ ہی ہے وہ بھی ساتھ کرلیں - وہ بھی انہیں کا ہے -

ڈاکٹر محمد ریحان۔ہم تو یہی چاہتے ہیں کہ اس قسم کے واقعات نہ ہوں-----

جناب قائم مقام چیئرمین-میں سمجھتا ہوں جو انہوں نے statement دی ہے----

ڈاکٹر محمد ریحان۔ لوگوں سے پیسہ بھی لیا جاتا ہے اور پھر وہ بیچارے جا کر رگڑے کھاتے ہیں جیلوں میں -------

Maj. Gen. (Retd.) Naseerullah Khan Babar: I am fully in agreement

with him. Daily about 2 or 3 people come to me.

کسی سے ڈیڑھ لاکھ، کسی سے پچاس ہزار، کسی سے چار لاکھ روپیہ agencies نے لیا ہوا ہے۔

The FIA, I think, have at least 10 to 15 cases per day in their hand for the recovery of these amounts. So, we are totally against these fake agencies and we do not want that Pakistan should have a bad name in this regard. The immigration authorities are also checking, but at the same time we are also trying to make recoveries for poor people whose money has been swindled by these fake travelling agencies.

جناب قائم مقام چیئرمین۔ شکریہ جی۔ تو اگلا بھی آپ کا اسی میں dispose off ہو گیا جناب؟

ڈاکٹر محمد ریحان۔ جی ہاں۔

Mr. Acting Chairman: Thank you. Next is 39 Prof. Khurshid Sahib. I think the Prof. Sahib is not here, then 48 again Dr. Muhammad Rehan Sahib.

iii) RE: THE TRAGIC ACCIDENT OF RAILWAY AT SOHAWA

Dr. Muhammad Rehan: I would like to draw attention to that very tragic accident of the Railway which has been occuring in this country almost three or four times every year and nobody takes the responsibility. Sir, you will be remembering that it was just in the month of, perhaps, in the beginning of April that a tragic accident occurred close to Islamabad, near Sohawa, where people lost precious lives, which included young children and so many got killed, so many got injured and there was loss of property as well. Sir, this is really a very important matter. I think, the government will like to discuss it and I think, it should not be opposed.

جناب قائم مقام چیئرمین۔ جناب شہزاد گل صاحب آپ کا بھی ایسا ہی ایک موشن ہے۔ آپ پڑھ دیجئے۔

Mr. Shehzad Gul: I beg to move a motion for the adjournment of the business of the House to discuss a specific urgent matter of general public importance, i. e. the recent railway accident at Sohawa in which 12 passengers died and 53 seriously injured besides heavy loss of property. It has caused a wave of resentment in the minds of the people at large.

جناب قائم مقام چیئرمین۔ جناب نیازی صاحب آپ اس پر بات کریں گے؛ جی ارشاد۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ جناب والا! اس میں کوئی شک نہیں کہ جانی ومالی نقصان ہوا ہے۔ جس میں بارہ افراد جان سے ہاتھ دھو بیٹھے تھے اور ۵۳ زخمی ہوئے تھے۔ جس وقت یہ حادثہ ہوا تو ریلوے authorities کی جو مدد ہو سکتی تھی وہ کی گئی اور چیف میڈیکل آفیسر موقع پر گیا اس کے بعد ریلوے انسپکٹر نے اس کی انکوائری کی ۔ اب وہاں پر صورت حال یہ تھی کہ ٹریک کے اوپر سے ایک لوہے کا بار ملا ہے۔ جیسے ٹیلی کمیونیکیشن والے استعمال کر سکتے ہیں۔ لیکن وہ ریلوے کا نہیں تھا کہ یہ کہا جاتا کہ یہ وہاں پر ویسے ہی رکھ دیا گیا ہو ۔ ریلوے انسپکٹر نے اپنی رپورٹ میں لکھا ہے۔ کہ بنیادی طور پر وہ piece responsible تھا اس ریل کار کے rail band کا' اس لئے تخریب کاری rule out نہیں کی جا سکتی۔ اب مزید judicial enquiry ڈپٹی کمشنر جہلم کی ذمہ داری ہے اور وہ کر رہا ہے جب judicial enquiry کی رپورٹ آ جائے گی ساری صورت حال سامنے ہوگی ۔ میرا خیال ہے اگر وہ ایوان کے سامنے رکھ دی جائے تو بہتر ہے۔ بہ نسبت اس کے کہ ہم اب بات کریں۔ تو میں یقین دلاتا ہوں کہ جو مکمل رپورٹ آئے گی وہ رپورٹ ہم اس معزز ایوان کے سامنے لائیں گے اگر اس وقت آپ چاہیں کہ اس صورت حال پر بحث ہو تو یقیناً فیصلہ بہتر ہوگا بہ نسبت اس کے کہ اب اس پر ہم بات شروع کر دیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ صحیح ہے۔ جی جناب شہزاد گل صاحب ۔

جناب شہزاد گل۔ اسی طرح گھوٹکی کا ریلوے accident ہوا تھا ۔ اور اس میں بھی کافی لوگ جاں بحق ہوئے تھے۔ اس وقت کے وزیر صاحب نے بھی فرمایا تھا کہ انکوائری ہوگی اور یہ انکوائری رپورٹ ہم اس ہاؤس کے سامنے لائیں گے۔ آج تک وہ انکوائری رپورٹ نہ ہاؤس کے سامنے آئی نہ اس پر کوئی بحث ہوئی۔ اب بھی جس طرح محترم وزیر صاحب فرما رہے ہیں ۔ کہ انکوائری ہو رہی ہے اور انکوائری کی رپورٹ آئے گی۔ اب انکوائری کی رپورٹ ایسے تو نہیں آتی۔ اگر اس تحریک التواء کو admit کیا جائے۔ یہ

ریلوے کی کمیٹی میں جائے تو تب ہی وہ رپورٹ ہاؤس کے سامنے آئے گی۔ صرف ان کے زبانی کہنے سے رپورٹ ہاؤس کے سامنے نہیں آتی اس وجہ سے میری یہ گزارش ہے کہ اس کو admit کیا جائے۔ریلوے کی ہے جو ہاؤس کمیٹی ہے وہ کمیٹی اس کی تحقیقات بھی کرے گی۔ موقع پر بھی چلی جائے گی اگر مناسب سمجھے۔ تو کمیٹی کی رپورٹ ہاؤس کے سامنے آ جائے گی اس وجہ سے میری یہ گزارش ہے وزیرمحترم صاحب سے کہ اسے کمیٹی میں بھیج دیا جائے اور پھر کمیٹی کی رپورٹ جو ہے وہ ہاؤس میں آئے۔ کتنے accidents روزانہ ہو رہے ہیں۔ ریلوے کا محکمہ بالکل غفلت سے کام لے رہا ہے۔ ریلوے گینگ موجود ہے اور وہ گینگ روزانہ patrol کرتے ہیں تو پھر انہوں نے اس طرح پڑی ایک لوہے کی سلاخ کو نہیں دیکھا اور accidentہو گیا اور لوگ جاں بحق ہو گئے۔ کیا کہنا ہے جناب والا؟ responsibilityبھی تو جناب کسی پر ڈالنی چاہئیے۔ کون responsibleہے گینگ والے responsible ہیں ۔یہ کیا ہے؟ اس کا حل ہاؤس کے سامنے تبھی آئے گا یا ہاؤس میں اس پر بات ہو گی جب اسے کمیٹی میں بھیج دیا جائے اورکمیٹی کی رپورٹ ہاؤس کے سامنے آئے۔ تو میری یہ گزارش ہو گی کہ اسے منظور کرنے کے بعد کمیٹی میں بھیج دیا جائے۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ڈاکٹرشیر افگن صاحب نے بڑا وضاحت سے فرما دیا ہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ جناب والا ! میں ایک اور عرض کرنا چاہتا ہوں۔ یہ رولز آف پروسیجر میں کون سی گنجائش ہے جو یہ تجویز دیتے ہیں؟ اس دن بھی ایک صورت حال خراب ہو گئی تھی کہ تحریک التواء admit ہونے کے بعد direct کمیٹی کو refer کر دی گئی ۔ رولز آف پروسیجر میں آپ مجھے دکھا دیں ۔ تو میں آپ سے اتفاق کر لوں گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ میں عرض کر رہا تھا، جناب ڈاکٹر ریحان صاحب اور جناب بشارت صاحب سے کہ ڈاکٹر صاحب کی statement کے بعد میں سمجھتاہوں کہ ایسی صورت میں جب کہ ذمہ دار افسروں نے انکوائری شروع کر دی ہے اور یہ بھی کہا گیا کہ تخریب کاری کا عمل بھی شائد نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔وہ فلور آف دی ہاؤس پریہ ارشاد فرما رہے تھے کہ یقیناً وہ انکوائری صحیح انکوائری ہو گی اور اس میں جو قصور وار ہوں گے اس کے خلاف میں سمجھتاہوں ایکشن لیا جائے گا ۔ اور اگر ضرورت محسوس ہوئی تو ہاؤس میں بھی لائی جائے گی ۔ چنانچہ ان کی اس سٹیٹمنٹ کے بعدمیں اس موشن کو رول آؤٹ کرتا ہوں۔ اگلا جناب عبدالرحیم خان مندوخیل صاحب کا ہے نمبر ۶۰۔ وہ غیر حاضر ہیں۔ حافظ صاحب آپ کا اس میں نہیں ہے۔

حافظ حسین احمد۔ میں نے سیکرٹری صاحب سے بھی بات کی تھی اور اس موضوع پر میں

نے بھی adjournment motion دی ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ آپ کا تو نہیں ہے۔ ابھی سیکرٹری صاحب نے فرمایا ہے کہ آپ کی ان سے بات ہوئی تھی اور یقیناً آپ کا اور عبدالرحیم صاحب کا identical تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ یہاں پر ہم سے لکھنا رہ گیا ہے۔ تو آپ پڑھئے جی۔

iv) RE: THE ALLEGED NON-IMPLIMENTATION OF MERIT PROMOTION POLICY IN THE RECENT PROMOTIONS OF THE EMPLOYEES OF NATIONAL BANK OF PAKISTAN

حافظ حسین احمد۔ بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ سینٹ کی معمول کی کارروائی روک کر درج ذیل اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے پر بحث کی جائے۔ روزنامہ جنگ پنڈی ۲۶ مارچ ۹۴ ۱۹، روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی، روزنامہ خبریں اسلام آباد ۲۷ مارچ کے مطابق نیشنل بینک آف پاکستان کے ملازمین کی حالیہ ترقیوں میں ان کی سنیارٹی کو مدنظر نہیں رکھا گیا۔ اور اس سلسلے میں وزارت خزانہ اور بینکنگ کونسل کی وضع کردہ پروموشن میرٹ پالیسی پر بھی عملدرآمد نہیں کیاگیا۔ جناب عالی یہ ایک اہم معاملہ ہے۔ اس سے بینک ملازمین میں بے چینی اور عدم تحفظ کا احساس پیدا ہوا ہے۔ لہذا گزارش ہے کہ یہ تحریک منظور کر کے اس پہ بحث کی جائے۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ کیا اس کو oppose کیا جاتا ہے؟۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ میں oppose کرتا ہوں جی۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ جی حافظ صاحب۔

حافظ حسین احمد۔ جناب چیئرمین صاحب اس میں مسئلہ یہ ہے کہ اس وقت صرف نیشنل بینک اور دو چار اور بینک باقی رہے ہیں۔ باقی تو اللہ کے فضل و کرم سے نجی تحویل میں چلے گئے ہیں۔ اب جہاں تک سرکاری بینکوں کا تعلق ہے تو ہماری بدقسمتی رہی ہے کہ جب بھی کسی کی حکومت آتی ہے تو حکمران طبقہ اور جو حکمران وقت ہے اور سیاستدان ہے ان کی فوری ضروریات کے لئے تمام رولز معطل کر کے گھنٹوں اور دنوں کے اندر قرضے فراہم کئے جاتے ہیں۔ جب اس سلسلے میں کوئی پیش رفت نہیں ہوتی تو

پھر وہ نام نوٹ کئے جاتے ہیں کہ کس کس نے ہمارے دور میں ہمارے ساتھ تعاون نہیں کیا تھا اور پھر ان کی شامت آ جاتی ہے جب حکومت تبدیل ہو جاتی ہے ۔ اور وہ افسران جنہوں نے اس دور میں ان کی مدد اور اعانت کی تھی ان کی فوری طور پر سنیارٹی کو مدنظر رکھے بغیر اور بغیر استحقاق کے ان کو ترقی دی جاتی ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ان کےجو رولز وضع کئے گئے ہیں اور بینکنگ کونسل نے جو سفارشات کی ہیں ان کی روشنی میں ملازمین کو ان کے استحقاق کے مطابق ترقیاں دی جائیں۔ اس سے یہ ہو گا کہ بینک کے ملازمین جن کو عدم تحفظ کا بھی احساس ہو چلا ہے اور پھر جو خواہ مخواہ کی سفارشات ڈھونڈتے ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ کسی نہ کسی طرح کام ہو جائے۔ خواہ سفارش سے یا دباؤ ڈال کر ۔ مثال کے طور پر مخدوم صاحب ہیں وہ بڑے شریف آدمی ہیں ، یہاں پر پھنس گئے ہیں ، وہ تشریف نہیں لاتے۔ لیکن وی اے جعفری صاحب کی سفارش چلتی ہے اور یہ کہا جاتا ہے کہ اگر وی اے جعفری صاحب تک آپ کی رسائی ہو جائے اور ان کی طرف سے کوئی چٹ ملے تو تمام رولز معطل ہو سکتے ہیں۔ اور آپ کو ترقی مل سکتی ہے۔ یہ رجحان خصوصاً ایسے مالیاتی اداروں میں جس کے متعلق اب سیاستدانوں کے خلاف سکینڈلز بنے ہوئے ہیں اور اسی ارب کے قریب defaulters ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس پر بحث کی جائے اور یہ طے کیا جائے کہ جو بھی ان کی سروس کے رولز ہیں ان کے مطابق انہیں ترقیاں دی جائیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔جناب ڈاکٹر شیر افگن خان صاحب۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ جناب والا! حافظ صاحب نے بڑی خوبصورتی سے اپنا موقف بیان فرمایا ہے ان کا یہ کہنا کہ جب موثر افراد کو ، چاہے وہ سیاستدان ہوں یا دوسرے ہوں، قرضے جب ملتے ہیں تو وہ افسران یا حکام پر اپنا نزلہ گراتے ہیں۔تو حافظ صاحب کو یہ بھی معلوم ہے کہ قرضے جس level سے ملتے ہیں ، وہ افسران جن کی یہ بات کررہے تھے وہ اس کیٹگری میں ہی fall نہیں کرتے ۔ دوسری بات سوچنے والی یہ ہے کہ میرے پاس طویل لسٹ موجود ہے جو پروموشنز ہوئی ہیں۔ تمام طبقوں کی آفیسرز تک ۔ ابھی تک ایگزیکٹو کی پروموشن ہوئی نہیں۔ اس میں دیکھنے کی بات یہ ہے کہ یہ matter of fact ہے، یہ حقائق کی بات ہے، میرا صرف ان سے ایک سوال ہے میں نے پوری طرح سے پالیسی بھی پڑھی ہے اس کو غور سے پڑھا ہے اور اس کا مطالعہ کیا ہے اور ساری صورتحال کو میں نے وزارت سے discuss بھی کیا ہے ۔ تو میرا صرف ایک سوال ہے کہ حافظ صاحب ایک شخص کی نشاندہی کر دیں جس کے ساتھ ناانصافی ہوئی ہے ۔ نام پتہ اور اس کے کوائف کیا ہیں ۔تو .He is right, I am wrong ۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔جی جناب حافظ صاحب۔

حافظ حسین احمد۔ شکریہ جی میں اس کو نکلوانا نہیں چاہتا۔ اس بیچارے کی روزی کا مسئلہ ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ اگر وہ چاہیں گے تو میں ایک فہرست ان کے سامنے پیش کروں گا۔

ڈاکٹر شیرافگن خان نیازی۔نہیں ایوان کے سامنے پیش کریں تاکہ کسی اور کے ساتھ زیادتی نہ ہو۔

حافظ حسین احمد۔اس میں گزارش یہ ہے کہ نیشنل بنک کا جہاں تک مسئلہ ہے۔ میں نے جو بات کی ہے اس میں وزن ہے۔ اور اس وقت ہمارے پروفیسر صاحب موجود نہیں ہیں۔ خزانے کی سٹینڈنگ کمیٹی میں باقاعدہ نیشنل بنک کے تمام عملے کو حاضر کیا گیا تھا اورانہوں نے ، آپ یقین جانیں ایک دن کے اندر انہوں نے ایک کروڑ روپے کے قرضے منظور کرانے اور انہوں نے اس دیانتداری اور چابکدستی اور فرائض کا ثبوت دیا ہے کہ شاید پاکستان کی تاریخ میں بھی ایسا نہ ہو۔ میں سمجھتا ہوں ایسے مواقع بعض اوقات آجاتے ہیں۔ اگر ہمارے وزیر وہ رپورٹ پڑھیں تو ان کو پتہ چلے گا کہ ۲۰ مارچ کو ایک دن میں کس طرح ایک کروڑ کا قرضہ منظور کرایا گیا اور کس طرح وہاں سے فون کرکے اسلام آباد میں کیش اس بندے کو دیا گیا۔ یہ الگ بات ہے اس میں ،میں نہیں پڑنا چاہتا۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔اس میں قرضے کی نہیں بات پروموشن کی ہے۔

(مداخلت)

ڈاکٹرشیر افگن خان نیازی ۔ نہیں جی اس میں بھی پڑیں۔ کوانف لائیں اس میں بھی میں جواب دے رہا تھا۔ اور ان کو معلومات نہیں ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ بات قرضوں کی نہیں ہے بات سینیارٹی اور ترقیوں کی ہے۔ اس پر آپ فرمائیے۔

حافظ حسین احمد۔جناب والا۔ میں گزارش کرتا ہوں کہ جس طرح انہوں نے فرمایا ہے کہ یہ وہ طبقہ ہے جو قرضے فراہم نہیں کرتا۔ میں کہہ رہا ہوں تمام reports اور سروے یہی طبقہ کرتا ہے۔ اور نچلی سطح سے ہی بات ساری چلتی ہے یہ کاغذی کارروائی چلتی ہے۔ اور میں صرف اتنی گزارش کروں گا کہ اگر وہ فلور پر یہ یقین دہانی کرادیں کہ اگر کسی کے ساتھ کوئی زیادتی ہوئی ہے تو اس کا تدارک کیا

جائے گا۔ جہاں تک انہوں نے یہ کہا ہے کہ اس سلسلے میں کوائف دیں کہ کن کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے ؟ ہم یہ چاہتے ہیں جن کے ساتھ اگر کوئی بھی زیادتی ہوئی ہے ۔ اس کا ازالہ ہو سکے۔ میں انہیں مشتعل نہیں کرنا چاہتا۔ میں گزارش کروں گا کہ ہاؤس کو یقین دہانی کرائیں کہ کوئی ایسی بات نہیں ہو گی۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی ۔ جناب والا ۔ مجھے یہ یقین دہانی کرائیں ایک آدمی کے بارے میں تو پھر میں یقین دہانی کراؤں گا ۔ ورنہ میں سمجھوں گا کہ حافظ حسین احمد صاحب صرف اخباروں کو پڑھ کر جذباتی ہو جاتے ہیں۔ اور دوسری بات جو ایک کروڑ روپے کا کہہ رہے تھے کہ ایک دن میں ان کو ملا ۔ وہ ۹۲ء سے کیس چلا ' اور 94ء میں اس کی delivery ہوئی ۔ اس نے دو کروڑ مانگے تھے اور اس کے hypothecation اور mortgage اور personal securities اس میں اس کا نام ہی نہیں ہے۔ افسوسناک پہلو یہ ہے کہ اس کے لئے آٹھ مہینے لگے اس تمام process کو ۔ اور میاں نواز شریف کے دور سے وہ کیس چلا ۔ اور بعد میں 94 میں آ کر mature ہوا ۔ اور اسی میں انہوں نے کہا کہ یہ صورتحال خراب ہو گئی ۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہ سرتاج عزیز صاحب نے پیش کیا تھا موشن کی شکل میں ۔ اور یہاں سے وہ refer کر دیا گیا تھا ۔اور اس میں بھی یہی ٹیکنیکل mistake تھی کہ فوری طور پر وہ ایک کمیٹی کو ------

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین۔ڈاکٹر صاحب ۔ زیر بحث موشن جو ہے وہ اس کے لئے نہیں ہے زیر بحث موشن اس وقت ترقیوں کے بارے میں ہے ۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی ۔ مجھے ایک آدمی کا نام بتا دیں ۔ پھر میں مانوں گا پھر جو کہیں گے وہ ضرور میں مانوں گا ۔

حافظ حسین احمد ۔جی میں ضرور ان کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ یہ میں سمجھا نہیں delivery کب ہوئی تھی آٹھ ماہ بعد ۔ یہ میں کیس سمجھا ہی نہیں ۔ ڈاکٹری زبان استعمال نہ کریں ۔

Mr. Ilyas Ahmed Bilour: Mr. Chairman, a Minister can speak irrelevent not according to the Motion. I think Minister should not require that he should reply on the relevent point.

جناب قائم مقام چیئرمین ۔ حافظ صاحب میرے خیال میں آپ press نہ کریں تو بہتر ہے

جی۔

حافظ حسین احمد۔ میں press نہیں کرتا جی۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ بڑی مہربانی جی Not pressed جی Thank you very much وقت ختم ہو گیا ہے جی پانچ منٹ ہیں اچھا جی چوہدری شجاعت حسین جی نمبر۶۹ جناب شہزادگل صاحب on piont of order ۔

جناب شہزادگل۔ جناب والا میرا ایک Adjournment Motion تھا تین دن اس کی کاپی میرے ڈیسک پر رکھی گئی میں نے آفس سے بھی معلوم کیا انہوں نے کہا کہ تین دن وہ نظام کار پر آیا تھا۔ یہ ہے مہنگائی کے متعلق یہ سارے ملک کا مسئلہ ہے عوام کا مزدوروں کا کسانوں کا غریبوں کا مسئلہ ہے۔ لیکن ابھی حکومت اس مسئلے کو ٹال رہی ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ کون سا جناب کس موضوع پر ہے؟۔

جناب شہزادگل۔ جناب والا یہ روزانہ رکھا جاتا ہے لیکن زیر بحث نہیں آتا ۔آج نہیرکھا تین دن متواتر رکھا گیا تھا۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔پہلے رکھا گیا تھا۔ کل تو تحریک التواء زیر بحث ہی نہیں آئی۔

جناب شہزادگل۔جناب والا یہ اگلے ہفتے میں تین دن لگا تار رکھا گیا تھا آپ دفتر سے دریافت کرلیں۔ لیکن اب نہیں آرہا۔ کل اجلاس ختم ہو رہا ہے تو پھر کیا ہوگا

جناب قائم مقام چیئرمین ۔ بہتر جناب کل ضرور آئے گا ۔ تشریف رکھئیے جناب چوہدری شجاعت حسین صاحب۔

iv) RE: THE ALLEGED LETTER OF THE INTENT ISSUED TO A GERMAN FIRM BY VIOLATING ALL THE RULES AND REGULATIONS

چوہدری شجاعت حسین۔ جناب والا میں انگریزی اخبار The News پیش کرنا چاہوں گا اس میں خبر شائع ہوئی ہے کہ وزارت خوراک و زراعت نے دو لاکھ ٹن گندم کی فراہمی کے لئے ایک جرمن فرم کے نام ایک letter of intent جار ی کیا ۔ اس جرمن فرم کو گندم کی فراہمی کا ٹھیکہ تمام سرکاری قواعد و ضوابط کی خلاف ورزی کرتے ہوئے بین الاقوامی ٹینڈر طلب کئے بغیر دیا گیا ہے ۔ اخبار میں شائع شدہ خبر کے

مطابق جرمن فرم یہ گندم ۱۱۹ ڈالر فی ٹن کے حساب سے فراہم کرے گی ۔ جبکہ بین الاقوامی مارکیٹ میں گندم کا بھاؤ تقریباً ۱۱۴ ڈالر فی ٹن ہے ۔ اخبار میں شائع ہونے والی تفصیلات کے مطابق گندم کی فراہمی کے اس ٹھیکے میں واضح طور پر گھپلے کی نشاندہی ہوتی ہے ۔ جبکہ کنیڈا اور اسٹریلیا جو گندم پیدا کرنے والے بڑے ممالک ہیں اس سے کم قیمت پر گندم فراہم کرنے کے لئے آمادہ تھے ۔ مگر ان سے اس لئے بات چیت نہیں کی گئی کیونکہ وہ کمیشن دینے پر آمادہ نہیں تھے اس طرح سراسر قومی خزانے کو نقصان پہنچایا گیا ہے ۔ لہذا میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ اس معاملے کو ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب قائم مقام چیئرمین-جناب ڈاکٹر شیر افگن صاحب۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی-میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

جناب قائم مقام چیئرمین-آپ مخالفت فرماتے ہیں جی۔ آپ اس پر کچھ کہنا چاہیں گے جی۔

چوہدری شجاعت حسین- جناب والا میں اس سلسلے میں یہ کہنا چاہوں گا کہ یہ صرف گندم کی ہی بات نہیں یہاں پر اب کمیشن مافیا ۔ نے اس طرح سے دھاندلی اور اس طرح سے گھپلے شروع کردیئے ہیں کہ جس کی مثال آج تک نہیں مل سکتی اور۔ جناب والا یہ صرف گندم کا نہیں ہر معاملے میں انہوں نے بغیر ٹینڈروں کے اب یہ کاروبار شروع کردیا ہے تو میں سب سے پہلے تو وزیر صاحب سے یہ پوچھوں گا کہ جو letter of indent جاری کیا گیا ہے ۔ اس میں ٹینڈر کیوں کال نہیں کیا گیا ۔

جناب قائم مقام چیئرمین-جی ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی-مزید کچھ کہنا ہے تو کہہ لیں تاکہ پھر اعتراض نہ ہو ۔ انہوں نے صورت حال ایسے واضح کی ہے کہ موجودہ انٹرنیشنل مارکیٹ میں گندم جو ہے ۱۱۹ ڈالر فی ٹن پاکستان نے خریدی ہے وہ ۱۱۴ ڈالر پر مل جاتی تھی اور مل رہی تھی ۔ تو اس ضمن میں یہ سیدھی سی بات ہے چھوٹا سا مسئلہ ہے کہ میرے پاس بین الاقوامی مارکیٹ کی ساری جدید رپورٹ موجود ہے، چند مہینوں کی۔ کہ ان کے ریٹ کیا چل رہے ہیں؟۔ وہ میں آپ کے سامنے رکھنا چاہوں گا یہ مختلف کمپنیوں کے حوالے سے آئی ہیں ۔ ایک ٹینڈر طلب ہونے تھے۔ پہلی بات: کیونکہ یہاں پر مسئلہ یہ ہے کہ مارکیٹ میں ۱۱۴ ڈالر فی ٹن گندم دستیاب تھی تو حکومت نے ۱۱۹ ڈالر پر کیوں لی؟ کیونکہ اس سے بدبو آتی ہے کہ یہ گھپلا ہوا ہے۔ کمیشن لی گئی ہے اور اس میں جو منافع بانٹا گیا ہے ۔ جو معزز رکن فرما رہے تھے کیونکہ ان کو معلومات بے شمار ہیں۔ جو جس کاروبار میں رہتا ہے اس کو اس کاروبار کے بارے میں بڑا علم ہوتا ہے ۔ چاہے مافیا کا علم ہو، چاہے کمیشن کا علم ہو، تو وہی

جان سکتا ہے جو ان باتوں کا expert ہو ۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ چونکہ وہ اس میدان میں بڑے کہنہ مشق ہیں اس لئے ان کو یہ نظر آنا بجا تھا اور انہوں نے بقیہ صورتحال کا جائزہ نہیں لیا ۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ٹینڈر کے بغیر گندم لائی جا سکتی تھی یا نہیں ؛ یا جب ضرورت پڑ جائے توکبھی پہلے ایسا ہوا ہے یا کیا اس کے علاوہ کوئی اور option نہیں تھی کہ ٹینڈر ضرور ہونے چاہئیں ؛ بلا شک و شبہ عمومی طور ٹینڈر کے ذریعے ہی گندم خریدی جاتی ہے اور اس سے اس صورت میں روگردانی ہوتی ہے جب گندم کو فوری طور پر لانا پڑے اور میں انہی کے دور حکومت کی ایک مثال دینا چاہتا ہوں کہ جب گندم کی شدید ضرورت ہوئی تو ان کی حکومت نے ۱۹۹۲ میں Canadian Wheat Board سے ۹۰ ہزار ٹن گندم فوری طور پر بغیر ٹینڈر کے خریدی۔ اور یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے ۔ یہ انہوں نے بھی خریدی ہے ، ہم نے بھی خریدی ہے۔We are sailing in the same boat. سوال یہ ہے کہ کیا ٹینڈر ہی ایک راستہ تھا تو اس لئے میں آسانی سے کہہ سکتا ہوں کہ اس کے علاوہ بھی جب حکومت کو ضرورت پڑتی ہے کابینہ کا فیصلہ ہوا تو یہ گندم منگوائی گئی ۔ اب دیکھنا پڑے گا کہ جو قیمت وہ فرما رہے ہیں کہ بین الاقوامی مارکیٹ میں ۱۱۴ ڈالر فی ٹن کے حساب سے گندم خریدی جا سکتی تھی ، offer تھی، کیا ان کی یہ بات درست ہے ؛ اگر یہ درست ہے تو ۱۱۹ والا فلسفہ غلط ہے پھر اس میں شک و شبہ کی گنجائش ہے ان کے پاس اگر کوئی figures ہیں تو میں پھر انہیں موقع دیتا ہوں کہ اس وقت کی International Market سے وہ figure پیش فرمائیں۔ اگر واقعی ۱۱۴ ڈالرز فی ٹن کی offer ہے یا offer کا letter ہے تو وہ پیش کریں اور میں بلاشک و شبہ یہ تسلیم کر لوں گا ۔ کیوں کہ میرے پاس کوئی جواز نہیں رہ جائے گا ۔ پہلے وہ یہ چیز پیش کر لیں پھر میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ یہ بہت اہم چیز ہے کیونکہ الزام دینا علیحدہ بات ہے اور حقائق پر بات کرنا علیحدہ بات ہے ۔

Mr. Muhammad Ilyas Bilour: Sir, rates of the wheat in the foreign world is 114 to 116 US Dollars per metric ton. And if the honourable Minister, wants to buy that wheat I can be helpful to him. This is the rate which Iam quoting. I am quoting the exact rate and I can get them any amount of wheat if they want to get it. I am very much in touch with the Board of Wheat. Thank you very much Sir.

چوہدری شجاعت حسین ۔ جناب والا جیسا کہ معزز سینیٹر الیاس بلور نے کہا ہے اس کا یہ جائزہ لیں ۔ حافظ حسین احمد صاحب کو ایک دو سوال کرکے ان کو سوال جواب کرنے کی عادت پڑ گئی ہے ۔ یہ شاید

مشکل میں آئیں گے ۔ میرا بھی سوال ہے کہ جیسا کہ انہوں نے اخبار " خبریں" کے اوپر تالیاں بجائی تھیں اور کہا تھا کہ یہ اخبار جھوٹ بولتا ہے ۔ یہ تمام چیزیں "The News" میں چھپی ہوئی ہیں ۔ اس کے متعلق یہ کہیں کہ "The News" جھوٹا اخبار ہے ۔ یہ بات یہ کیوں نہیں کہتے۔ یہ figures میں نے اپنے پاس سے نہیں دیئے ۔ یہ اخبار میں لکھے ہوئے ہیں ۔ یہ کہنا کہ کوئی ٹینڈر لا کر دے ' یہ کرے وہ کرے ۔ پچھلی حکومت نے یہ کیا اس لئے ہم نے بھی یہ کیا ۔ میرا سوال یہ تھا کہ یہ صرف یہ بتائیں کہ letter of intent کے وقت ان کے پاس کینیڈا اور آسٹریلیا کی offer تھی یا نہیں تھی۔ جب کسی چیز کی ضرورت ہوتی ہے تو تمام ممالک کے جو اس طرح کے suppliers ہوتے ہیں وہ حکومت کو approach کرتے ہیں تو اس کا انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا اور ادھر ادھر کی باتیں کرکے ٹالنے کی کوشش کی ہے جہاں تک ثبوت کی بات ہے تو پھر یہ اخبار کے متعلق بھی ضرور کہیں کہ یہ اخبارات غلط قسم کی رپورٹنگ کر رہے ہیں ۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی ۔ ہم ان سے ضرور رابطہ کریں گے۔ جو موجودہ امریکن وہ فرما رہے تھے اس کی قیمت ۱۲۸ ڈالر فی ٹن چل رہی ہے ۔ یہ میں لکھ کر لایا ہوں ۔ میرے پاس سارا ریکارڈ ہےجو ٹوفر کمپنی یمن ہے اس سے گندم پاکستان میں منگوائی ہے ۔ میں یقین سے کہتا ہوں اور with facts کہتا ہوں کہ سب سے کم قیمت ۹۱ ڈالر جو کہ FOB کی تھی اس کے بعد جو امریکہ کی وہ بات کر رہے تھے وہ اس وقت ۹۶ ڈالر تھا five dollars more than that اور یہ بھی میں on record بات کر رہا ہوں اس کے بارے میں میرے پاس ایک لسٹ ہے ۔ پاک پولٹری فیڈ والوں نے 17-2.1994 کو C&F 172 اور 180 ریٹ دیا تھا۔ اس کے بعد Canadian CWB جو Canadian Wheat Board ہے اس کا 99.7 FOB ہے اس کے علاوہ ٹوفر نے جو پاکستان کو گندم دی ہے وہ ہم نے ۹۱ ڈالر پر خریدی ہے اور اس کے بعد میسرز انٹرنیشنل یورپین ۱۲۱ ہے ۔ اس کے بعد Asiatic Singapore اس کی قیمت ۱۱۵ ہے اور عالم اینڈ عالم ۱۵۰ اس کے علاوہ ۱۲۲' ۱۵۰' ۱۱۶' ۱۲۴' ۱۱۷' ۱۲۲ اور ۱۲۵ Australian Wheat Board یہ ساری صورتحال ہے ۔ جو وہ کہہ رہے تھے کہ آسٹریلین وغیرہ وہ اس سے زیادہ مہنگی تھی ۔ یہ باتیں بنانے کیلئے تو کہتے ہیں اور یہ دلیل دے دینا کہ جناب نیوز نے لکھ دیا ہے لہذا یہ آسمانی صحیفہ کا ایک حصہ ہے اور یہ حقائق پر مبنی ہے تو نیوز والوں نے بھی یہاں سے لیا ہو گا اور ممکن ہے ان کو غلط فہمی ہو سکتی ہے اور ان کے کوائف بھی غلط ہو سکتے ہیں یہ کوئی یقینی بات نہیں ہے کہ ایک اخبار میں آ جائے اور اس کا خبروں سے ایک تقابلی صورتحال پیش کرنا اور البتہ یہ اعتراض جو کہ جائز تھا کہ tender کے ذریعے کیوں نہیں لی گئی ۔ تو اس کے لئے ایک طریقہ کار ہے کہ جب کوئی ugency ہو اور ایک چیز کی ضرورت ہو اور ملک میں لانی پڑے تا کہ منافع خور جو ہیں وہ

hoard نہکر لیں یا گندم کم نہ ہو جانے اور تمام ملک کو ایک crisis سے دو چار نہ ہونا پڑے تو جو گندم کی کم سے کم قیمت تھی اس پرٹوفر نے ہمیں سپلائی کی اور اس میں کوئی discrepency نہیں ہے ۔ اس میں کوئی اِدھر اُدھر کی بات نہیں ہے ۔

چوہدری شجاعت حسین۔ جناب اس کو کل تک کیلئے pending کر لیں کیونکہ اس پر بہت سی باتیں ہونی ہیں ۔ انھوں نے ابھی تک کوئی جواب نہیں دیا۔ اور سارے ملک کے ریٹ پڑھ کر سنا دیئے ہیں ۔ میرا بھی یہی سوال تھا کہ اگر ان کو ساری دنیا کے rates کا پتہ تھا تو پھر ٹینڈر کال کر لیتے اس میں کونسی برائی کی بات تھی۔ دوسری یہ بات ہے کہ کونسی ایسی urgency تھی اور انھوں نے فوری طور پر ان کے ساتھ contact کر لیا حالانکہ ان کے پاس ساری دنیا کے rates ہیں ۔

Mr. Aftab Ahmad Sheikh: My submission is that because this involves lot of money, why not set up a House Committee on it to have an enquiry into this matter?

جناب الیاس احمد بلور۔ جناب مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے وزیر صاحب زیادہ ٹائم خود لے لیتے ہیں۔ پھر اقبال حیدر صاحب یہ فرماتے ہیں کہ ٹائم ختم ہو گیا ہے وہ unnecessary باتیں کرتے ہیں ۔ یہ جو انھوں نے C&F rates دکھائے ہیں اس پر ہم انہیں یہ کہتے ہیں کہ in between 114 and 116 American C&F rates پر آپ کو دیں گے Wheat کی subsidy وہاں سے واپس آتی ہے۔ we know everything. لیکن منسٹر صاحب کو پوری انفارمیشن نہیں ہوتی۔ وہ کہتے ہیں کہ غلط ہے ۔ وہ غلط نہیں ہے منسٹر صاحب آپ کی انفارمیشن غلط ہے ۔ And please don't stress one thing unnecessarily, you take a lot of time. اور پھر وہ کہتے ہیں کہ ٹائم ضائع ہو رہا ہے ۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ اس پر کافی بحث چکی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ مسئلہ ایک continuing nature کا ہے اور یہ ایک policy matter ہے ۔ ایسے policy matters آپ اگر move کرنا چاہتے ہیں تو 194 کے تحت چوہدری صاحب آپ move کر سکتے ہیں اس لئے میں اس کو رول آؤٹ کرتا ہوں۔ 194 میں آپ اس کو move کر سکتے ہیں ۔

Now we come to item No. 2 of the agenda. Brig. (Retd) Muhammad Asghar Sahib.

THE WEIGHTS AND MEASURES (INTERNATIONAL SYSTEM)

(AMENDMENT) BILL, 1994

Brig. (Retd) Muhammad Asghar: Thank you Mr. Chairman. I beg to introduce a Bill further to amend the Weights and Measures (International System) Act, 1967 [The Weights and Measures (International System) (Amendment) Bill, 1994].

Mr. Acting Chairman: The Bill stands introduced and stands referred to the Standing Committee concerne

Mr. Aftab Ahmed Sheikh: on a point of order, Sir.

Mr. Acting Chairman: Sheikh Aftab on a point of order.

Mr. Aftab Ahmed Sheikh: Sir I will refer to item No. 18 of the agenda because I had submitted seven amendments to various Bills which are being brought by the Government and which are included in the legislation business but this amendment on this item have not been brought to the House (my amendments).

جناب قائم مقام چیئرمین۔ ہم جب آئیں گے اس پر تو پھر آپ بات کیجئے گا۔

Mr. Aftab Ahmed Sheikh: O.K., Sir.

جناب قائم مقام چیئرمین۔ جی اقبال حیدر صاحب آئٹم ۳ کو لیں گے یا آگے چلیں گے؟

Syed Iqbal Haider: Sir, I have a small suggestion that there is a Bill which is listed at number 11 on which no amendment has been filed and the honourable Leader of the Opposition has kindly agreed that item No. 11 may be taken first and then we can take item No. 3. Item No. 11 is the Securities and Exchange (Amendment) Bill, 1994 and with the consent of the Leader of the Opposition we may take item No. 11 first and then we go to item No. 3, Sir.

Mr. Acting Chairman: May I request Raja Sahib?

راجہ محمد ظفر الحق ۔ اس سیشن کی ابتداء میں ہم نے گزارش کی تھی کہ جو Bills گورنمنٹ کی طرف سے پیش ہوں گے اس کو ہم نے پورے طریقے سے examine کیا ہے اور کئی ایسے Bills تھے جس میں سے پانچ بل پاس بھی ہو چکے ہیں جس پر کوئی زیادہ amendments نہیں دی ہوئی تھیں اور یہ نمبر ۱۱ اور ۱۲ پر بھی اسی قسم کا ایک بل ہے لیکن میں نے یہ گزارش ان سے کی تھی کہ دو آئٹمز ایسے ہیں ایک مہران بنک کا سکینڈل ہے اور ایک price hike ہے ان دو کے بارے میں بھی کوئی ٹائم مقرر کیا جائے کہ ان کے اوپر بھی بحث ہو سکے اور انہوں نے اس وقت فرمایا تھا کہ ضرور اسی session میں ان دو کے اوپر بھی بحث ہو گی ۔ آج کا دن ہے اور کل کا دن ہے ۔ اگر مہران بنک کے متعلق بحث definitely کل پر رکھ لیتے ہیں تو آج کراچی کی جو باقی رہتی ہے اس پر بھی بحث مکمل کر لیں گے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ مہران بنک کا مسئلہ بہت اہمیت کا حامل ہے اور اگر گورنمنٹ نے یہ تاثر دیا کہ وہ مہران بنک سکینڈل کے اوپر بحث نہیں کرنا چاہتی تو یہ گورنمنٹ کے لئے بھی اچھا نہیں ہو گا۔ اس میں بے شمار ذمہ دار لوگوں کے نام آتے ہیں ۔ ملک کے اندر اور ملک کے باہر اخبارں ، رسائل ، جرائد ہر ایک اس بارے میں لکھ رہا ہے اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر وزیر قانون اس وقت کل کا کوئی صبح کا یا شام کا ٹائم مہران بنک کے لئے رکھ لیں تو یہ بل جو ہے ابھی پاس ہو جاتا ہے ۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ جی سید اقبال حیدر صاحب آپ کیا فرماتے ہیں اس بارے میں؟

سید اقبال حیدر۔ ابھی بھی میرا یہی موقف ہے کہ ہم کسی بھی اہم قومی نوعیت کے مسئلے پر بات کرنے یا بحث کرنے سے اجتناب نہیں کرتے نہ کریں گے۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے مہران بنک کے issue پر بھی بات ہو اور جیسے سندھ کے حالات کا تھا۔ سندھ کے حالات کے بارے میں معزز اراکین کی رائے تھی۔ کہ اس دن دو ہفتے پہلے اس کے اوپر بحث شروع ہوئی اتوار کا دن تھا حالانکہ وہ بحث اسی دن ختم ہونی تھی لیکن وہ مسلسل چلتی رہی۔ ابھی تک inconclusive ہے۔ یلیو کیب کے اوپر بھی اسی طرح سے ہمارا موشن پچھلے سیشن کا چلا آرہا ہے۔ اس پر بھی بحث inconclusive ہے مہران بنک کے اوپر بھی لیجسلیشن کے یہ دس بارہ بل ہیں ان کو پاس کر لیں، میں رات کے بارہ بجے تک بیٹھنے کو تیار ہوں۔ آج بھی اور کل بھی جتنے issues ہیں سب پر بحث کر لیں میں تیار ہوں۔ میرا صرف ایک concern ہے یہ دس بل میرے پاس کروا دیں۔ اور میں رات کے بارہ ایک دو تین چار صبح تک بیٹھنے کو تیار ہوں تمام مسئلوں پر بحث کریں گے لیکن لیجسلیٹو بزنس کو میں sacrifies نہیں کر سکتا اس پر بھی میرے ساتھ تعاون کریں یہ آٹھ دس بل

ہیں ہم ان کو پاس کر لیں آج ہی پاس کر لیں شام کو بھی سیشن رکھ لیں کل صبح بھی سیشن رکھ لیں کل شام بھی سیشن رکھ لیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ جناب راجہ صاحب۔

راجہ محمد ظفر الحق۔ یہ جو میں نے گزارش کی تھی کہ یہ آئیٹم نمبر ۱۱ اور ۱۲ ہے اس کو ابھی پاس کر دیتے ہیں بشرطیکہ یہ ٹائم مقرر کر دیں کل کا، کسی وقت صبح یا شام جس میں مہران بنک کے بارے میں بحث اگر یہ نہیں کرنا چاہتے۔ اور ایک کنفیوژن پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ کہ اور بھی بہت ساری باتیں ہیں سب کو۔ ہم کرنے کو، تین چار بجے بیٹھنے کو تیار ہیں۔ یہ تو کہنے کی باتیں ہیں۔

سید اقبال حیدر۔ جناب دس بلوں میں سے اگر معزز رکن ایک بل کریں گے تو میرے لئے افسوسناک ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ ایک بل پاس کر کے باقی بلوں کو نظر انداز کردوں یہ میں نہیں کر سکتا۔

راجہ محمد ظفر الحق۔ نظر انداز کی میں بات نہیں کر رہا۔ میں صرف کہہ رہا ہوں کہ یہ جو بل ہے یہ بغیرکسی ترمیم کے ابھی پاس ہو سکتا ہے یہ بھی تو لیجسلیٹو بزنس ہے یا تو یہ کہیں کہ نہیں ہے۔ اگر یہ لیجسلیٹو بزنس ہے اور ان کے ایجنڈے کے اوپر موجود ہے ----

جناب قائم مقام چیئرمین۔ میں سمجھتا ہوں انہوں نے فرمایا ہے کہ کل ہم کر لیں گے، ٹائم فکس کر لیں، بتا دیں۔

راجہ محمد ظفر الحق۔ تو پھر ٹائم فکس کریں۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ تو پھر بتا دیں کل کے لئے آپ بتا دیں۔

سید اقبال حیدر۔ سر کل دو سیشن کر لیں۔

راجہ محمد ظفر الحق۔ آپ بتائیں کہ مہران بنک سکینڈل کے اوپر آپ صبح بات کریں گے یا شام کو۔

سید اقبال حیدر۔ شام کو شام کو۔ ایک اور بات ۔ لیکن ساتھ میں وہ مجھے یہ بھی یقین دہانی ہونی چاہیئے کہ میرے باقی ۹ بل بھی میرے معزز اراکین پاس کروا دیں گے۔

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ لیجسلیشن کا جہاں تک تعلق ہے ہم bulldoze نہیں کریں گے۔ جناب والا

! جہاں تک principle کی بات ہے ہم relevant بات کریں گے۔ اصول پر ہم یہ سودے بازی ہرگز نہیں کرسکتے کہ دس بل میرے پاس کر دو اور مہران بنک کو کر لو۔ ہم جو بات بھی کریں گے relevant بات کریں گے ہم بالکل جائز بات کریں گے' principles پر بات کریں گے۔ قانون کے مطابق کریں گے۔ رولز کے مطابق کریں گے۔ لیکن اگر یہ بات ہو کہ مہران بنک کے متعلق یہ بات کرنا چاہتے ہیں کہ دس بل ان کے نکل جائیں سر یہ طریقہ نہیں ہے ' کبھی کسی لاءمنسٹر نے یہ نہیں کہا کہ لیجسلیشن کو ایک دن میں پاس کر دو یہ شاید اپوزیشن کے واک آؤٹ کرتے ہوئے تو شاید یہ کرا سکے۔ لیکن اپوزیشن کے ہوتے ہوئے --------

جناب قائم مقام چیئرمین۔ نہیں وہ یہ نہیں فرما رہے۔ وہ یہ فرما رہے ہیں کہ لیجسلیشن کے اوپر بھی توجہ دیجئے وہ یہ نہیں کہہ رہے کہ سب کو لے لو۔ جی جناب جام صاحب۔

جام کرار الدین - میرا مشورہ ہے with the consensus آج شام کو سات آٹھ بل یہ پاس کریں کل صبح سندھ کے حالات پر بات کریں۔ اور اس کو conclude کریں کل شام کو مہران بنک پر بحث ہو جائے۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ ممبر حضرات کل شام کا آج شام اور صبح کا اجلاس تشریف لائیں گے۔

چوہدری شجاعت حسین۔ جناب والا ! مجھے اجازت دیں بات تو ابھی تک clear نہیں ہوئی۔ لاء منسٹر صاحب نے جو کہا ہے انہوں نے " اگر" بات کر کے " مگر" کے ساتھ ملانے کی کوشش کی ہے۔ سیدھی سیدھی بات کریں کہ اس کے اوپر بحث کرنی ہے کہ نہیں کرنی۔ لیکن اگرمگر کے ساتھ کام نہیں چلے گا۔ یہ کیا بات ہوئی۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ نہیں وہ تو کہتے ہیں کرنی ہے۔ بحث تو کرنی ہے۔

سید اقبال حیدر۔ بحث کرنے کے لئے تیار ہیں۔

راجہ محمد ظفر الحق۔ اس کو مشروط اس طریقے سے نہیں کیا جاسکتا کہ جو لیجسلیشن ساری آئی ہوئی ہے اور اس میں amendments ممبروں نے دی ہوئی ہیں اس کے اوپر بات ہوگی۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کوئی ایسی (under hand-deal) کر لی جائے' یہ نہیں ہو سکتا۔ اپوزیشن کا سب سے بڑا مقصد بیٹھنے کا یہی ہوتا ہے کہ وہ جو بھی معاملہ سمجھے کہ غلط حکومت کر رہی ہے اس کو پوائنٹ آؤٹ کرے اور اگر یہ بات

اپوزیشن نہیں کرتی تو کس کام کے لئے بیٹھی ہوئی ہے۔ لیجسلیشن کوئی ناپ تول کا ایسا سلسلہ نہیں ہے کہ آپ تھوڑا سا یہ کر لیں ہم تھوڑا سا وہ کر لیں گے۔ اس پر یہی ہے کہ یہ جو بل ہے بغیر ترمیم کے آیا ہوا ہے اسے پاس کیا جا سکتا ہے۔ لیکن مہران بنک کے لئے اس سکینڈل پر بحث کے لئے ٹائم مقرر کرنا ضروری ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ اب ہاؤس جو فرماتا ہے میں جناب ملک محمد قاسم صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ بھی اپنی رائے کا اظہار فرمائیں۔

راجہ محمد ظفر الحق ۔ اسے پوائنٹ آؤٹ کرے، اور اگر یہ بات اپوزیشن نہیں کرتی تو پھر کس کام کے لئے بیٹھی ہوئی ہے، اس لئے لیجسلیشن کے لئے کوئی ناپ تول کا ایسا سلسلہ نہیں ہے کہ آپ تھوڑا سا یہ کر لیں اور ہم تھوڑا سا وہ کر لیں گے۔ اس پر یہی ہے کہ یہ جو بل ہے بغیر ترامیم کے اسے پاس کیا جا سکتا ہے لیکن مہران بنک کے سکینڈل پر بحث کے لئے ٹائم مقرر کرنا ضروری ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین ۔ تو ہاؤس جو فیصلہ کرے، میں جناب ملک محمد قاسم صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ بھی اپنی رائے کا اظہار فرمائیں۔

سید اقبال حیدر۔ سر اس میں بھی وقت ہو گا، یہ dissolve ہو گیا ہے سر۔ میں قطعاً یہ نہیں کہہ رہا کہ بغیر بحث کے بل پاس ہوں میں صرف یہ کہہ رہا ہوں کہ ان کو بھی اہمیت اتنی ہی ہو۔ کل شام کے سیشن میں مہران بنک پر بات ہو سکتی ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ کیا آپ صاحبان کل شام کا سیشن چاہتے ہیں۔

سید اقبال حیدر ۔ میرا قطعاً یہ مقصد نہیں ہے کہ بغیر بحث کے ہو یا bulldoze ہو لیکن یہ ہے کہ ہم بلوں کو پاس کرنے کے لئے باقاعدہ مناسب وقت میں بحث مکمل کر کے پاس کریں۔ میں قطعاً یہ نہیں کہہ رہا کہ انہیں bulldoze کریں اور بغیر بحث کے پاس کریں۔

and allow me to start item No. 11 as agreed, because I have agreed that tomorrow evening there may be Mehran Bank dicussion.

جناب قائم مقام چیئرمین۔ نہیں مسئلے کا فیصلہ تو کر لیں ۔ جناب ملک قاسم صاحب۔

Malik Muhammad Qasim: Sir, the point is that primarily I quite agree that

resolutions or privileges or adjournment motions are as important as anything else. Sir, primarily, as we talk of Constitution and everything, these Houses have come into existence for the purposes of legislation. And if legislation is not done just because we are equal or we are less or they are more or for that matter we don't allow them to debate on any bill because they are less than us, it is not fair. It is not democratic. But if everyday, I don't say that any commitment was made, but in a way a committment was made. It was not in any chamber or anything like that. Even on the floor of the House the consensus appeared at least till yesterday or day before yesterday that legislation would be done. Now, Sir the legislation must be done, one. Number two, Sindh situation is very important. I don't deny that. Mehran Bank is far more important from that point of view because it is now being established and we will establish the things and continue like this. The economy of the country is going to collapse. Therefore a discussion on that is also important. But all the more what is important, Sir, is that when it is 9'0 clock in the evening or 8'0 clock in the evening we want to go home. Why can't we, if we are interested, why can't we keep sitting here? It is not a question of show business. It is a question of doing business. We are being paid for it. We get money for it. We must do both these things. We must do legislation and we must have full debate on both the issues which are before the House. And my very humble submission to the opposition as well as to the government is that for God sake it is nothing very important. Don't bring in things just to prolong the discussions. Let us finish these discussions and let us finish the legislation also and if anything else comes later on then we may move that and may postpone it for some time or why can't we sit even tonight? Why cann't we sit tomorrow night? Let us sit and finish the matter.

Mr. Acting Chairman: So, it is decided. It is my humble submission to both of you that time should be fixed and we should proceed accordingly. We should do

legislation as well as discuss both the matters which are very important. So, both of you and Syed Iqbal Haider if you decide when we have to sit again to do this business and also to discuss those two issues

جس طرح آپ فرمائیں گے ویسے کر لیتے ہیں۔آج بیٹھ سکتے ہیں کل بیٹھ سکتے ہیں it is up to the members now۔

(مداخلت)

راجہ محمد ظفر الحق۔بل ہے لیکن میں نے کہا کہ اس پر وقت مقرر کر لیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین ۔ نہیں کل شام کا اجلاس کریں گے آپ صاحبان ۔ بیٹھیں گے ۔

(مداخلت)

ڈاکٹر صفدر علی عباسی ۔ اپوزیشن لیڈر نے بہت اہم مسائل کی طرف نشاندہی کی ہے ۔ جس میں مہران بینک بھی شامل ہے ۔ سندھ situation بھی شامل ہے تو ہم درخواست کریں گے بلور صاحب سے بھی کہ کل شام بھی بیٹھیں ۔ کل رات تک بھی بیٹھیں اور ہو سکے تو پرسوں بھی بیٹھیں ۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ۔ بہت اہم issues ہیں ۔ سب پر بحث ہونی چاہیئے ۔

(مداخلت)

جناب ساجد میر ۔ آج شام رکھیں اورمہران بینک پر بحث کریں اور قانون سازی بھی کرتے جائیں ۔

(مداخلت)

Malik Muhammad Qasim: The point is, Sir, that in one breath, I am not referring to them, I am referring to all, in one breath we talk of the country, we talk of the nation, we talk of this thing and that thing. Where is it written that if it is Thursday we should not work, where is it written that if it is Friday we should not work. If it is essential to work we should work on Fridays also

یہ کیا بات ہے کہ ہم نہیں جاسکتے اور آ سکتے

Where is it written if we have to go home, if it is very important to go home, any member

who has an important work he can go home but surely all of us do not have important work on Thursday that we must reach home with the House adjourning after Friday then we can go home, we can remain at home probably for a month or so, if the National Assembly Session is on. Let us take the work seriously, if we feel that Mehran Bank is looted, let us have a full debate on it, if we feel that Sindh is burning, let us sit and debate on it, I think it is more important to debate on Sindh than to go home on Thursday. It is more improtant to debate on Mehran Bank than to go home on Thursday. I beg of Haji Bilour that let us start giving importance to every thing, I am not saying that he does not give improtance, please do not take as a........

Mr. Ilyas Ahmed Bilour: Sir, can I ask the honourable leader of the House that is this necessary that on Wednesday we should not work, why not this evening, why not today about 12 O'clock, why do not they give us a time for Mehran Bank and Karachi issue today. We can sit till 12, 1, 2 O'clock in the night, we do not want to run away from the things, we want to sit .....

Malik Muhammad Qasim: I concede to what he is saying, but let us have legislation first. We will sit here till 2 O'clock tonight.

جناب قائم مقام چیئرمین ۔ بہت کچھ کہا جا چکا میرے خیال میں -----

(مداخلت)

Mr. Aftab Ahmed Sheikh: Lot of patience is shown from both sides, Sir, I only submit that let the leader of the House and leader of the opposition sit together and chalk out a programme. We cannot chalk out a programme by this debate. Give them time, let them sit together and sort it out.

(interruption)

Syed Iqbal Haider: Sir, allow me to do item No.11.

Mr. Acting Chairman: It is better that we should adjourn for five minutes and then we will come back.

(interruptions)

Mr.Acting Chairman: I am here, I will not leave. Only for five minutes.

Syed Iqbal Hiader: Sir, it is ten past twelve and then again it will be..

[The House is adjourned for five minutes at 12.10 pm]

[The House re-assembled again after interval with Mr.Acting Chairman (Mir Abdul Jabbar) in the Chair]

جناب قائم مقام چیئرمین۔جناب آپ نے کیا تصفیہ فرمایا؟

سید اقبال حیدر۔ان سے یہ فیصلہ ہوا ہے ' I hope اس میں کوئی غلط فہمی نہ ہو ۔ میرے الفاظ صحیح نکلیں۔ میں کہہ رہا ہوں کہ آپ بھی میرے ساتھ ہیں کھڑے ہو کر بولیں اور ہاں کرتے جائیں تا کہ کوئی confusion نہ رہے ۔ اور ملک صاحب بھی آ جائیں' وہی بیان کر دیں تو بہت بہتر ہے ۔ ملک صاحب آ گئے ہیں ۔ وہ بیان کر دیں ۔

Malik Muhammad Qasim. Sir, we had discussion and we came to the conclusion that as far as item No.11 and 12 are concerned

وہ ہو جانے اور اس کے بعد تین سے شروع کریں گے۔ اگر مہران بینک آج conclude ہو جاتا ہے تو we 'will keep sitting well and good اگر conclude نہیں کرتا تو پھر مہران بینک and Sind situation will be taken up tomorrow in the evening۔ صبح کو وہی legislation جو ہے that will continue ۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ صحیح ہے۔ بالکل ٹھیک ہے۔

ملک محمد قاسم۔ ٹھیک ہے جناب۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ بالکل ٹھیک ہے۔

ملک محمد قاسم - committees والی بات تو چھوٹی سی ہے۔ وہ تو بات ہے ناں we have agreed on that وہ تو ایک آئٹم آپ نے move ہی کرنا ہے ناں۔ عرض یہ ہے کہ یہ چیز ہے اس پہ understanding has taken place -

جناب قائم مقام چیئرمین۔ بالکل صحیح ہے۔

Malik Muhammad Qaism: And I sincerely hope that at least the House would not mind if it continues to sit even late at night and continue with the debate today as well as tomorrow and both the things are very important. Mehran Bank concerns economy of the country. The loot of the people, who have utilized that money and Sindh situation is not important only from law and order pointof view as it is the very heart of Pakistan. The things must become normal and that is also very important. At the same time legislation is as important as anything else. There are matters which neither concern the Government nor the Opposition. As far as items No.25 & 24 are concerned, Maritime, it is a matter which concerns the whole country. Everybody in the world has increased Maritime areas from 50 miles to God knows, somewhere 200 miles 150 miles whereas we are sitting on the old 50 miles and that Bill, well I would not go into it, it is not a new Bill. It was introduced in the previous Government or it was discussed at least by the previous Government. So, let us also sit here and complete the legislation. Thank you very much.

جناب قائم مقام چیئرمین۔ جی بالکل صحیح ہے۔

Mr. Acting Chairman: So, Raja Sahib, it has been agreed upon now. Let us start with.....Yes Hafiz Hussain Ahmad Sahib.

حافظ حسین احمد ۔پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ جی حافظ صاحب پوائنٹ آف آرڈر جی۔

حافظ حسین احمد۔ جناب چیئرمین صاحب میں نے پہلے بھی عرض کی ہے یہاں پر صرف پیپلز پارٹی اورمسلم لیگ نہیں بیٹھی رہتی۔ ہمیں کسی بھی سطح پر اعتماد میں نہیں لیا گیاہے۔ اور ہم یہ کہتے ہیں کہ آپ نے ہمیں صرف عید کا دن ہی گزارنے چھوڑا ہے کوئٹہ میں ۔ میں پرسوں سے نکلا ہوں وہاں سے by road اور یہاں پر کل بھی آپ نے آٹھ بجے اس کو adjourn کر دیا ۔ اس کی کوئی ضرورت نہیں تھی جبکہ ہم چیختے رہے اور اس سے پہلے بھی کوئی پانچ سال سے صرف ہفتے میں ہم تین دن بزنس کرتے ہیں اور اس کے بعد پانچ دن ہماری چھٹی ہوتی ہے۔ تو ہم یہ کہتے ہیں کہ آپ بارہ بجے تک اجلاس کو چلائیں لیکن ہم کسی ایسے معاملے کی پابندی نہیں کریں گے جس پر حکومت کی طرف سے یا اپوزیشن کی طرف سے ہمیں اعتماد میں نہیں لیا جاتا۔ جمعہ اور ہفتہ کی چھٹی تو ہم نے رکھی تھی اور اس کے حکومت پر بھی اثرات پڑے۔ اس نے بھی جمعہ ۔ ہفتہ کر دیا کیونکہ سینٹ کی روایت رہی ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم اس طریقے سے اس میں تعاون نہیں کر سکتے۔ اگر آپ نے بزنس چلانی ہے تو اس میں تمام ارکان کو اور تمام پارٹیوں کو اعتماد میں لیا جائے۔ ورنہ ہم مجبور ہوں گے کہ اس سلسلے میں ہم اپنی سطح پر کوئی اقدام کریں ۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ جی ارشاد ۔

Malik Muhammad Qasim: I would apologise to Hafiz Sahib. If he has taken it like this. Otherwise, I am sorry, I have not talked to Qazi Hussain Ahmad, I hope that he is not taking it in the same spirit as has been done by Hafiz Sahib. I am told by the Leader of the Opposition that he had discussed it with Qazi Sahib. I thought that Hafiz Sahib was standing there and we were trying to deliberate with each other. I apologize and request him that these are very small matters that we should get annoyed because somebody has not discussed this or that. These are petty matters. I beg of him that he should also agree to which the Leader of Opposition and myself and rest of the House has agreed. I again request him that it is my fault that I did not consult him and I apologize for that and in future it shall not happen in this manner.

جناب قائم مقام چیئرمین۔ میں سمجھتا ہوں کہ ملک صاحب نے کافی وضاحت سے فرما دیا ہے ۔

-Now item No.11

THE SECURITIES AND EXCHANGE (AMENDMENT) BILL, 1994

Syed Iqbal Haider: With your permission, Sir, I move that the Bill further to amend the Securities and Exchange Ordinance, 1969 [The Securities and Exchange (Amendment) Bill, 1994], as passed by the National Assembly, be taken into consideration.

Mr.Acting Chairman: It has been moved ......

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ میں صرف یہ نشاندہی کرنا چاہتا ہوں آئندہ کے لئے کہ جوممبر notice دے اس motion کو move کرنے کا ' اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہی اس کو move کرے۔ آئندہ یہ نہ ہو کہ اقبال حیدر صاحب ہی سارے Motion move کریں ۔ Finance Minister جنھوں نے motion کا notice دیا ہوا ہے اور یہ ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اسے move. کریں۔ میں point of order raise نہیں کررہا ہوں صرف نشاندہی کررہا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ مخدوم صاحب کیونکہ نہیں ہیں اسلئے انھوں نے move کیا ہے ۔ اس پر آپ کچھ کہیں گے۔

Syed Iqbal Haider: Sir, this is a Bill which has been not only passed by the National Assembly but it was examined by the Standing Committee of the National Assembly and due scrutiny by the Standing Committee of the National Assembly it was placed in the National Assembly and passed. Now the Bill introduces an international concept, the basic objects of the Bill are that the establishment of the credit rating agencies create open ended mutual funds and central depository system to replace the physical delivery of shares in the Stock Exchange and their Regulations. These are the primary objectives which are to be acheived by this Bill and these objectives are very much in vogue in the international Stock Exchange markets in other countries. By passing this Bill, Sir, we will introduce those international practices which arefor the convenience of the shareholders and for promotion of the investment and the smooth transactions of

shares.

Mr. Acting Chairman: Any speaker on this motion? No. Shall I proceed now?

Syed Iqbal Haider: Yes.

Mr. Acting Chairman: It has been moved by Syed Iqbal Haider Sahib that the Bill further to amend the Securities and Exchange Ordinance, 1969 [The Securities and Exchange (Amendment) Bill, 1994], as passed by the National, be taken into consideration.

The Bill is taken into consideration

(The motion was adopted)

Syed Iqbal Haider: Item No.12.

Mr. Acting Chairman: Now, Clause by Clause we have to take the second reading. Clause 2. . Is there any amendment? No,

So the question is that clause do form part of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Acting Chairman: Clause 2 forms part of the Bill.

Now clause 3. I think there is no amendment in this clause. So the question is that clause 3 do form part of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Acting Chariman: Clause 3 forms part of the Bill.

Now clause 4, the question is that clause 4 do form part of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Acting Chairman: Clause 4 forms part of the Bill.

Now clause 1, Short Title and Commencement and Preamble. The question is that clause 1,

short title and and preamble do form part of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Acting Chairman: Clause 1, forms part of the Bill.

Now item No.12. Syed Iqbal Haider Sahib.

Syed Iqbal Haider: I move that the Bill further to amend the Securities and Exchange Ordinance, 1969 [The Securities and Exchange (Amendment) Bill, 1994] be passed.

جناب قائم مقام چیئرمین۔ میں put کرتا ہوں۔

It has been moved by Syed Iqbal Haider, Minister for Law and Justice has moved that the Bill further to amend the Securities and Exchange Ordinance 1969 [The Securities and Exchange (Amendment) Bill, 1994] as passed by the National Assembly be passed.

(The Bill was passed)

(interruption)

Mr. Acting Chairman: The Bill is passed. There are two items, one is 13 and other is 19. Now which one will come first.

So let us come to item No.3. Ch. Muhammad Anwar Bhindar Sahib.

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ جناب والا یہ Civil Laws Reforms Act 1994 ایکٹ یا بل کہہ لیں یہ تو اس کو ایکٹ ہی کہتے ہیں۔ لیکن یہ جناب والا اس ہاؤس کے سامنے آیا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ اقبال حیدر صاحب یہ آپ نے یہاں لکھا ہوا ہے ایکٹ it is not Act it is a bill آپ نے ایکٹ لکھا ہوا ہے اس پر۔

Syed Iqbal Haider: Body of the bill says, on top of it says a Bill

Mr. Acting Chairman: It doesnot say ' bill ' it says ' Act '. You kindly see that.

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ نیشنل اسمبلی سے ہی شاید ایکٹ آیا ہے جناب۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ میرے خیال میں چھاپنے میں غلطی ہوئی ہے اس کو تبدیل کردیتے ہیں "بِل" کردیتے ہیں۔ بھنڈر صاحب ارشاد فرمائیں۔

GENERAL DISCUSSION ON THE CIVIL LAWS (REFORMS) BILL, 1994

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ سر شروع ہی میں میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ہمارے پاس جو چیز circulate ہوئی ہم یہ سمجھتے ہیں جناب کہ جو circulate ہوتا ہے وہ ہی اصل ہے۔ اس لئے کہ ہم اگر یہ presume کرنے چلیں کہ کوئی چیز جو ہمارے پاس آئی ہے اس میں کوئی غلطی ہو گئی ہے تو ہم یہ presume نہیں کرتے کہ قومی اسمبلی کے سیکرٹریٹ سے آئے، لاءمنسٹری کی طرف سے آئے یہاں ایک فاضل وزیر قانون اس کو متعارف کرائے۔ تو وہ کوئی غلطمتعارف کرائیں گے اس لئے ہم نے یہی سمجھا کہ یہ ایکٹ جو ہے یہ ایکٹ کی شکل میں آیا ہے اوپر بھی ایکٹ لکھا تھا نیچے کے متعلق یہ اتفاق نہیں کرتے کہ باڈی میں ایکٹ ہی ہونا چاہئے۔ ان کا موقف یہ ہے۔ لیکن بہرحال اس مسودے کو اگر جناب والا ملاحظہ فرمائیں گے تو اس میں یہ ایکٹ آیا تھا۔ لیکن اگر جناب کی تسلی ہے اس کے متعلق کے قومی اسمبلی سے یہ بل آیا تھا اور بل کے طور پر آیا ہے اور یہاں سرکولیٹ کرنے میں کوئی غلطی ہوئی ہے تو پھر اس کو جناب خود ملاحظہ فرما لیجئے۔ تو میں جناب والا یہ عرض کروں گا کہ یہ موجودہ Civil Laws Reforms Act 1994 جو interduce ہوا ہے اس کے اغراض و مقاصد فاضل وزیر قانون نے فرمائے تھے۔ اور ان اغراض و مقاصد میں mainly ان کا کہنا یہ تھا کہ یہ چونکہ Law Reforms Commission کی طرف سے آیا۔ لاء ریفارمز کمیشن نے اس کو دیکھا اس کے حسن و قبح پر سیرحاصل بحث کی۔ اس کے بعد ہمیں recommend کیا۔ قومی اسمبلی نے دیکھا۔ قومی اسمبلی کی سٹینڈنگ کمیٹی نے دیکھا اس کے بعد قومی اسمبلی کی سٹینڈنگ کمیٹی سے یہ ہاؤس میں آیا۔ قومی اسمبلی نے پاس کیا اور اس کے بعد ہمارے سامنے آ رہا ہے۔ اس لئے یہ کوئی controversial بل نہیں ہے۔ اس کو فی الفور پاس کردینا چاہئے۔ ہم نے بھی جناب والا اپنے فرائض منصبی کو سمجھتے ہوئے اس پر غور کیا۔ اور جو گذارشات پیش کریں گے وہ نہایت مودبانہ طور پر یہ پیش کریں گے کہ اس میں کیا خامی ہے۔ ہمارے خیال کے مطابق ممکن ہے فاضل وزیر قانون اس سے اتفاق نہ فرمائیں۔ لیکن ہم اپنی صوابدید کے مطابق جو کچھ بھی اس کے متعلق عرض کریں گے وہ کسی اصول پر مبنی ہوگا اور اس لئے میں سب سے پہلے

تو جناب والا یہ عرض کروں گا کہ یہ پہلے شروع میں آرڈیننس جاری ہوا۔ چار مہینے آرڈیننس رہا وہ مدت ختم ہوئی ۔ اس کے بعد دوبارہ آرڈیننس کرنا پڑا اور وہ آرڈیننس ۱۲ مئی کو ختم ہو گیا۔ میرے خیال کے مطابق اس وقت یہ قانون جو ہم consider کر رہے ہیں ملک میں یہ قانون نہیں ہے ۔ آپ کا دوسرا آرڈیننس جو ہے وہ بھی expire کر چکا ہے ۔ اور ہو سکتا ہے کہ آپ نے نیا آرڈیننس جاری کیا ہو ۱۲ مئی کےبعد لیکن مجھے اس کا علم نہیں ہے کہ ۱۲مئی کے بعد آپ نے کوئی نیا آرڈیننس جاری کیا ہے ۔ لیکن بہرحال میں یہ ہی سمجھوں گا کہ اس وقت ۲۵ کو بارہ دن پہلے یہ مسودہ قانون اس ملک سے ختم ہو چکا ہے اور اس کے بعد یہ بل ہے کہ یہ بل اگر پاس ہوگا تو پھر یہ اس کی assent ہوگی تو پھر یہ قانون جو ہے رائج الوقت ہوگا ۔ اس وقت یہ قانون رائج الوقت نہیں ہے ۔ جناب میں نہایت مودبانہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جتنی قانون سازی آپ کریں گے جتنے by Ordinances آپ لائیں گے آپ کے لئے اتنی ہی مشکلات اور مصیبتیں کھڑی ہوں گی۔ آپ کے لئے چار مہینے کی قید بھی ہوگی۔ آپ کے لئے یہ بہت مشکل ہے ۔میں تو اس معاملے میں ان سے ہمدردی رکھتا ہوں کہ جب یہ آرڈیننس لاتے ہیں تو ۴ مہینے کی قید ہوتی ہے۔ ۴ مہینے میں انہوں نے اس کو قومی اسمبلی میں introduce کرنا ہے ۔ پھر اس کو refer بھی کرنا ہے ۔ پھر اس کو قائمہ کمیٹی سے approve کرانا ہے پھر اس کو قومی اسمبلی سے clear کرانا ہے ۔ پھر اس کو سینٹ میں لانا ہے ۔ سینٹ میں لا کر اس کو consider کروانا ہے ۔ پھر اس کو پاس کروانا ہے ۔ amendments کو بھی face کرنا ہے اور پھر یہ جا کر Act بنتا ہے ۔ ۴ مہینے میں جناب والا ! یہ باتیں ممکن نہیں ۔ ۴ مہینے کا عرصہ جو آئین میں دیا گیا ہے اس میں یہ ساری چیزیں نہیں کر پاتے اور اسی کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ آرڈیننس در آرڈیننس ان کو کرنا پڑتے ہیں ۔ جناب والا ! پرانے وقت میں یہ ہوا کرتا تھا کہ ایک آرڈیننس جب بھی پاس ہوتا تھا تو اپنی طبعی عمر کے اندر اندر وہ ایک قانون بنتا تھا اس کا قانون اسمبلی پاس کرتی تھی مجھے یاد ہے کہ مغربی پاکستان میں جتنے آرڈیننس بھی آتے تھے ہم ان کو چار مہینوں کے اندر پاس کرتے تھے اور پھر ان کی assent ہوتی تھی لیکن اب یہ رواج چل نکلا ہے کہ اگر ایک آرڈیننس جاری ہوا تو وہ آرڈیننس پھر دوبارہ جاری ہوا ، پھر تیسری دفعہ جاری ہوا ۔ قصاص اور دیت کا آرڈیننس ، فاضل وزیر قانون مجھ سے اتفاق کریں گے کہ شاید اس کو ۷ مرتبہ جاری کرنا پڑا اس لئے کہ وہ یہ پاس نہیں کروا سکے اور وہ قانون نہیں بن سکا ۔ اس لئے میں ادب سے گزارش کرتا ہوں کہ جناب جہاں تک قانون سازی کے اصول کا تعلق ہے اصولی طور پر یہ طے فرما لیں کہ آپ آرڈیننس جاری نہیں کریں گے ، آپ کو بھی سہولت رہے گی ، ہمیں بھی سہولت رہے گی ۔ جناب والا ! یہ دیوانی قانون کا بل ہے ۔ سالہا سال سے یہ بات ایسے چلتی آئی ہے اور اگر انہوں

نے یہ سفارشات کر دی ہیں تو کون سی قیامت آ جاتی اگر آپ اس آرڈیننس کو نہ لاتے اور آپ کے لئے یہ مشکلات کھڑی نہ ہوتیں ۔ قومی اسمبلی سے پاس کرواتے ، ۴ مہینے میں پاس کرواتے ، ۶ مہینے میں پاس کرواتے یہاں سے پاس کروا لیتے اور اس کے بعد یہ قانون بنتا ۔ لیکن یہ مشکلات جو ہیں یہ ان کے لئے اس process سے آئی ہیں اور اب تو جناب سپریم کورٹ نے بھی یہ hold کر دیا ہے کہ ایک آرڈیننس کو اگر آپ جاری کرتے ہیں تو ۴ مہینے کے بعد دوسرا آرڈیننس اسی subject پر ، اور وہی legislation آرڈیننس کے ذریعے آپ نہیں کر سکتے ۔ میں اس بات میں نہیں جاتا ۔ نہ میں اس بل پر پوائنٹ آف آرڈر raise کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے آرڈیننس در آرڈیننس کئے لیکن اس کی نشاندہی ضرور کرنا چاہتا ہوں حکومت کے لئے ان ایوانوں کی صحیح قانون سازی کے پیش نظر کہ کم از کم ان آرڈیننسز سے اجتناب کریں ۔ نہ آپ خود مشکلات میں گرفتار ہوں ۔ نہ عوام کو مشکلات میں گرفتار کریں ۔ اب ہر روز ہماری عدالتوں میں یہی چیزیں زیر بحث آ رہی ہیں کہ کب یہ آرڈیننس بنا تھا ؟ کب اس آرڈیننس کی میعاد ختم ہوئی؟ کب یہ دوبارہ بنا؟ اگر دوبارہ بنا ہے تو درمیانی عرصے کے تمام جتنے مقدمات ہیں ان پر اس کے کیا اثرات مرتب ہوں گے ؟ اور عوام کے حقوق کیا ہیں ۔ کبھی یہ آرڈیننس ہوتا ہے ، کسی وقت آرڈیننس نہیں ہوتا ۔ اس کی بھی جناب والا ! آج یہی صورتحال ہے کہ جو چیز حکومت آج introduce کرنا چاہتی ہے اور جس کو حکومت نے continuity دی تھی وہ continuity یا تسلسل آج برقرار نہیں ہے اس وقت اس موضوع پر ملک میں کوئی قانون رائج نہیں ہے ۔ اس لئے میری سب سے پہلے اور ادب سے گزارش یہ ہے کہ آرڈیننسز سے اجتناب کیجئے ۔ آرڈیننسز مت لائیے ۔ یہاں legislation لائیے introduce کروائیے ۔ کمیٹیوں میں پاس کروائیے۔ فوراً لے آئیے ۔ ۷ دن کے اندر لے آئیے ۔ ہم بیٹھے ہیں اور بل پاس کرنے کے لئے تیار ہیں ۔ اپنی contribution کریں گے ، اپنی رائے دیں گے ۔ اس لئے آرڈیننسز کے ذریعے سے قانون سازی نہ فرمائیں۔

اب جناب میں ان اصولوں کی طرف آتا ہوں جو اس قانون میں دیئے گئے ہیں۔ جناب کلاز ۹ میں انہوں نے رکھا ہے کہ Right of First Appeal ۔ ڈھائی لاکھ کی مالیت پر کوئی Regular Second Appeal نہیں ہوگی۔ اس کا پس منظر بھی عرض کرتا چلوں۔ ہمارے ہاں سول کورٹس آرڈیننس میں یہ شق موجود ہے کہ جہاں دو لاکھ کی مالیت کا کوئی کیس ہو تو اس کی پہلی اپیل ڈسٹرکٹ جج سنتا ہے اور اگر مالیت دو لاکھ سے اوپر ہو تو اس کی پہلی اپیل directly High Court میں جاتی ہے اس کو ہم Regular First Appeal کہتے ہیں۔ اور جو ایک لاکھ کی مالیت کے cases ہیں جب ان میں کوئی فیصلہ District Judge دیتا ہے تو اس کی Regular Second Appeal ہائی کورٹ میں lie کرتی ہے اور سیکشن ۱۰۲ ضابطہ دیوانی Regular

Second Appeal کے متعلق اس کو deal کرتا ہے۔ اس کے مطابق آج تک یہ سلسلہ جاری تھا کہ جہاں بھی ایک لاکھ کی مالیت کے cases ہوں' وہاں پہلی اپیل ڈسٹرکٹ جج کے پاس lie کرے گیاور second appeal ہائی کورٹ میں lie کرے گی۔ اور جو دو لاکھ یا دو لاکھ کے اوپر کی مالیت کے مقدمے ہیں جب سول جج فیصلہ کرے گا تو اس کی direct regular first appeal ہائی کورٹ میں چلی جائے گی۔ اب دفعہ ۱۰۲ کے تحت انھوں نے یہ کہا ہے کہ جہاں مالیت اڑھائی لاکھ روپیہ کی ہو گی ۔ ۔ افسوس مجھے یہ ہے کہ فاضل وزیر قانون مجھے نظر نہیں آ رہے کہ وہ میری اس گزارش کو سنتے اور مجھے جواب دیتے ۔ بہر حال گزارش یہ ہے کہ جب اڑھائی لاکھ کی مالیت کا مقدمہ ہو گا تو ظاہر ہے کہ اس کی regular first appeal directly ہائی کورٹ میں چلی جائے گی اور وہ اپیل ڈسٹرکٹ جج کے پاس نہیں جائے گی۔ اس کا مقصد جناب یہ ہوا کہ اڑھائی لاکھ کے اوپر کے جو مقدمے ہیں ان میں regular firstfirst appeal چلی جائے گی اور دو لاکھ سے نیچے تک کے جو مقدمات ہیں ان کی first appeal ڈسٹرکٹ جج سنے گا۔ مقصد یہ ہوا جناب کہ کوئی ایسا مقدمہ نہیں ہو گا جس میں regular second appeal دائر کی جا سکے ۔ regular second appeal کی provision دفعہ ۱۰۲ میں تھی۔ اب regular second appeal کے ختم ہو جانے سے ہم نے یہ دفعہ ۱۰۲ ہی اڑا دی ۔ دفعہ ۱۰۲ کو repeal تو نہیں کیا ۔ دفعہ ۱۰۲ کو Statute Book سے تو نہیں نکالا لیکن by this amendment ہم نے اب regular second appeal کا right اور revision کا right لے لیا ہے۔ اس میں جناب میں یہ عرض کروں کہ وہ دوست جو قانون کے پیشے سے تعلق رکھتے ہیں ان کو یہ معلوم ہو گا کہ ان دونوں میں بہت فرق ہے ۔ میں اگر ایک نگرانی دائر کرتا ہوں تو اس کا جو scope ہے وہ بہت limited ہے لیکن اگر میں regular second appeal میں جاتا ہوں تو میری شہادت ' میرے حقوق' میرے قانون' تمام چیزیں جو ہیں وہ میں raise کر سکتا ہوں ' facts کی بات بھی میں regular second appeal میں کر سکتا ہوں لیکن وہ میں civil reivision میں نہیں کر سکتا ہوں ۔ اب اس لحاظ سے میں عرض کروں گا کہ عوام کے حقوق پر اس کا بہت برا اثر مرتب ہو گا ۔ میں یہ کہتا ہوں کہ ایک right جو شروع سے' جب سے CPC بنی ہے آپ نے second appeal کا right عوام کو دیا ہے تو وہ second appeal کا right آپ کیوں لے رہے ہیں؛ Second appeal کا right لینے سے لوگوں کے حقوق پر اچھے اثرات مرتب نہیں ہونگے ۔ یہ حق نہیں لیا جانا چاہئے تھا ۔ یہ حق موجود ہونا چاہئے تھا ۔ آپ یہ کرتے کہ ڈیڑھ لاکھ روپے کی مالیت کے جو مقدمات ہیں ان میں یہ right of second appeal ہوتا ۔ اس کو اڑھائی لاکھ آپ نہ کرتے اس کو آپ ڈیڑھ لاکھ کرتے اور یہ عوام کے مفاد میں نہیں ہے اور اس اصول کو یہاں نہیں

آنا چاہیے تھا۔ ہو سکتا ہے کہ Law Reforms Commission نے اس بات پر پوری طرح سے غور نہ کیا ہو، ان کا منشا یہ نہ تھا تو پھر right of second appeal جو ہے اس کے لئے دفعہ ۱۰۲ کو repeal کر دیتے۔ دفعہ ۱۰۲ کو Statute Book سے نکال دیتے۔ انہوں نے Statute Book سے تو نہیں نکالا۔ اسلئے جناب والا میں یہ سمجھنے پر مجبور ہوں کہ یہ اڑھائی لاکھ کی مالیت انہوں نے inadvertantly یا بغیر کسی ارادے کے مقرر کر دی، یہ چیز مد نظر رکھے بغیر کہ اس سے right of second appeal پر اثر پڑے گا اور right of second appeal ختم ہو جائے گا۔ اسلئے ضرورت اس بات کی ہے کہ اس principle کو adopt نہ کیا جائے اور right of second appeal کی گنجائش رکھی جائے۔ دوسرا principle ہے کلاز (۱۰) اور وہ ہے جناب والا حقوق نگرانی کا۔ دفعہ ۱۱۵ ضابطہ دیوانی میں یہ لکھا گیا ہے کہ اگر کسی شخص کے ساتھ کسی مقدمے میں ایسی زیادتی کی گئی ہو جو materially irregularity ہو یا کسی عدالت نے ایسا اختیار استعمال کیا ہو جو اس عدالت کے پاس نہیں تھا یا ایسا اختیار کسی واضح بے ضابطگی کے ساتھ کیا ہو تو اس میں نگرانی دائر کرنے کے اختیارات دفعہ ۱۱۵ میں تھے۔ اب جناب دفعہ ۱۱۵ کو ترمیم کیا گیا اور شروع میں دفعہ ۱۱۵ ضابطہ دیوانی میں کچھ آرڈر ایسے تھے جن کی نگرانی ڈسٹرکٹ جج کے پاس ہو سکتی تھی اور جب ان آرڈر کے تحت نگرانی ڈسٹرکٹ جج کے پاس ہو سکتی تھی اور وہ اسلئے کیا گیا تا کہ چھوٹے چھوٹے معاملات میں عوام کو تکالیف ہیں وہ بجائے اس بات کے کہ وہ دفعہ ۱۱۵ کے تحت ہائی کورٹ میں جائیں وہ ڈسٹرکٹ جج کے پاس جائیں۔ ڈسٹرکٹ جج ان تمام باتوں کو دیکھ لے۔ اگر وہ قانون کے خلاف ہیں تو وہیں اس کا فیصلہ ہو جائے۔ لیکن Law Commission نے یہ recommend کیا کہ یہ اختیارات ڈسٹرکٹ جج صاحب کے پاس نہیں ہونے چاہئیں اور یہ بدستور جیسے پہلے طریقہ تھا دفعہ ۱۱۵ کے نگرانی کے اختیارات ہائی کورٹ کے پاس ہی رہنے چاہئیں اور ڈسٹرکٹ جج کے پاس نہیں جانے چاہئیں۔ لیکن یہ سفارش نیشنل اسمبلی نے جناب والا! قبول نہیں کی اور نیشنل اسمبلی نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ نہیں یہ اختیارات ہائی کورٹ کے پاس نہیں رہنے چاہئیں بلکہ بدستور ڈسٹرکٹ جج کے پاس رہنے چاہئیں۔ اب ہمارے پاس جو بل آیا ہے یا جو transmit ہوا ہے اس بل کے مطابق یہ اختیارات اب ہم دوبارہ ڈسٹرکٹ جج صاحب کو دیں گے کہ ڈسٹرکٹ جج کو ہی نگرانی، سماعت کرنے کے حق حاصل ہوں گے۔ اب پہلے تو جناب یہ ہوا کہ جب پہلے قانون تبدیل کیا اور آرڈیننس جاری کیا تو تمام نگرانیاں جو لوگوں نے ڈسٹرکٹ جج صاحب کے پاس دائر کی ہوئی تھیں ڈسٹرکٹ جج صاحب نے لوگوں کو واپس کر دیں کہ اب مجھے تو اختیار رہا نہیں اس آرڈیننس کے تحت لہذا تم یہ نگرانیاں ہائی کورٹ میں لے جاؤ۔ لوگ جناب ہائی کورٹ میں لے گئے۔ ہائی کورٹ میں جا کر انہوں نے دائر کر دیں کہ جناب اب صرف

آپ کو ہی یہ اختیار ہے اب ڈسٹرکٹ جج کو تو اختیار رہا نہیں وہاں جناب یہ pending ہو گئی ۔ اب نیشنل اسمبلی نے یہ کر دیا کہ یہ اختیارات ڈسٹرکٹ جج کو دے دیئے اب جناب اگر یہ قانون اس شکل میں آپ پاس کریں گے جس شکل سے کہ یہ transmit ہو کر آیا ہے تو لوگوں کو وہ نگرانیاں ہائی کورٹ واپس کر دے گا کہ اب نیشنل اسمبلی نے یہ پاس کر دیا ہے کہ یہ نگرانی کا حق ڈسٹرکٹ جج کو بدستور واپس دے دیا گیا ہے لہٰذا اب اپنی نگرانیاں تم واپس لے جاؤ۔ اب وہاں سے ، ہائی کورٹ سے وہ نگرانیاں واپس لوگوں کو ملیں گی ۔ پہلے جو ڈسٹرکٹ جج سے ہائی کورٹ میں لے کر گئے تھے اب ہائی کورٹ سے واپس ڈسٹرکٹ جج کے پاس لے کر آئیں گے اور بیچارے وہ لوگ اسی چکر میں رہیں گے کہ کبھی ڈسٹرکٹ جج سے ہائی کورٹ کے پاس گئے پھر ہائی کورٹ سے ڈسٹرکٹ جج کے پاس آئے ۔ یہ جناب speedy justice تو نہیں ہو گا ۔ اس سے فوری انصاف تو لوگوں کو نہیں ملے گا ۔ لوگ تو یہ کہیں گے کہ legislature عجیب ہے کبھی ہمیں کہتی ہے کہ ہائی کورٹ کے پاس جاؤ ۔ کبھی پھر وہی لسٹ جو ہے اور وہی جو مقدمات ہیں وہ کہتی ہے کہ واپس لے جاؤ ڈسٹرکٹ جج کے پاس ۔ تو یہ جناب کبھی وہاں بھیجنا اور کبھی یہاں بھیجنا یہ بات درست نہیں ہے اور اگر پھر جناب والا ! کرنا ہے تو ٹھیک ہے اگر آپ کی صوابدید یہی ہے اگر آپ یہی کرنا چاہتے ہیں ، اگر آپ وہ اختیار ڈسٹرکٹ جج کو بدستور دینا چاہتے ہیں ، اگر آپ نیشنل اسمبلی کی اس سفارش کو ماننا چاہتے ہیں تو پھر کم از کم آپ ان کے لئے تو provision کر دیتے کہ جو pending cases ہیں وہ وہیں رہیں ۔ اب اگر میں گیا ہوں ہائی کورٹ میں اپنی revision لے کر یا اپنی نگرانی لے کر میں ہائی کورٹ میں گیا ہوں تو ہائی کورٹ میری بات سن لے ۔ ہائی کورٹ مجھے یہ تو نہ کہے کہ اب میرے پاس اختیار نہیں اب تم ڈسٹرکٹ جج کے پاس لے جاؤ pending proceedings کے متعلق جناب کوئی بات اس میں نہیں رکھی گئی کہ بھئی pending proceedings جہاں ہیں وہاں deal ہوں گی ۔ اور ابھی تک جناب ایسے بھی مقدمات ہوں گے جو کسی ڈسٹرکٹ جج کے پاس پڑے ہوں گے کیونکہ دیوانی مقدمات میں بہت لمبی تاریخیں دی جاتی ہیں اور جب سے یہ قانون آیا ہے اس میں کوئی نہ کوئی چند cases ایسے ضرور ہوں گے کہ جو ابھی تک واپس نہیں آئے ہوں گے اور ڈسٹرکٹ جج کے پاس ہی ہوں گے اور ان مقدمات کے فیصلے وہیں ہو جائیں گے۔ pending proceedings جو ہیں ان میں ہمیشہ جناب یہ ہوتا ہے کہ لوگوں کی تکلیف کو حل کرنے کے لئے pending proceedings جو زیر سماعت مقدمات ہیں ان کے لئے کوئی گنجائش رکھی جاتی ہے لیکن اس قانون میں کوئی گنجائش نہیں رکھی گئی اور اس گنجائش نہ رکھنے کا جناب والا! نتیجہ یہ ہو گا کہ وہ وہاں سے یہاں اور یہاں سے وہاں آئیں گے اور اس سے لوگوں کے لئے بڑی تکلیف کا باعث ہو گا ۔ قانون تو

جناب ٹھیک ہے کہ ہم پاس کریں اور فا فٹ کریں اور جلدی جلدی کریں اور جلدی جلدی قانون پاس ہوں لیکن جناب والا! قانون کس لئے ہیں؛ قانون لوگوں کی سہولت کے لئے ہیں ۔ قانون افادیت کے لئے ہیں ۔ قانون لوگوں کی بہتری کرنے کے لئے ہیں قانون اس لئے تو نہیں ہیں کہ ان کے رستے میں رکاوٹیں کھڑی کر کے ہم بل جلدی جلدی پاس کر دیں۔ اس لئے میں نہایت مودبانہ گزارش کروں گا حکومت سے اور فاضل وزیر قانون سے کہ اس principle کو بھی ضرور مد نظر رکھیں اور اس بات کو بھی ضرور دیکھیں تا کہ لوگوں کے لئے ، عوام کے لئے اور جو بیچارے لوگ مقدمات میں ملوث ہو چکے ہیں ان کے لئے باعث اذیت اور باعث پریشانی نہ ہوں ۔اور اگر کرنا ہی ہے تو اس میں یہ amendment لائیے ۔ Amendment لانے کے متعلق جناب پھر آپ کی reservation ہے ۔ پھر آپ کے لئے مشکلات پیدا ہوتی ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس بات سے آپ ہچکچاتے ہیں اور آپ ہمیشہ یہ کہتے ہیں کہ جوائنٹ سیشن میں جائے گا۔ جائے گا تو جانے دیں جناب جوائنٹ سیشن میں۔ جوائنٹ سیشن ہوتا ہی اس لئے ہے کہ قانون چکی سے نکلے۔ پہلے نیشنل اسمبلی کی چکی سے نکلے پھر سینٹ کی چکی سے نکلے۔ اور پھر بھی اگر ضرورت ہے تو جوائنٹ سیٹنگ میں جائے جوائنٹ سیٹنگ میں جانے دیجئیے عوام کی خدمت یہ ہے کہ اس پر غور کرکے اگر تیسری دفعہ یہ جوائنٹ سیٹنگ میں بھی جاتا ہے تو اسے جانے دیں۔

تیسرا پرنسپل جناب میں یہ عرض کروں گا کہ اس میں جواب دعوٰی کے لئے پہلے قانون میں یہ ہے جناب کلاز ۱۱ میں، پہلے صورت حال یہ تھی کہ جواب دعوٰی کے لئے ۹۰ دن کا وقت مقرر کیا گیا شروع میں تو قانون میں کوئی قدغن ، کوئی پابندی یا کوئی وقت کی قید نہیں تھی۔ لیکن اس کے بعد ایک amendment آئی جس کے ذریعے سے یہ رکھا گیا کہ جواب دعوٰی ۹۰ دن کے اندر اندر داخل ہونا چاہیئے تاکہ مقدمات کی سماعت جلد ہو سکے۔ اس قانون میں ۹۰ دن کو کم کر کے ۳۰ دن کیا گیا ہے۔ اچھا کیا ہے؛ جناب میں سمجھتا ہوں کہ اچھی بات ہے کہ جلدی سے جلدی جواب دعوٰی دیا جائے تاکہ مقدمات جلد سماعت ہوں اور جلدی فیصلے پہنچیں۔ لیکن اس میں، جناب پہلی سماعت پر، ۳۰ دن کا تعین نہیں ہے۔ اب ۳۰ دن کہاں سے آپ لیں گے؛ ۳۰ دن پہلی سماعت سے لیں گے، ۳۰ دن آپ سروس سے لیں گے؛ ۳۰ دن آپ institution سے لیں گے یہ تو جناب ہونا چاہیئے کہ ۳۰ دن جو آپ دیتے ہیں اس کا starting period تو ہونا چاہیئے starting تاریخ تو ہونی چاہیئے کہ کس دن سے آپ ۳۰ دن کے لئے جواب دعوٰی کی مہلت دے رہے ہیں؛ ظاہر ہے جناب کہ یہ پہلی سماعت سے ہونی چاہیئے۔ کہ جب مدعا علیہ عدالت کے سامنے آجاتا ہے سروس اس کی ہو جاتی ہے۔ وہ عدالت کے سامنے آتا ہے آکے پیش ہوتا ہے۔ تو اس کو زیادہ مہلت نہ دی جائے اول

تو اسی دن پیش کرے یا سات دن کی تاریخ دی جائے پھر ساتٰ دن کی تاریخ زیادہ سے زیادہ ایک مہینے کے اندر وہ اپنا جواب دعویٰ ضرور پیش کرے۔ لیکن اس میں یہ ضرور تعین ہونا چاہیئے کہ ۳۰ دن کب سے شمار ہوں ؛ اگر یہ آپ تعین نہیں کریں گے تو ۳۰ دن ۳۰ دن ہی رہے گا۔ ۳۰ دن کا مقصد یہ نہیں ہوگا from the first day of the hearing. ۳۰ دن کا مقصد یہ نہیں ہوگا from the service ۳۰ دن کا یہ مقصد نہیں ہوگا from the institution of this rule یہ جلدی میں کرنے والی باتیں نہیں ہوتیں۔ جب بھی جلدی میں کی جاتی ہیں تو ایسی غلطیاں رونما ہو جاتی ہیں اس لئے ۳۰ دن کا تعین چونکہ اس میں نہیں ہے اس لحاظ سے بھی یہ defective ہے اور یہ تعین ہونا ضروری ہے۔

اس کے بعد جناب اسی کلاز میں ایک اصول یہ رکھا گیا ہے کہ تنقیحات سے قبل پہلے یہ تھا جناب کہ عدالت جب تنقیحات وضع کرتی ہے مدعا علیہ آجاتا ہے۔ مدعی آجاتا ہے جواب دعویٰ داخل ہو جاتا ہے تو یہ اختیار تھا عدالت کا' کہ وہ کسی فریق کا بیان تنقیحات وضع کرنے سے پیشتر لے لے اور وہ عدالتیں کیا کرتی تھیں ؛ ان کا discretion ہوتا تھا۔ یہ کوئی لازمی اور ضروری نہیں تھا۔ کہ وہ بیان لے لیکن وہ اس لئے کہ بعض اوقات ایسے مقدمات ہمارے تجربے میں آئے ہیں کہ جواب دعوی تو ایک فریق نے دیا ہے کہ فلاں کی بیٹی نہیں ہے لیکن 'جب وہ پارٹی سے جج نے پوچھا تو اس نے کہا کہ اس کی بیٹی ہے یعنی معاملہ اس حد تک نزدیک ہوگیا فیصلے کے۔ تو یہ بات تو بڑی اچھی ہے کہ تنقیحات وضع کرنے سے پیشتر ان دونوں فریقین میں آپس میں کیا کیا اختلافات ہیں آپ یہ فیصلہ کرلیں کہ فریقین کے بیان لے لیں۔ یہ لفظ may تھا پہلے قانون میں' اب انہوں نے shall کر دیا ہے۔ shall کرنے سے کیا ہوگا۔ کہ کسی فریق کا بیان لینا تنقیحات وضع کرنے سے پیشتر' شہادت لینے سے پیشتر اس کا بیان لینا ضروری ہوگا۔ اب فریق کسی تاریخ پر حاضر ہوتا ہے۔ ابھی تاریخ پر لمبا کرنے کا رجحان آپ کو معلوم ہے کہ ہے تو جناب وہ یہ کریں گے کہ وہ فریق پیش نہیں ہوں گے۔ کسی تاریخ پر جج صاحب چھٹی پر ہیں' کسی تاریخ پر ان کو وقت نہیں ملا۔ تو یہ مقدمات اس طرح سے لمبے ہونگے۔ بجائے اس کے کہ ان مقدمات کا جلد فیصلہ ہو یہ مقدمات لمبے ہوں گے۔ اسی طرح may رکھنا چاہیئے تھا shall نہیں کرنا چاہیئے تھا اس بات کو کہ لازمی طور پر اس بات کو اس لئے کہ آپ کے لئے ضروری ہے کہ تنقیحات وضع تب کریں جب آپ کسی فریق کا بیان قبل از تنقیحات ضرور لے لیں۔ اس کو یہاں shall کیا گیا ہے یہ درست نہیں ہے' یہ مقدمات کو طوالت دے گا' اور مقدمات کو مختصر نہیں کرے گا۔ اس کے علاوہ جناب اسی کلاز میں ایک یہ ہے کہ جب فریقین عدالت کے سامنے پیش ہوتے ہیں تو وہ فریقن اپنی دستاویزات پیش کرتے ہیں۔ دستاویزات جب پیش ہوتی ہیں تو ان دستاویزات کو یہ کسی پارٹی

کا حق ہے کہ وہ نوٹس دے کہ میری دستاویزات میں نے پیش کی ہیں تم اس کو admit کرتے ہو یا deny کرتے ہو' اقرار ہے یا انکار ہے اور اس سے بہت سی باتیں اور مقدمہ بہت مختصر ہو جاتا تھا کیونکہ اس میں جو دستاویزات تسلیم ہو جاتی تھیں ان پر پھر مزید شہادت کی ضرورت نہیں رہتی تھی۔ تو اس لئے قانون نے یہ گنجائش رکھی تھی کہ اگر کوئی فریق وہ درخواست دیتا ہے تو اس درخواست دینے سے جو عدالت ہے وہ اس کو کہے گی کہ تم اس کو تسلیم کرو یا اس سے انکار کرو۔ اب اس میں جناب یہ شق دی گئی ہے کہ may عدالت کا یہ اختیار ہے کہ ان کو تسلیم کرائے یا نہ کرائے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جہاں ہم یہ ترامیم کر رہے تھے ہمیں یہ رکھنا چاہیئے تھا کہ اس کو shall کرنا چاہیئے تھا' یہاں may کو shall کرنا چاہیئے تھا تا کہ مقدمات میں روز مرہ کی جو بات ہے کہ مثلاً ایک اقرار نامہ ہے یا ایک بیع نامہ ہے اس پر شہادتیں دی جا رہی ہیں اگر دوسرا فریق اس کو تسلیم کر لیتا ہے اور اگر قانون میں یہ شق موجود ہو' اور قانون میں عدالت کے لئے یہ پابندی ہو کہ جتنی admit اور deny کراو اور اس کے بعد آگے proceed کرو تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی ضروری تھا کہ اس قانون میں may کو shall کیا جاتا تا کہ مقدمات کی سماعت میں بہت حد تک کم وقت لگتا اور بہت سی لمبی لمبی شہادتیں' بہت سے لمبے گواہ نہ دینے پڑتے۔

اس کے علاوہ جناب اسی شق میں ایک گنجائش یہ رکھی گئی ہے کہ certificate of readiness to procuce evidience یہ بات تو جناب سمجھ میں آتی ہے اور قانون میں یہ شق موجود ہے کہ جب تنقیحات وضع ہو جائیں اس کے بعد فریقین ، دن کے اندر اپنی فہرست گواہان دیں تاکہ دوسرے فریق کو معلوم ہو کہ میرے خلاف یہ یہ گواہان پیش ہوں گے' یہ گواہان جو ہیں میرے خلاف آ رہے ہیں تا کہ ان کے متعلق جو بھی وہ تیاری کرنا چاہتا ہے وہ تیاری کر لے اور وہ list of witnesses اگر نہ دی جائے تو بڑی مصیبت ہوتی ہے کہ اس کے بعد اجازت نہیں ہوتی کیونکہ list of witnesses نہیں دی اس لئے میں کوئی اور گواہ پیش نہیں کر سکوں گا اور صرف اگر عدالت اجازت دے تو پھر عدالت کی اجازت سے کوئی گواہ پیش کیا جا سکتا ہے وگرنہ بطور حق کے میں کوئی گواہ پیش نہیں کر سکتا۔ لیکن اب یہ رکھا گیا ہے کہ میں ایک سرٹیفیکیٹ دوں certificate of readiness to procuce evidience اب اس بات کی جناب والا مجھے سمجھ نہیں آئی کہ جب میں بطور مدعا علیہ عدالت میں گیا ہوں' جب وہاں میرا بیان قبل از تنقیحات بھی ہوا ہے' وہاں تنقیحات بھی نکل چکی ہیں' میں اس کے دعوے کو تسلیم نہیں کرتا تو میں جناب certificate of readiness to procuce evidience ظاہر ہے کہ میں شہادت تو پیش کروں گا۔ گواہان کی فہرست بھی دینا میرے لئے لازم ہے۔ تو اس سرٹیفیکیٹ کی certificate of readiness to procuce evidience کی کیا

ضرورت ہے۔ یہ سرٹیفکیٹ جو ہے یہ بھی جناب مقدمات کی طوالت کا باعث بنے گا اور اس کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ پتہ نہیں کس framer نے اس کو ڈال دیا ہے اور ایسے ہی چلا آ رہا ہے certificate of readiness to procuce evidience کم از کم مجھے اس کی افادیت کی کوئی سمجھ نہیں آئی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بھی مقدمات کو بلاوجہ طوالت دے گا اور یہ کسی فریق ' مدعی یا مدعا علیہ کسی کے حق میں نہیں ہے کہ یہ سرٹیفکیٹ جو ہے اس پر پابندی کرائی جائے کہ بھئی تم نے certificate of readiness to procuce evidence جو ہے وہ دینا ہے۔ اس کے بعد جناب -----

Syed Iqbal Haider: Sir, I have to interrupt on a point of order and draw your attention to Rule 92 that in the first general reading each and every clause cannot be discussed and the general discussion has to be on the principals of the Bill and if general provision may be discussed but details of the Bill shall not be discussed further than is necessary to explain its principals. So, I would request through you, Sir, the honourable member may confine his general discussion and a time should be fixed because we have also to pass this Bill before Azan .

چوھدری محمد انور بھنڈر ۔جناب والا ! میں تو اس agreement میں کوئی پارٹی نہیں ہوں کہ اذان سے پہلے ہم نے بل پاس کرنا ہے اور نہ ہی مجھے اس کا کوئی علم ہے نمبر ۱۔ نمبر ۲ جناب میں پارلیمنٹ کی precedence بھی عرض کردوں۔ principal عرض کر رہا ہوں میں نے پہلی کلاز پر کوئی بات نہیں کی۔ small cause courts کو بھی آپ نے amend کیا ہے ۔ میں نے ان پر clause by clause بات نہیں کی ۔ میں principal پر عرض کر رہا ہوں ۔ میں ہر بات پر آپ کو کہہ رہا ہوں کہ دوسرا اصول یہ ہے ' تیسرا اصول یہ ہے ' چوتھا اصول یہ ہے ۔ میں بل کے اصولوں پر جناب والا بات کر رہا ہوں ۔ اور جتنی باتیں بھی میں نے کی ہیں وہ اصول ہیں جو اس بل میں موجود ہیں ۔ ایک بات ضرور ہے کہ میں جلدی نہیں کررہا اور مجھے جلدی ہے بھی نہیں جو فاضل وزیر قانون کو ہے کہ یہ بل فوری طور پر پاس ہونا چاہیئے ۔ میں تو عرض کر رہا ہوں اپنی صوابدید کے تحت جو کچھ میری عقل میں ہے اور سمجھ میں آیا ہے وہ میں ہاؤس کے سامنے ضرور رکھوں گا ۔ جناب والا ! اب اگلا اصول اس میں یہ رکھا گیا ہے کہ اسی کلاز میں ' کلاز کا حوالہ اس لئے دے رہا ہوں کہ آپ سمجھ سکیں کہ میں کس کلاز یا اصول کی بات کر رہا ہوں وگرنہ آپ اگر چاہیئں

تو میں کلاز کا حوالہ نہیں دیتا میں صرف principal کہہ دیتا۔

جناب قائم مقام چیئرمین ۔ویسے amendments تو discuss ہونگی ناں جی ۔ سیاق و سباق ' اغراض و مقاصد بیان کرنا ہے یہاں پر ؟

چوھدری محمد انور بھنڈر ۔سیاق و سباق جو ہیں ' وہ اصول جو دیئے گئے کہ ۳۰ دن کے اندر یہ جو بحث ہوگی ' جس روز ایک مقدمہ ختم ہوگا ۔ اس بحث کے سننے کے بعد ۳۰ دن دیئے گئے فیصلے کیلئے ۔ کہ ۳۰ دن کے اندر فیصلہ ہو سکتا ہے ۔ میں جناب اس اصول کے خلاف ہوں۔ میں کہتا ہوں کہ اول تو اسی روز جس روز یہ بحث سماعت ہو ' فیصلہ announce کیا جائے ۔ بے شک جج بعد میں لکھے ۔ لیکن ہوتا جناب کیا ہے ؟ میں Lower Judiciary کی جناب بات کرتا ہوں ۔جب ۱۰ دن کی تاریخ پڑتی ہے یا جب ۱۲ دن کی تاریخ پڑتی ہے تو لوگوں کو بہت سے شکوک و شبہات پیدا ہوتے ہیں ۔ اور ان دنوں میں جب ۱۰' ۱۲ ' ۱۴ یا ۱۵ کے بعد فیصلہ ہو تو جج کی integrity کے متعلق بھی جناب بہت سی باتیں کی جاتی ہیں۔ تو میں اس اصول کے خلاف ہوں جو اس بل میں ہے کہ ۳۰ دن دیئے جائیں کہ وہ ۳۰ دن کے اندر اندر فیصلہ کر لیں ۔ یہاں یہ درست ہے کہ اس نے فیصلہ لکھنا ہے ' جیسے ہائی کورٹ میں ' سپریم کورٹ میں ہر روز ہوتا ہے' اسی وقت announce کر دیتے ہیں فیصلہ بعد میں لکھا جاتا ہے ۔ فیصلہ بے شک ۳۰ دن کے اندر بعد میں لکھنے کی گنجائش رکھ لیں۔ لیکن فیصلہ کی announcement جو ہے وہ سر immediately ہونی چاہیئے یا کم از کم زیادہ سے زیادہ ۷ دن ان کو دیئے جائیں وگرنہ اس سے بہت سے شکوک و شبہات پیدا ہونگے اور نہ یہ ہوگا کہ ہر کیس میں جب بحث سنی پھر ۳۰ پھر ۱۰ دن کی تاریخ ڈالی ۔ پھر ۱۰ دن کی تاریخ ڈالی ' پھر ۱۰ دن کی تاریخ ڈالی ۔ ایک مہینہ ہرگز نہیں ہونا چاہیئے ۔ جو کہ اس بل کا ایک اصول ہے میں اس اصول کے خلاف ہوں کہ یہ ۳۰ دن دیئے جانے چاہئیں' ۷ دن دیئے جانے چاہئیں ۔ اس کے علاوہ جناب گزارش یہ ہے کہ اس پر ایک civil prison کو نکال کر پہلے provision یہ ہوتی تھی کہ اگر کوئی آدمی کسی کے خلاف کوئی ڈگری ہو اور وہ نہیں دیتا ہے تو وہ سول میں جاتا تھا ۔ اب civil prison میں ' سول کا لفظ نکال دیا ہے اور prison رکھ دیا ہے ۔ اب prison جناب کیا ہوگا ۔ prison کا مطلب ہم یہ سمجھیں ہیں کہ کیا prison میں وہ جائے گا تو اس سے مشقت لی جائے گی ۔ اس نے جناب offence تو کیا کوئی نہیں ۔ یہ جتنے بھی یہ سول لاء کے تحت ' civil prison میں جاتے تھے وہ offender نہیں تھے ۔ وہ criminals نہیں تھے ۔ اب وہ criminals بن جائیں اور اب وہ prison میں جائیں گے ' prison میں رکھیں جائیں گے ۔ civil prison میں نہیں ہوں

گے۔ میں جناب والا اس اصول کے حق میں نہیں ہوں کہ وہ جنہوں نے جرم نہیں کیا وہ بھی اب
بن کر اب جیل میں رہیں۔ اب اصل بات جناب والا یہ ہے کہ اس جوڈیشل سسٹم میں یا اس criminal
سول قانون میں، یا اس سول لاء میں ہونا تو یہ چاہیئے کہ اصل بات ہے عمل درآمد کی، قانون تو جناب پچھلا
بھی موجود ہے اور قانون وہ بھی صحیح ہے۔ یہ amendments جو ہیں جناب ان کا اثر جو ہو گا وہ ہو گا اس
کے عملدرآمد پر۔ اس پر عملدرآمد جناب والا، صحیح کرنا چاہیے اور جو حالات اور واقعات ہیں ان کو جناب والا بہتر
کرنا چاہیے۔ ہمیں جناب ججوں کی تعداد بڑھانی چاہیے، ہمیں یہ سوچنا نہیں چاہیے کہ ہمیں جج اپنی پسند اور
اپنی مرضی کے لانے چاہئیں اور judiciary کو اس طرح خراب نہیں کرنا چاہئیے، ہمیں یہ کوشش کرنی چاہیے
کہ اہل آدمی ہوں، ہمیں یہ کوشش کرنی چاہیے کہ لائق آدمی ہوں، ہمیں یہ کوشش کرنی چاہیے کہ میرٹ والے
آدمی ہوں۔ اگر وہ لوگ آئیں گے تو وہ یقیناً جناب والا آئندہ اس چیز کی اصلاح کریں گے۔ ہمیں یہ سوچنا
نہیں چاہیے کہ آج بھی دو جج ہیں سپریم کورٹ کے، جن کی پینشن پر ابھی تک حکومت نے فیصلے نہیں
کیے۔ اگر یہ اقدامات کریں گے تو پھر خواہ کتنی judiciary کی amendments لے آئیں ان سے آپ
خاطرخواہ نتیجہ برآمد نہیں کر سکتے۔ جسٹس نسیم حسن شاہ اور جسٹس شفیع الرحمان جیسے ججوں کی پینشنیں ابھی
تک رکی ہوئی۔ جناب یہ باتیں اگر ہوں گی تو اس سے انصاف پروان نہیں چڑھے گا، انصاف لوگوں کو نہیں
مل سکے گا، اگر لوگوں کو انصاف دینا ہے تو میں یہ عرض کروں گا کہ صحیح آدمی لائیے، صحیح لوگوں کو
judiciary میں لائیے اور صحیح ترمیمیں لائیے اور صحیح قانون لائیے۔ میں سمجھتا ہوں اس سے فوری انصاف بھی
ہو سکتا ہے، معیاری انصاف بھی مل سکتا ہے اور in principle جناب والا میں یہ عرض کروں گا کہ یہ بل جو
ہے اگرجاتا ہے تو بے شک جائے، اس کو consider اس طرح hardly اور جلدی سے پاس نہیں ہو
چاہیے۔ اس کو جناب والا کسی Select Committee کے بے شک سپرد فرمائیں یا اس پہ اور غور کریں۔ یہ اس
شکل میں اگر پاس ہو گیا تو اس سے عوام کی، لوگوں کی، سہولت اور بہتری نہیں ہو گی۔ thank you,
very much sir.

جناب قائم مقام چیئرمین۔ شکریہ جناب چودھری بھنڈر صاحب۔ کسی اور صاحب نے
آف I think Mr. Bilour, no cross talk please, thank you, very much شیخ صاحب
ہے۔ جی جناب شیخ صاحب۔

جناب آفتاب احمد شیخ۔ yes sir بنیادی بات یہ ہے کہ اس بل کا تعلق جو ہے۔ میں

Procedure Court کی بات کر رہا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ جناب جنرل سعید قادر صاحب on point of order

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) سعید قادر۔ جناب چیئرمین، لگتا ہے کہ یا تو پیچھے سے کچھ خرابی ہو گئی ہے یا حکومت نے کچھ کروایا ہے، ہمارا دم گھٹ رہا ہے، یہ fresh air نہیں آ رہی اس ہال میں there is no fresh air coming in the hall۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ وہ میں نے بات کی تھی جی، میں نے کل بھی بات کی اس سلسلے میں، پرسوں بھی کی اور آج بھی کی ہے۔ دراصل پانی کا پریشر نہیں بن رہا، پیچھے سے پانی کی سپلائی کم ہے اس لیے یہ پریشر نہیں بن رہا اور اس سسٹم میں کچھ نقص پڑ گیا ہے۔

I have inquired from the concerned authorities.

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) سعید قادر۔ حکومت کا تو کوئی منصوبہ نہیں ہے ہمارا گھگھوٹنے کا؟ اگر منصوبہ ہے تو بتا دیں۔

Malik Muhammad Qasim: He want them to get use to the conditions

جو باہر ہمارے لوگوں کی حالت ہے ان کو بھی پتہ چلے کہ کوئی تکلیف بھی ہوتی ہے۔

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) سعید قادر۔ airconditioning کی بات نہیں کر رہے، fresh air کی بات، جو باہر ہوا ہے اسی کی بات کر رہے ہیں۔ ہم اسی کی بات کر رہے ہیں کہ fresh air ہونی چاہئیے۔ fresh air کی بات کر رہے ہیں، کوئی airconditioning کی بات نہیں۔ آپ airconditioning کی بات کر رہے ہیں، میں fresh air کی بات کر رہا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ میں نے آپ سے عرض کر دیا۔ شفقت محمود صاحب no cross talk please، میں نے عرض کر دیا۔ غالباً pressure maintain نہیں ہو رہا اس لیے نہیں آ رہا، انشاء اللہ ٹھیک ہو جائے گا، کہہ دیا ہے ان کو دوبارہ۔ جی ارشاد۔

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) سعید قادر۔ میں airconditioning کی بات نہیں کر رہا، پانی کی ضرورت airconditioning کے لیے ہے، fresh air کے لیے تو پانی کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ کوئی ایسی technical بات ہے کہ fresh air پمپ نہیں ہو سکتی۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ تشریف رکھئے، تشریف رکھئے۔

حافظ حسین احمد۔ آپ اتنا pressure ڈال رہے ہیں کہ آپ کہہ رہے ہیں کہ pressure نہیں ہے۔ آپ کافی pressure ڈال رہے ہیں جی اقبال حیدر صاحب پہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین، pressure تو جی، ہاں۔ جناب آفتاب شیخ صاحب you carry on now

جناب آفتاب احمد شیخ۔ Sir, yes سول لاء amendment کا یہ جو قانون بنایا جا رہا ہے، یہ بل جو ہمارے سامنے رکھا گیا ہے اس میں دو acts ہیں ایک تو Provincial Small Causes Court Act, 80۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ بل کے اغراض و مقاصد پہ بات کیجئے۔

جناب آفتاب احمد شیخ۔ جی ہاں، میں عرض کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ جی جناب، causes پہ نہ کیجئے گا۔

جناب آفتاب احمد شیخ۔ میں بات تو کر رہا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ جی ارشاد۔

جناب آفتاب احمد شیخ۔ میں جانتا ہوں کہ مجھے کیا کہنا ہے؛ دوسرا قانون جو، جس پہ proposals ہیں، جو بنیادی اصول رکھے ہیں، جو تبدیلی حکومت چاہتی ہے، حکومت کے پیش نظر بھی یہی اصول ہے، یہی بات ہے کہ لوگوں کو سستا اور جلد انصاف فراہم ہو۔ اور اسی اصول کے پیش نظر یہ قوانین جو ہیں ان میں ترمیمات suggest کی گئی ہیں۔ بھنڈر صاحب نے بڑی تفصیل سے بات کی ہے۔ میں ان clauses کے بارے میں حکومت نےجو اصول وضع کئے ہیں ان پر تھوڑی سی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ سب سے پہلے clause 6 کا تعلق 'section 32 of the civil procedure code سے ہے۔ اس بارے میں حکومت نے جو proposal دیا ہے اس میں جو رقم رکھی ہے وہ ۵۰۰ روپے ہے۔ یہ penalty for default ہے '

The court may compel the attendance of any person to whom a summon has been issued under section 30 for that purpose and impose a fine not exceeding 500 Rupees.

ہمارا روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ لوگ عدالتی summons پہ حاضر نہیں ہوتے اور اس لیے بھی مقدمات طوالت پکڑتے ہیں، دیر لگتی ہے مقدمات کے حل ہونے میں۔ لہذا یہ رقم بہت چھوٹی رقم ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ

حکومت کی توجہ اس طرف دلاؤں کہ اس رقم کو تھوڑا سا بڑھایا جائے۔ میں نے propose کیا ہے کہ یہ رقم ۵۰۰ سے ۲۰۰۰ روپے کر دی جائے۔ اس کے بعد جناب Clause 7 ، میں بھی کچھ رقم کا تعین ہے۔ یہ ہے
'Section 35(a) Compensatory cost in respect of fault and all vicious claims or defences
ایک شخص ایک پارٹی کو عدالت میں مہینوں، سالوں گھسیٹتا ہے، آخر میں فیصلہ ہوا کہ صاحب اس آدمی کا claim غلط ہے۔ جس آدمی کو گھسیٹا گیا، جس نے وکیل کیا cost incur کی، وقت کا ضیاع کیا ، ہرطریقے سے اس نے اپنے time کو devote کیا اور ساتھ ساتھ اخراجات۔ اس میں جو رقم کا تعین کیا گیا ہے cost کا وہ صرف ۵۰۰۰ روپے ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس میں، اس معاملے میں ایک نظرثانی ہونی چاہئیے اور یہ رقم ۵۰۰۰ سے بڑھا کرکم از کم 25000 کرنی چاہئیے۔ ایسے جھوٹے، غلط مقدمات میں جن کو پھنسایا جائے، عدالتوں میں جن کو گھسیٹا جائے اس پہ ۵۰۰۰ کی رقم as penelty وہ کچھ بھی نہیں ہے۔ اقبال حیدر صاحب مجھ سے سے اس بات پر اتفاق کریں گے کہ عدالتوں میں دس، دس، بیس بیس سال لوگوں کے مقدمات چلتے ہیں اور آخر میں یہ طے ہوتا ہےکہ plaintiff کا claim غلط ہے یا جھوٹا ہے۔ ہٰذا اس پہ کوئی quarrel نہیں ہونی چاہئیے، کوئی dispute بھی نہیں ہونا چاہئیے اس بات پر کہ یہ رقم بڑھنی چاہیے اور ایک ایسی رقم ہونی چاہئیے کہ جس کا لوگوں کو ڈر ہو کہ بھئی مقدمہ اگر جھوٹا ثابت ہوا، تو مجھے اتنے پیسے بھرنے ہیں عدالت کے اندر۔ ۵۰۰۰ روپے سے کون ڈرے گا ؛ مجھے دو سال، تین سال گھسیٹ لیا court نے، مجھے برباد کیا، اس کے بعد ۵۰۰۰ روپے کا compensation بھر دیا۔ ہٰذا ایک میرا proposal تھا کہ اس رقم کو بڑھایا جائے۔ اس کے بعد جناب چیئرمین میں نے بالکل short, simple amendments suggest کی ہیں۔ yes I know, میں اصولی بات کر رہا ہوں کہ یہ جو اصول آپ کے سامنے وضع کیا گیا ہےکہ اتنی چھوٹی سی رقم penalty کے طور پر رکھی جائے اس سے غلط مقدمات نہیں رکیں گے ۔ غلط مقدمات، جھوٹے مقدمات تبھی رک سکتے ہیں جبکہ رقم ذرا ٹھیک ٹھاک ہو، یہ ایک اصول ہے۔ جب تک deterrance نہ ہو in terms of money اس کے بعد جناب Clause 11 ہے I am sorry, Clause 8 ' Clause 8 کی position بھی ایسی ہے جو۔ میں نے propose کیا ہے کہ وہ ایک ہزار سے increase کر کے پچیس ہزار کیا جائے یہ بھی ایک اصولی بات ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ نہ پالیسی سے affect ہوتی ہے حکومت کی بلکہ جو جھوٹے مقدمات ہیں-----

جناب قائم مقام چیئرمین۔ شیخ صاحب جس وقت ہم second reading کریں clause by clause گے تو میں سمجھتا ہوں، اِن کو اس وقت اگر آپ اٹھا دیں بحث کے لیئے تو بہتر رہے گا۔

جناب آفتاب احمد شیخ ۔ جناب میں اس کی تفصیل تیں تو نہیں جا رہا ہوں ۔ اس کی reading دے رہا ہوں ۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ آپ کلاز پر آ رہے ہیں ۔ ہر کلاز کی بات فرما رہے ہیں ۔ اس لیئے گزارش کرتا ہوں ۔چلیے please ۔

جناب آفتاب احمد شیخ ۔یہ اصول جس پر یہ amendments لا رہے ہیں۔ one by one کر کے میں یہ بتا دوں ۔ اس کےبعد ان کی تفصیلات' اس کی فلاسفی' اس کی پالیسی ظاہر ہے second reading میں تو آئے گی ۔ اس طرح جناب چیئر مین! کلاز II میں میرے دوست بھنڈر صاحب نے بات کی۔ اس میں 30 دن رکھے گئے۔ اب کلاز II بذات خود penal کلاز ہے ۔ میں اس بات پر توجہ دلانا چاہتا تھا کہ جہاں penal کلاز ہو اور خاص طور پر حکومت خود مسائل میں الجھتی ہے ۔

(اذان نماز ظہر)

جناب قائم مقام چیئرمین۔ کیا آپ اذان کے بعد بیٹھیں گے ؟ اگر آپ اذان کے بعد 15 منٹ بیٹھیں تو پھر شام کو 5 بجے بیٹھیں گے ۔ اگر ہاوس اجازت دے تو۔

سید اقبال حیدر۔ جی جی بالکل درست ہے ۔ 5 بجے تک ۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ گزارش یہ تھی کہ اگر آفتاب صاحب کی تقریر ہو جائے۔ اذان ہو رہی ہے پھر بات کرتے ہیں۔ گزارش یہ تھی کہ اقبال حیدر صاحب کاخیال تھا۔ دو بجے تک بیٹھ جائیں اور نماز بھی بعدمیں ہو جائے گی اور اس کو ہم بحث کے لیے move کرسکیں۔ ابھی اس کو جاری رکھیں 5 یا 10 منٹ اور ۔

حافظ حسین احمد ۔ اذان بھی نماز کے لیئے ہوتی ہے۔اس کامقصد یہ ہوتا ہے کہ اذان سننے کے بعد آپ وضو بنائیں۔سب آپ کی طرح باوضو تو نہیں ہیں۔ہم نےوضوبھی بنانا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ تو میرے خیال میں ہاوس جیسے کہے گا ویسے ہی کریں گے۔ آپ کا ارشاد بھی سر آنکھوں پر' یقینا آپ کی بات بھی ہے۔ 5 بجے انشاء اللہ ملیں گے اور ابھی

The House is adjourned to meet again at 5.O, clock today.

[The House resumed its sitting at 5.44 P.M. with Mr. Acting Chairman (Mir Abdul Jabbar) in the Chair]

Maj. Gen. (Retd.) Naseerullah Khan Babar: Sir, I have those lists, if your staff can distribute them. There was a total of 13 who met shahadat in the stampede and a total of 57 persons died while on Hajj. We have written their names, father's name and passport numbers and addresses.

جناب قائم مقام چیئرمین۔ یہ لسٹ تقسیم کر دیں۔

میجر جنرل (ریٹائرڈ) نصیر اللہ خان بابر۔ جی ہاں ۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ جی درست ہے۔ جنرل صاحب ! اس میں میں نے جو دیکھا ہے ۔

میجر جنرل (ریٹائرڈ) نصیر اللہ خان بابر۔جی ۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ آپ نے ملاحظہ فرمایا ہو گا ۔ اس میں کئی ایسے ہیں جو طبعی موت فوت ہوئے ہیں ۔

میجر جنرل (ریٹائرڈ) نصیر اللہ خان بابر۔ میں نے آپ سے عرض کیا ہے کہ تیرہ افراد stampede ہوئے ہیں ۔ باقی forty four جو ہیں وہ طبعی موت سے یعنی گرمی سے فوت ہوئے ۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔اس کے علاوہ ایک اطلاع میں نے ان سے لی ہے سترہ ایسی لاشیں پاکستانیوں کی موجود ہیں جو ابھی تک identify نہیں ہوئیں ۔

میجر جنرل (ریٹائرڈ) نصیر اللہ خان بابر۔ ہمیں جو اعداد و شمار ملے ہیں وہ یہ ہیں ۔ باقی جوں جوں آتے جائیں گے then you will be informed ۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔درست ہے جی ۔--- راجہ صاحب فاتحہ پڑھیئے جی ۔

(فاتحہ پڑھی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین۔ شکریہ جناب ۔ صبح جو فیصلہ ہوا تھا میں سمجھتا ہوں وہ یہی ہوا تھا کہ صبح کی sitting میں اجلاس ہوگا ۔ اور اگر شام کو چلایا جاتا ہے تو مہران بنک کو

لیا جائے گا۔

Syed Iqbal Haider: But after legislation.

جناب قائم مقام چیئرمین۔اور اگر مہران بنک کی بحث ختم ہوتی ہے تو پھر کراچی کا مسئلہ لیا جائے گا۔ اس وقت تو میں شاید یہی سمجھا تھا۔ غالباً یہی ---

سید اقبال حیدر۔جناب ایک نقطہ آپ بالکل miss کرگئے ہیں ۔ وہ آپ نہیں سمجھے ۔ اس میں emphasis تھا کہ first legislation ہو اس کے بعد دوسرے معاملات ۔ میں نے اس وقت بھی یہی کہا تھا ۔ جناب چیئرمین۔ میں آپ کی un-divided attention چاہوں گا ۔ میں نے اس وقت بھی یہی کہا تھا جس پر میرے معزز لیڈر آف اپوزیشن نے مجھے کہا کہ یہ میرا تصور ----میں نے یہ کہا تھا کہ مجھے ایسے لگتا ہے جناب چیئرمین---- میں نے ایک لفظ precise استعمال کیا تھا کہ مجھے ایسے لگتا ہے کہ حزب اختلاف کے رہنما چاہتے ہیں کہ صرف ایک بل پاس ہو جائے اور باقی بل نظرانداز کردیئے جائیں ۔ تو اس وقت مجھے یہ کہا گیا کہ نہیں اقبال حیدر آپ کا یہ تصور اور assessment غلط ہے۔ اب یہ ثابت ہو رہا ہے۔ اگر میرا وہ تصور غلط تھا کہ ایک بل سے زیادہ کوئی بل نہ لیا جائے۔

(مداخلت)

سید اقبال حیدر۔سر میری شکایات سن لیں ۔ میری عرض یہ ہے ۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔نہیں آپ کی شکایات نہیں ہیں ۔

سید اقبال حیدر۔ جمعرات کو یہ کہا گیا کہ لیجسلیشن نہ کیا جائے ۔ ۔کیوں نہ کیا جائے ؛ بھئی سندھ کے اوپر بحث مکمل کرلیں گے ۔ سندھ کے اوپر بحث ' میں نے اس وقت بھی کہا تھا مکمل نہیں ہو سکے گی ۔ اس سے پہلے بدھ کے روز بھی یہی ہوا ۔ میری گزارش یہ ہے آپ نے خود یہ فرمایا تھا کہ آخری تین دن ہم صرف لیجسلیشن کریں گے ۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔درست ہے ۔

سید اقبال حیدر ۔ کل ہمارے پاس ٹائم بھی تھا تعداد بھی تھی۔ آپ نے یہ بہتر سوچا کہ adjourn کردیا جائے۔ میری شکایت اپنی جگہ باقی ہے ۔ اس پر میں زیادہ زور نہیں دوں

گا ۔ لیکن یہ تھا کہ کل ہم ایک دو بل پاس کرسکتے تھے ۔ وہ بھی نہیں ہوا ۔ آج صبح میں نے یہی گزارش کی تھی کہ جناب اگر سارے دس بل پاس نہیں ہوسکتے ۔ تو دو تین بل تو پاس کرلیں ۔ اب جناب چیئرمین ایک دن رہ گیا ہے۔ اب آپ مجھے بتا دیں کہ ہم نے کہا تھا کہ ہم ہر معاملے پر بحث کرنے کے لئے تیار ہیں ۔ لیکن حزب اختلاف کا یہ کہنا کہ صرف ایک بل پاس ہو، اس کے اعلاوہ کوئی بل پاس ہی نہ ہو ۔ عملی طور پر تو یہی ظاہر ہو رہا ہے اگر آپ یہ نہیں چاہتے اور میں سرتسلیم خم کروں گا اگر میں غلط ہوں ۔ میرا یہ تصور اور impression غلط ہو تو مجھے بڑی خوشی ہوگی کہ اگر آپ میری حمایت کردیں کہ ہم دو تین بل ابھی پاس کر لیتے ہیں اس کے بعد ہم رات کے بارہ بجے تک بیٹھ کر۔ مہران بنک پر debate کر لیں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔جی راجہ صاحب۔

راجہ محمد ظفرالحق ۔ہاؤس کے اس طرف بھی لوگ موجود ہیں جو غلط بیانی نہیں کرتے۔ اور میرا یہ impression اس وقت بھی موجود ہے ۔ کہ جو لوگ ادھر بیٹھے ہوئے ہیں صبح کے وقت بھی موجود تھے۔ وہ یہ بتا سکتے ہیں کہ کیا فیصلہ ہوا تھا؟۔ میں ان ہی پر چھوڑتا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔میں یہ خود کہنے والا تھا۔ کہ ہمارے پانچ وزراء صاحبان تشریف فرما ہیں۔ ممکن ہے اقبال حیدر صاحب نے اس طرح سمجھا ہو۔ ورنہ ایسی بات نہیں تھی۔میں جناب جنرل صاحب سے گذارش کروں گا کہ آپ ارشاد فرمائیں۔

Maj. Gen. (Retd.) Naseerullah Khan Babar: I was not a party. It was between the Leader of the House and the Leader of the Opposition. The only thing I was told, was that Mehran Bank would be in the evening and I have brought the details to brief the House. Now, only one more issue. If you want a formal briefing and you want viewgraph etc, and if you permit me I can bring the staff, I can bring the viewgraph to show the charts etc. As you wish. I have everything prepared. I have no problem.

Raja Muhammad Zafarul Haq: You have increased your respect

in our hearts.

Maj. Gen (Retd.)Naseerullah Khan Babar: Very kind of you to say so but the only fact that I thought that period then he could use for legislature work and I would set up the view graph and start to brief you.

جناب قائم مقام چیئرمین۔ جناب ملک صاحب مسئلہ یہ درپیش ہے ۔ آج آپ نے راجہ صاحب نے اور وزیر قانون صاحب نے جو فیصلہ آپس میں کیا اور پانچ منٹ house adjourn کیا گیا تھا اور اس کے بعد جب دوبارہ بیٹھے تو آپ نے اور راجہ صاحب نے یہ فیصلہ کیا اور یہاں سنایا ہاؤس کو کہ اس وقت تو قانون سازی ہم کریں گے اور ایک بل پاس بھی کردیا دوسرا زیر بحث تھا ۔ کہ adjourn ہوگیا ۔ کہا یہ گیا کہ شام کی sitting میں ہم مہران بنک کو زیر بحث لائیں گے ۔اور اگر وقت بچ گیا تو اس کے بعد کراچی کی صورت حال کو لیا جائے گا۔ یہ اس وقت فیصلہ ہوا تھا اب اقبال حیدر صاحب فرماتے ہیں کہ نہیں۔ قانون سازی چلے گی۔ آپ جو فرماتے ہیں میں ویسے ہی کروں گا۔ (مداخلت)

Malik Muhammad Qasim: You have put me in a very dangerous position.Legislation is extremely important.

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب قائم مقام چیئرمین۔ دیکھیں یہ تمام گفتگو ہاؤس کی پراپرٹی ہے ۔ ہر جملہ ہاؤس کی پراپرٹی ہے ۔

Malik Muhammad Qasim: Sir, I know my friend, my colleague is saying something else and I am saying someting else.

(تالیاں اور ڈیسک بجائے گئے)

جناب قائم مقام چیئرمین۔ آپ سب تشریف رکھیں کتنی اچھی باتیں ہو رہی ہیں۔ تحل سے سنیں۔ یہ بھی ایک روایت ہے اس کو ہم نے قائم رکھنا ہے۔جی ملک صاحب ۔

ملک محمد قاسم۔ اگر ہم غلطی پر ہوں گے ۔سیدھی سی بات ہے یہ بالکل درست ہے کہ

وزیر قانون صاحب کا یہ خیال بالکل درست ہے کہ یہ قانون سازی نہیں کرنے دیتے ۔لیکن وہ اپنی جگہ لیکن میں نے بھی کہا تھا کہ ایسا نہ کرو ۔ میں نے صبح بھی کہا تھا کہ Legislation is extremely important. لیکن صبح فیصلہ یہ ہوا تھا کہ اس وقت تو مہران بینک پر بحث ہوگی اور کل یہ ہمارے ساتھ تعاون کریں گے اور قانون سازی میں ہمارا پورا ساتھ دیں گے اور آج مہران بینک پر بحث کی جائے گی خواہ وہ رات کے بارہ بجے ختم ہو اور جب قانون سازی ختم ہو جائے گی تو پھر Sindh issue کے اوپر بات ہوگی اور اس کو بھی ختم کرنا ہوگا اور یہ بھی فیصلہ ہوا تھا کہ کورم point out نہیں کیا جائے گا ۔ لیکن جناب وزیر قانون صاحب بھی بالکل درست فرماتے ہیں انہوں نے قانون سازی کرانی ہے یہ کرنے نہیں دیتے ۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ میں ملک صاحب کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے عرض کروں گا اگر دونوں اطراف میری اس بات کو تسلیم فرمائیں کہ کل اگر ہم وقفہ سوالات کو ختم کر دیں اور اس کی جگہ قانون سازی کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ وزیر قانون صاحب کی بات بھی رہ جائے گی ۔ یہ بہتر رہے گا ۔

ملک محمد قاسم ۔اور میں حافظ صاحب سے پھر کہتا ہوں کہ پہلے ان کو consult کریں گے کہ وقفہ سوالات ختم کر دیا جائے

حافظ حسین احمد۔جناب جو بھی عقد ہمارے بغیر ہوگا اس کا یہی حشر ہوگا۔

ملک محمد قاسم۔حافظ صاحب کی برکت کی ہمیں بہت ضرورت ہے ۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔میں آپ سب کا مشکور ہوں اور مجھے یقیناً تکلیف ہوتی ہے جب اقبال حیدر صاحب ارشاد فرماتے ہیں کہ ہماری قانون سازی نہیں ہو رہی ۔

ملک محمد قاسم۔ راجہ صاحب از راہ کرم مان جائیں کہ کل ہم وقفہ سوالات defer کر دیں۔

راجہ محمد ظفر الحق۔ میں اپنے ساتھیوں سے مشورہ کرکے بتاؤں گا ۔

ملک محمد قاسم۔ میں نے بھی تو اپنے ساتھیوں سے مشورہ نہیں کیا۔ میرا ساتھی کچھ اور کہہ رہا تھا میں نے کچھ اور کہہ دیا تو کم از کم میری خاطر ہی آپ مان جائیں۔

راجہ محمد ظفر الحق ۔ میں نے پہلے شروع میں ہی کہا تھا کہ ہمیں خوشی ہے کہ کچھ ایسے لوگ موجود ہیں جن کا ضمیر ابھی زندہ ہے ۔

ملک محمد قاسم۔ ان کا ضمیر مجھ سے بہتر ہے ۔ یہ سوال نہیں ہے ۔ He may have misunderstood.

راجہ محمد ظفر الحق ۔یہ شروع کریں اس دوران میںconsult کر لیتا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ میری حزب اقتدار اور حزب اختلاف دونوں سے گزارش ہے کہ میں نے جو تجویز پیش کی ہے اس پر آپ ذرا غور کریں اور اب ہم مہران بینک کی بحث پر آتے ہیں۔

ملک محمد قاسم۔میری گزارش صرف یہ ہے کہ راجہ صاحب ابھی consult کرلیں۔

راجہ محمد ظفر الحق۔ آپ مہران بینک پر بحث شروع کریں۔ میں ابھی consult کر لیتا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔میں راجہ صاحب کے توسط سے تمام دوستوں سے عرض کروں گا کہ میں نے ابھی جو گزارش کی ہے مہربانی فرما کر تسلیم کرلیں اور دوستوں سےمشورہ تو ہوتا ہی رہے گا کل اگر وقفہ سوالات defer فرما دیں تو بہتر رہے گا۔ میری بات کو تھوڑا سا وزن دیجئیے گا۔

راجہ محمد ظفر الحق ۔ اسی سیشن کے دوران ہی میں آپ سےگزارش کر دوں گا جو آپ نے حکم فرمایا ہے اس کے مطابق ہی کرلیں گے۔لیکن مشورہ اچھاہوتا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ ٹھیک ہے اب ہم مہران بینک پر بحث شروع کرتے ہیں ۔

Syed Iqbal Haider: Naseerullah Babar Sahib will present the motion to discuss the issue of Mehran Bank scam. The motion to discuss the Mehran Bank scam has not been formerly moved and for that we will have to

relax the Rules, it is not on the Order of the Day. My first motion is that under Rule 236 of The Rules of Business of the Senate, this House may relax rule 2(2) to bring into discussion the Mehran Bank scam. This is my first motion under Rule 236 that the rules be relaxed to enable it to bring it on the Order of the Day.

Mr. Acting Chairman: I put the same motion as moved by Syed Iqbal Haider before the House. The motion moved is :

That Rule 2(2) be relaxed under Rule 236 to discuss the Mehran Bank scam.

(The motion was carried)

Mr. Acting Chairman: The motion is carried.

Syed Iqbal Haider: Sir, I move that this House may discuss the scandles relating to the Mehran Bank Limited and the statements made by its officer Mr. Younas Habib.

چوہدری شجاعت حسین۔ جناب میرا اور الیاس بلور کا موشن pending ۔ پڑا ہے ہمیں بھی اجازت دی جائے کیونکہ ہم نے سب سے پہلے اس کی استدعا کی تھی ۔ اس کی statement کا مسئلہ نہیں ہے ۔ مسئلہ صرف اس کو discuss کرنا ہے ۔ لیکن یہ اس طرح نہیں کر سکتے کہ term of reference پہلے بتا دیں کہ اس کے اندر صرف ممبران بات کر سکتے ہیں۔

Maj. Gen. (Retd.) Naseerullah Khan Babar: Sir, let me explain them the facts of the case because a large number of the members may not even know the total facts of the case. After that, I think, it would be a more fruitful discussion when they have the facts and then they can discuss or they can ask questions.

جناب منظور احمد گچکی۔ جناب والا۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس سلسلے میں ہم نے پہلے بھی رول ۱۹۴ کے تحت بنکنگ میں جو" بینکی پھینکی" ہوئی ہے اس کے بارے میں

موشن دیا ہوا ہے اور وہ اسی حوالے سے ہے چونکہ مہران بنک کا معاملہ آ چکا تھا اور یہ نیشنل اسمبلی میں discuss ہو چکا تھا۔ اس لئے ہم نے کہا چونکہ یہ adjournment motion نہیں بنتا ہے اس لئے ہم نے اس کو ۱۹۴ کے تحت move کیا اور اس کو generalize کیا ۔ یہ already نیشنل اسمبلی میں discuss ہو چکا ہے اس لئے جب یہ discuss ہو چکا ہے تو یہ موشن گورنمنٹ کی طرف سے آیا ہے تو وہ ایک الگ موشن بنتا ہے ۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ وہ تو ہو گیا ہے جی۔ move ہو چکا ہے، سب کچھ ہو چکا ہے جی۔ جناب جنرل صاحب۔

DISCUSSION; RE: THE MEHRAN BANK SCANDLE AND THE STATEMENTS MADE BY ITS OFFICER MR. YOUNAS HABIB

Maj. Gen. (Retd.) Naseerullah Khan Babar: Now, I will first give you the brief fact that the case FIR No. 114 of 94 concerning embezzlement and misappropriation by Mr. Younas Habib of Mehran Bank was registered on 24th of March, 1994 against Younas Habib, Chief Operating Officer of Mehran Bank Ltd., on the complaint of State Bank of Pakistan for committing misappropriation in the sale proceeds of Dollar Bearer Certificates (DBCs) to the tune of US Dollars 36.7 million. Mr. Younas Habib was arrested on 24th of March and remained in FIA's custody till 7th of April, 1994. The investigation of the case revealed that Mr. Younas Habib has misappropriated approximately 210 crores through several fake accounts, family- related accounts by undertaking a complex nature of transactions and before this even in Habib Bank he had as many as 140 fake accounts and had misappropriated a total of 3,556.694 million from that bank.

Now the total amount that he has generated through the bank and then

misappropriated is :

through DBC proceeds	=	110 crores
Funds management		50 crores
Export refinance that is at a low mark up	=	47 crores
DFIs repayment guarantees	=	25 crores
Total :	=	232 crores
Funds used for bank's normal operations	=	22 crores
Funds misappropriated	=	210 crores

Now, tracing back the history what happened was that the man was charged .

Mr. Acting Chairman: General Sahib, one minute please.

میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ جو جو ممبر حضرات بولنا چاہیں وہ اپنا نام یہاں سیکریٹری صاحب کے پاس لکھواتے جائیں۔ Yes Gen. Sahib please carry on.

Maj. Gen. (Retd) Naseerullah Khan Babar: O.K. He joined as a Clerk in 1963 in Habib Bank. In 1990, he was made the Senior Executive Vice-President and Provincial Chief of Sindh. In 1990, he was arrested in connection with the case relating to sanctioning of loan of Rs. 30 crores for Duty Free Shop and that was also against Asif Zardari but later on they were acquitted by the court. In 1991, he was suspended for adopting unethical banking practices and ultimately was retired from Habib Bank. In November, 1991 with the help of Jam Sadiq Ali, the then Chief Minister of Sindh, he obttained permission to establish Mehran Bank by forming a group of reputed businessmen as sponsors of Mehran Bank. Mr. Yunas Habib became its Chief Operating Officer, now the interesting part is that first he was supposed to be dismissed. That dismissal was converted

into retirement and that enabled him to then launch this bank. Now when this bank was being launched, the normal practice is that the Chief Executive of a bank is appointed by the State Bank. Now to overcome that difficulty they coined a new phrase and he was termed as the Chief Operating Officer and the Chief Executive so appointed by the State Bank was made subordinate to him. So this is all that happened at the governmental level.

Now, how did he misappropriate Rs. 210 crore? Mr. Yunas Habib opened about 29 false bank accounts and the list is attached. One can get this, if he so desires, which were operated under his direct instructions and control. From time to time, Mr. Yunas Habib managed the bank to sanction various accounts or financial facilities' limits to these accounts. Major part of the misappropriated amount has been carried through these accounts. The following *modus operandi* were adopted by Yunas Habib to raise funds for sanctioning of the financial limits as well as unauthorized credit to accounts of companies under his control. Sanction of running finance to his companies is Rs. 93 crore. A total sum of Rs. 93 crore has been utilized by his companies against insufficient or defective securities, including equitable mortgage of properties and hypothecation of stock. Funds obtained from DFIs against payment guarantees is 28.7 crore. A total sum of Rs. 28.7 crore was obtained by the bank from the NDFC, NIT and Saudi Pak Investment Bank against repayment financial securities' issued by Mehran Bank Ltd., by accepting defective and insufficient securities. Funds obtained unauthorizedly from NIT 7.2 crores. Mr. Yunas Habib unauthorizedly obtained Rs. 7.2 crore from NIT against repayment, financial guarantees using the accounts of four reputable companies. The funds were then fraudulently credited to his companies account through complex transactions. Misuse of

export re-finance scheme of the State Bank of Pakistan of Rs. 47 crore. Mr. Younas Habib, in order to raise liquidity and that too at a concessional rate of mark up, misused export refinance limited available at State Bank of Pakistan. The procedure adopted after obtaining the funds from State Bank of Pakistan in connivance with the Banks export clients in access of their requirements. These funds were later placed and deposits to improve banks liquidity and in some cases through complex transactions these funds were credited in his companies account.

Funds raised to management schemes, an other fifty crores. A total of fifty crores were generated from various customers both from private companies as well as public sectors such as Khyber Bank, PSO, ISI, Inspector General Frontier Corps NWFP. The Bank is self investing funds in readily realisable assests yielding better returns had placed the entire amount to intermediate assests investment bank to credit of the companies belonging to Mr. Younas Habib thus creating a facility of rupees fifty crores reducing the liabilities in the companies under his control. Providing credit to borrowers Younas Habib controlled companies in this manner tantamount to reducing their liabilities to within the bank limit. It may be mentioned here that under this scheme the funds are received from the customers under specific mandate. The scrutiny of the record reveals that six clients have not given any specific mandate. In fact these clients have been issued terms deposit receipt totally to 22.60 crores which are still holding where as in banks records the TDR has been reversed and placed an FMS as per instructions of, so there was total unethical transaction. Issuance of dollar bearer certificates 36.7 million or a hundred and ten crores. As per authorisation of the State Bank of Pakistan all the scheduled banks are

empowered to sell DBC against receipt of dollars. The banks are required to deposit sale proceed with the State Bank of Pakistan within the maximum period of 72 hours of the sale. The delay subjected to charge of penalty, the record of Mehran Bank revealed that the bank as a practice most of the time did not deposit these proceeds within the stipulated period of time and thus use that money to recharge his own means. By resorting to this practice Mehran Bank generated liquidity on revolving bases. This entire exercise clearly shows malafide intention on the part of Mr. Younas Habib, as the funds so generated were mainly utilized to reduce the obligations of his companies or to increase advances in his companies accounts apart from meeting other force commitment. Irregularities to the inter branch account, head office account, the investigation, of the case further reveals that Mr. Younas Habib used to draw funds in cash on several occasions from Lahore, Rawalpindi, Peshawar Branches in the name of the state companies having account at Karachi branch of Mehran Bank through a complex method of inter branch transfers. By this way he kept an entery summing up into millions of rupees and handing that is in suspense account and later were responding by debiting his various banks accounts. He therefore, not only avoided payments of mark up fraudulently for the period these enteries remained in suspense but at the same time also conceded the level of bank advance for avoiding heavy fines from the State Bank of Pakistan. In fact, the credit of very large amount were raised to their companies account without following proper credit procedure. Now the Directors, raising of share capital of thirty crores. In November, 1991 when Mehran Bank was under floatation process Mr. Younas Habib arranged the entire sponsor portion of capital i.e. thirty crores through a loan from Faisal Islamic Bank against co-lateral security

for equitable mortgage of his property and against pledge of sponsor share of the proposed bank. Since the sponsor share of capital was raised against his security as such Mr. Habib was the hundred percent owner of the share. Sale of sponsor share of Mr. Younas Habib, out of book payment of rupees 10.4 crore, as per Mr. Younas Habib after resigning from the Board of Director the sponsor Director pressurised them to by back their share at a price of rupees sixty per share by taking undue advantage through placing higher value of their share. Now the share price of rupees ten, when they floated the company, was floated at twenty. When the Director decided to quit , they asked him to pay back to them at rupees sixty so he bought the share, the bank paid, but at sixty rupees per share. This fact was further strengthened when Mr. Younas Habib submitted the list of "banamy" pay order issued by Mehran Bank totaling rupees 10.4 crores clear to Habib Bank Limited AG, Zurich Karachi Branch through the account of Habib Cooperative Credit Society. According to Mr. Younas Habib these payments pertains to share price in access of book value of shares and supposedly were shared by the following sponsors Now these were the important businessmen that he co-opted with himself to form the bank: Nasim A. Sattar Rs.6 crores. Latif Ibrahim Jamal Rs.2.2 crore. Shakoor Khatri Rs.1.0 crore. Noor Muhammad Hashim Rs.1.2 crore, a total of Rs.10.4 crore, raising of subordinate loan of Rs.18 crore. Before putting the embargo on Mehran Bank the State Bank of Pakistan decided that the Board of Directors whose deposit is a sum of Rs. 8 crore in the bank's account with State Bank of Pakistan as guarantee , so, in case it could not proceed with the business and became bankrupt the share holders could be paid. In December, 1993, the State Bank of Pakistan further required that the new Directors put another Rs. 10 crore as subordinate

loan. According to Younus Habib, the funds of Rs. 18 crore have been provided by him out of, of course, a misappropriated amount. Details of Directors' liabilities Rs. 59 crore. The total fund based facility around Rs. 26 crore and non-fund bases of 33 crores, totaling 59 crores have been allowed to MBL Board of Directors beside one borrowing company to Mr. Kaloodi, the bank Directors in enjoying a total facility of Rs. 37 crores which is abount 50% of the Bank's total paid up capital. From the enquiry it has become known that Bank's almost entire sponsors part of capital has been placed into the hands of the Bank's Directors.

Now, another development occured that about 10 days ago I was suddenly rung up, one morning by the Prresident of Habib Bank and informed that Mr. Kaloodi was taking away the store that had been pledged with the Bank. So, immediately reckoning to that, we put the FIA and the Police on it in Karachi and we have been able to recover stores of Rs.60 crore or at least a capital of Rs. 60 crore for Habib Bank in the last one week.

Following recoveries have been made by the FIA from the accused Younus Habib. Shares, that were 75,000 worth Rs.12.55 crore, this we recovered from his Bank account. Three vehicles that is Rs 0.45 crore, a total of Rs.13 crore. Assets identified during investigation, shares 395,300 worth another Rs.8 crore are lying with the stock brokers another 30 lac worth of Rs. 6 crore are lying with Faisal Islamic Bank. An amount of Rs.11 crore receivable from Sheikh Atta, the owner of Kohat Cement, on account of payment made by Mr. Younus Habib for acquiring shares of Kohat Cement. A group of 4 ex-sponsor Directors, who unauthorisedly took away an amount of Rs.10 crore, have agreed to re-payment which I mention to you that the share was at Rs. 10 but they sold the share back to the bank at Rs. 60. Thus, Rs.10 crore was over and above the amount they

have decided to pay back to the Government. A pledged immovable property worth Rs.80 crore. Now this is the property we have initially got around but now in the last week or ten days, we have identified further properties in Islamabad and Murree area which is, I think, worth another Rs. 30 or Rs.40 crore or more. So, summary of expected recoveries is, through Younus Habib, Rs.93 crore i.e. property, shares and things, through sponsors Directors Rs. 10 crores, adjustment of Directors' subordinated loan Rs.18 crore, that is Rs.121 crore. Now the favours that he advanced to the people, General Aslam Baig Rs.14 crore, Jam Sadiq Ali Rs.7 crore and Rs.15 crore at the time when the bank was to be established and to get the bank established he had paid late Jam Sadiq Ali Rs.15 crore. Yousaf Advocate Rs.5 crore, and to MQM Rs.2 crore. Now, these are the lists and here I will give you the detail of the political or so-called political favours that had been carried out. So, the first was Rs.15 crore to Jam Sadiq Ali for the opening of the Bank. After that was 140 million to Mirza Aslam Baig which is going to be the subject of enquiry about another Rs.70 million to Mr. Jam Sadiq Ali, the then Chief Minister, Mr.Altaf Hussain Rs.20 million, Mr. Yousuf Memon Advocate, Rs.50 million which was then come as part of the advance made to Mr.Javed Hashmi and that record is entirely with us and it was shown to him, I do not think he really denied it. Jam Sadiq Ali again in 1992 Rs. 150 million, Liaquat Jatoi in 1993 Rs.1.0 million, Chief Minister Sindh i.e. Muzaffar Hussain Shah through the then Chief Secretary Imtiaz Sheikh in 1993 Rs. 12 millionMr.Afaq, MQM in 1993 Rs.5.0 million, Chief Minister Muzaffar Hussain Shah through Imtiaz Sheikh again Rs.1.0 million, Ajmal Khan the FATA MNA and the formal Federal Minister Rs.1.4 million with which he has bought a factory in Miran Shah, Mr.Nawaz Sharif, Ex-Prime Minister, Rs.3.5 million at one

time another Rs.2.5 million at other time. Jam Mashooq Rs.0.5 million, Doost Muhammad Faizi Rs.1.0 million, he is the only one who contested and he said that the company owed him this money. Jam Haider, you may say what you like, the Commission will come up and bring out the facts. I have the record but I do not want to bring on the record at the moment. I have complete written documentary evidance or otherwise I will not be committing myself in the House over here. Jam Mashooq Rs.3.0 million.

Now, this is the political pay off to Mr. Javed Hashmi. On 11th of November, 1990 through UBL Multan Rs.2.5 million. On 15th of December, 1990 UBL Multan Rs.1.0 million. UBL Multan on the 20th December, 1990 through Rahat Malik Rs.1.0 million. On 27th of March, 1991 through UBL Islamabad Rahat Malik recieved the money and then paid it Rs.1.0 million. UBL Islamabad on 9th April, 1991 Mr. Rahat Malik Rs.2.0 million. UBL Islamabad on 12th of April, 1991 Rs.0.3 million. TT from HBL Ichhra Lahore on MCB account that is 10th of February, 1991, Khurshid S.Shah, Rs.2.5 million. Bank Draft from UBL Adamjee Nagar, Karachi on the 23rd of February, 1991 at UBL Multan, Mukhtar Hashmi received the amount Rs.2.0 million. Bank Draft from Faisal Islamic Bank Karachi on the 27th of April, 1991 to HBL Multan in favour of Javed Hashmi Rs.1.4 million. A total of Rs.12.8 million according to the statement of Mr. Rahat Malik the amount drawn by him was handed over to Mr. Javed Hashmi which I mentioned all the time because they were partners. Rs.14.9 million was paid by Mr. Yameen in presence of Mr. Yousuf Memon on October 1990 in cash to Mr. Javed Hashmi in Room No.1 of MNA Hostel Islamabad for which all proof isavailable. When we are going through the records we found loans; one was in case of Choudhry Sugar Mill which was Rs.5.0 crores and the other one was in

the case of Phalia Sugar Mill which was Rs. 1.2 crores, but the only point to notice there was that they had failed to pay the markup and they have been served certain notices. It was a deal for the two sugar mills, but at a point of timewhen the Bank was completely becoming bankrupt. So these are the facts. Now they may contest them, but when the Commission comes up, I shall come up with complete documentary evidence of each transaction that has taken place.

جناب قائم مقام چیئرمین۔ میں یہاں آپ سے گزارش کروں گا کہ مقرر حضرات کی list کافی بڑی ہے ، میں چاہوں گا کہ اس پر وقت کی قدغن لگائی جائے تو بہتر رہے گا۔ وقت مقرر کیا جائے، ہر Speaker اس وقت کے اندر بولے ورنہ شاید ہم اس چیز کو اپنے قابو میں نہ رکھ سکیں گے۔ میں آپ سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا وقت مقرر کیا جائے؟

Under the rules only ten minutes are given. Let us start with this thing and we will see how much we could go for that. I would now request Mr.Sirtaj Aziz to speak.

Mr. Sartaj Aziz: Mr. Chairman, I would begin with the statement that the Interior Minister has just made and draw attention to some facts that he did not reveal. He made, in fact, the same statement in the National Assembly, and two days later on 21st of April, "The News" carried a long story "Babar failed to report in the National Assembly on Mehran Gate". I wish the Minister had taken note of at least that story, talked about the fact which have been pointed out, summarised the facts which according to that story should have been revealed and enough revealed in the statement. I would not read the whole story but refer to the main issues that have been pointed out. Although the retired General, known for his honesty and frankness, style to sound as a specialist on Younas Habib Case, failed miserably to inform the legislators on

thecrucially important Younas Habib, Abdullah Kaloodi connections, background interviews, who the well informed banking sources have now disclosed that is actually Habib, Kaloodi which took allegedly at least five hundred crores from Habib Bank Ltd. and Mehran Bank Ltd. and apparently one fourth of that money in regular and periodic payment has been given to some of the best known peoplein national politics, the bureaucracy and the army. The continuing investigation by this correspondent into this case has revealed Abdullah Kaloodi , the more trusted, confidant, the then right hand man of Younas Habib who has caused a loss of no less than 125 crores to Habib Bank Ltd., 11 crores to Mehran Bank Ltd.and another 27 crore to the same Bank for the letter of credit opened. When he goes on to say for mysterious reasons, the Habib Bank Ltd. does not seem to be interested in the return of this 125 crores overdraft and similarly, Mehran Bank Ltd., now being run in the tight control, has also not moved any case against himfor the return of 38 crores and the most reliable sources said that both HBL and MBL had been told not to initiate any proceeding against Abdullah Kaloodi. At the same time the FIA has decided not to become a complainant against him ignoring past example when the FIA itself became the complainant in the case of monitary corruption at the official level. So, the first point is the investigations have disclosed Kaloodi and Habib had been sharing their fortune, then the secrets of making billions of rupees through the banking channel since last two decades but they were most active between 88 and 90 when Younas Habib was running the HBL affairs as a Sindh Chief. It was also revealed that Younas Habib's activities including his connections with Kaloodi were in full knowledge of the then President of HBL Safdar Abbas Zaidi who currently enjoys, the status of Federal Minister as the Chief of the Pakistan

Investment Board. More than one Executive of the Bank has told Safdar Zaidi that HBL had advanced more than three hundred crores to Abdullah Kaloodi's Company and the HBL may end up loosing that money said informed insiders suspecting that Zaidi was hand in glove with Younas in all his activities. So, thesecond question is, the connection to Safdar Zaidi. More than one HBL Executives confirmed that Younas Habib's decision to please the former Gen. Aslam Beg through an unprecedented donation worth Rs. 14 crores to the Military Intelligence Directorate was fully known to the HBL President Safdar Abbas Zaidi who not only allowed the State Bank of Pakistan but also concealed that crucial information from the then Prime Minister Benazir Bhutto and the Finance Minister Mr. Ehsan-ul-Haq Piracha. The Interior Minister Babar now hascomplete details about Safdar Zaidi, that holds the 14 crores contribution which the PPP Leaders now suspect, were used to destabalize their government in 1990. Gen (Retd) Babar, however is not inclined to speak in public about Zaidi's role in the whole episode.

Third, the Interior Minister also failed to inform the House about the circumstances which forced the Pakistan State Oil to deposit Rs. 5 crores with Mehran Bank while it was at the brink to collapse, a few weeks ago. It is understood that the Minister was fully briefed about the Saifullah Brothers connections with Younas Habib and the meeting which took place between Aftab Ahmed Sherpao, Anwar Saifullah and Salim Saifullah and Younas Habib on March 19, in Islamabad. The Interior Minister is also in possession of the written agreement which was filed after that important meeting.

Then, the next point says that the Minister also failed to inform the House about the role played in the whole MBL affairs by the man named Hamid

Asghar Kidwai, the MBL Executive Director in Peshawar. Kidwai, it is learnt was the main person who introduced Younas Habib to the NWFP politicians and he was the condute for the generosity which Habib extended to the NWFP politicians and he ran up to the elections for Senate seat and attempted to over throw the Sabir Shah Government through a vote of no confidence. It is understood that FIA has also been directed not to question Kidwai as he continues to work as the MBL Executive in Peshawar.

Sixth, Gen. (Retd.) Naseerullah Khan Babar also failed to answer what forced the ISI Directorate to deposit foreign currency assets with MBL right at the time when the Bank was facing a major liquidity problem.

Seventh, he also failed to inform the National Assembly although he hasfull knowledge of the circumstances which led the government to provide very lucrative relief package for Mehran Bank that led to unprecedented decision by the State Bank of Pakistan to return 22.90, twenty three crore almost from the penalty money which the Mehran Bank Limited paid to the State Bank. (Eight), he also did not mention the name of the individuals who stopped the Karachi Municipal Corporation Administrator, Faisal Saood from drawing KMC Rupees seventy five crores from the HBL early last month. The KMC which is the largest Metropolitan body in the country is currently facing bankruptcy as both the Sindh Chief Minister and the heavily guarded Local Bodies Minister prevented the KMC Administrator from withdrawing their money from the Mehran Bank Limited. In addition to the raised point, the Interior Minister just made inaccurate statement before the House when he read out statement from a copy of that report. It will refer to page 7, he said that with the help of Jam Sadiq Ali, he managed to obtain permission for establishing Mehran Bank. The

permission for establishing Mehran Bank was never given to Mr. Yunus Habib. In fact the State Bank refused to appoint him as the Chief Executive as he said. Mr Yunus became Chief Operating Officer when his name was not approved as Chief Executive by the State Bank of Pakistan. Saying the enough, Board of Directors delegated him extraordinary powers of attorney, making the State Bankapprove Cheif Executive as his subordinate officer and he referred to the Federal Government giving that permission which is factually not correct. Mehran Bank was given sub- sponsor who mentioned was failed, respectably transferred but the ..... and that Bank was recommended by the State Bank Committee which was appointed for this purpose and it was approved without the approval of Yunas Habib as the Chief Executive even when his suspension or dismissal was converted to removal, it was not approved, that he became a de-jure Chief Operating Officer by getting power of attorney from the Directors, and his name was never used by the Cenral Bank. The other information, when he was dealing with the polital loans and all the other information was again very interesting and the story which appeared in the Newspaper was complete and a lot has appeared on this particular subject everywhere. In addition to the story there, there is a clear statement that there are some diskettes, computer diskettes which contain complete details of the account. The Minister read out a few of them but he did not read many important part of the same information which was published in ' News ' dated 16 April, a thorough cassette computer record shows that he extended extraordinary favour to very well known politicians and bureaucrats and charges have been made that Younus Habib in his capacity as an extremely influential Zonal Chief siphoned a sum of rupees five billion. Younus computer diskettes shows that much of that missing money

was used to back up people at high places but only a nation wide probe by the honest official could verify ....

He claimed to have contributed Rupees fifty million for the PPP's election fund and to have paid one hundred and ten million to at least well known NWFP politicians in recent months . Younus also claimed that he extended very soft terms to different parties and he also revealed how he secured an account of fifty million from Pakistan State Oil using his contact with Anwar Saifullah Khan , the Minister for Petroleum. The PSO deposited this money only a few weeks before the State Bank intervened in desparate to save the collapse of Mehran Bank. It was DC's report last week that Yunus Habib had deposited 140 million in account menioned by the then COAS General Aslam Baig. It was initially thought that the money went to Baig's organization ' Friends ' but in a brief statement to the Press issued an year ago the former COAS disclosed that the donation actually went into an account run by a Secret Agency. So four of these important persons which involve his own party were not mentioned. Mr. Chairman, I think the Mehran Gate Issue has become a test case for this nation and if those who have robbed this national wealth succeed in their cover up efforts, all the attempts we might made in developing a healthy and just economic system will collapse and if these kinds of corruption and irregularities will continue the entire future of our banking sectors will get jeopardized. So we have come to a very important juncture when this thing is being used, projected from a political plateform. To conceal a part of the information and to project thatinformation which will damage the other side: this is very difficult for the nation to see what is the real truth. So, therefore, the most important steps which I thinkthe government must take without any further delay, is to appoint a high

power Judicial Commission to go into all the facts to hold inquiry and from our side we offer full cooperation from all the colleagues on this side of the political spectrumwith this inquiry. Our only submission is that the Cheif Justice of Pakistan should be asked to name this Judicial Commission as was done earlier in the case of Cooperatives, one judge of the Supreme Court, two judges of the High Court and I hope that the Minsiter will give an assurance on the floor of this House that such a Commission will be set up within the next few days and it will be given a time limit of one month or six weeks to complete this inquiry and submit its report to both the Houses of Parliament for any further action that maybe required. As I said earlier in view of the time limit the total material that is available on the subject is enormous and one could .... I only took the opportunity of ten minutes to point out some of the omissions in the speech which the Interior Minister made and I hope that they will submit a more balanced account.

جناب قائم مقام چیئرمین ۔ شکریہ ۔ You want to speak on personal explanation, it is clear. You kindly note down... آپ آخر میں جب بولیں گے بتا دیجئے گا۔اس وقت تو میرے پاس جو لسٹ ہے اس کے مطابق حافظ حسین احمد صاحب کا نام ہے۔ حافظ صاحب ' اس کے بعد ہے منظور گچکی صاحب' چوہدری شجاعت حسین صاحب' یوں آگے چلتا ہے ۔

حافظ حسین احمد ۔بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین صاحب ۔ آج بہرحال ایک بار پھر ایوان بالا میں کچھ حقائق سامنے آئے ہیں ۔ اور جناب چیئرمین صاحب میں سمجھتا ہوں کہ مسئلے کو صرف بحث و تمحیص تک محدود نہ رکھا جائے ۔ بلکہ ہم اس جذبے سے اس پر بات کریں کہ اس کی مکمل تحقیقات کی جائے اور جو بھی مجرمین ہیں ان کو قرار واقعی سزا ملے ۔ چاہے وہ حکومت میں ہوں ' چاہے وہ اپوزیشن میں ہوں ' چاہے وہ ایوان بالا کے اراکین ہوں ' چاہے ایوان زیریں کے ۔ جناب چیئرمین صاحب سب سے جو سنگین بات سامنے آئی ہے ۔ وہ کثیر رقومات ہیں

جنہیں یونس حبیب صاحب نے بڑی فراخ دلی سے تقسیم کیا ۔ اب معلوم نہیں کہ کیا کچھ وہ پڑھتے رہے ۔ کیا کچھ انہوں نے چھوڑا ۔ یہ تو اس طرف والے بتائیں گے اس طرف والوں نے تو کچھ بتا دیا ۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس میں اہم بات وہ یہ ہے کہ جناب اسلم بیگ صاحب ۔ جو اس وقت پاک افواج کے سربراہ تھے ۔ ان کو بھی ۱۴ کروڑ روپیہ یہاں سے دیا گیا ۔ اور وہ ۱۴ کروڑ روپیہ بقول جناب اسلم بیگ صاحب کے ۔ ملک کے عام انتخابات میں صرف کیا گیا ۔ میری ناقص معلومات میں یہ ہے کہ جناب اسلم بیگ صاحب بھی ایکشن نہیں لڑے اور نہ آرمی نہ ISI الیکشن لڑتی رہی۔ ہم یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ آخر ISI نے یہ پیسے کس کو جتوانے کے لئے ۔ اور کس کو ہرانے کے لئے استعمال کیے۔ جو لوگ جمہوریت کے چمپین بنتے ہیں ۔جو عام انتخابات کی بات کرتے ہیں۔ جو برملا یہ بات کہتے ہیں کہ فلاں طبقے کو عوام نے مسترد کر دیا۔ جو یہ بات کرتے ہیں کہ جناب ہم اتنے ووٹ لے کر آئے ہیں۔ آج وہ قوم کو بتائیں کہ کیا انہوں نے عوام سے ووٹ لئے ہیں یا انہوں نے انتخابات میں اس قسم کے پیسوں کے ذریعے ووٹ کمائے ہیں۔ جناب چیئرمین صاحب یہ وہ اسلم بیگ صاحب ہیں جنہیں تمغہ جمہوریت بھی دیا گیا۔ یہ وہ اسلم بیگ صاحب ہیں جو اب بھی حکومت میں آنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ لیکن جناب چیئرمین صاحب میں واضح طور پر یہ گزارش کروں گا اپنے دوستوں سے کہ وہ آج فیصلہ کریں کہ کیا یہ خفیہ ایجنسیاں ملک کی سیاست میں اپنا رول ادا کرتی رہیں گی؟ کیا خفیہ ایجنسیاں جو ہیں وہ ہمیں لڑاتی رہیں گی؟ کیا خفیاں ایجنسیاں ہمارے انتخابات کو اپنے من مانے اور منصوبے کے تحت تشکیل دیتی رہیں گی۔ میں اس ہاؤس میں واضح طور پر اور حلفیہ بیان دینا چاہتا ہوں۔ کہ ۱۹۹۰ کے انتخابات کے وقت کوئٹہ میں آئی ایس آئی کے ہیڈ کوارٹر سے مجھے ٹیلی فون کیا گیا ۔ وہاں میجر اورکزئی صاحب ہیں وہ وہاں بروری روڈ پر مدرسے میں میرے گھر پر تشریف لائے۔ اور ان کے جو وہاں کے کمانڈر تھے وہ بھی تشریف لے کر آئے ۔ اور انہوں نے اس بیٹھک میں بیٹھ کر جہاں جے یو آئی کے مرکزی نائب صدر بھی اس وقت موجود تھے ۔ وہ بھی اس کی گواہی دیں گے۔ انہوں نے یہ بات ہم سے کہی کہ حافظ صاحب آپ یہ بات بتائیں کہ آپ اگر ایکشن میں کامیاب ہو گئے تو آپ کی پارٹی کس کو سپورٹ کرے گی۔ میں نے کہا کہ جناب آپ کون ہیں ۔ انہوں نے اپنا تعاوف کرایا۔ میجر اورکزئی صاحب۔ میر صاحب شاید آپ بھی ان کا نام جانتے ہوں گے۔ جو آئی ایس آئی کوئٹہ میں تھے۔ تو میں نے کہا کہ آپ کو یہ حق کس نے دیا ہے۔ کہ آپ انتخابات سے پہلے جبکہ دو دن پہلے میں

نے papers for nomination فائل کئے ہیں اور آپ میرے گھر میں آ کر یہ بات کہتے ہیں ۔ انہوں نے کہا کہ جناب ہم یہ چاہتے ہیں کہ آپ محترم نواز شریف صاحب کو وزیر اعظم کیلئے ابھی سے نامزد کریں اور جمعیت العلمائے اسلام اور جے یو آئی کا ووٹ ان کے حق میں چلا جائے۔ جناب چیئرمین صاحب میں نے ایک سیاسی ورکر کی حیثیت سے انہیں کہا کہ آپ مہربانی کریں آپ یہاں سے تشریف لے جائیں ۔ آپ کو یہ حق کس نے دیا ہے کہ آپ ایک سیاسی کارکن کے گھر میں آ کر انتخابات سے بیس پچیس دن پہلے سودا بازی کرتے ہیں۔ جناب چیئرمین صاحب اس کے بعد کیا ہوا ۔ آپ بھی کوئٹہ میں رہتے ہیں۔ میں یہ ثابت کروں گا کہ دو امیدوار وں این اے ۱۹۷ کے دو امیدواروں کو آئی ایس آئی کے ہیڈ کوارٹر میں بلایا گیا اور دو سیاسی جماعتوں کا patch up کرایا گیا ۔ اور تیسری ایک سیاسی جماعت کو بھی اس میں شامل کیا گیا ۔ اس کے ثبوت دینے کیلئے میں تیار ہوں۔ جناب چیئرمین صاحب میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت ہم نے یہ فیصلہ کرنا ہوگا کہ آیا ہم ازخود سیاست کرتے ہیں ۔ ہماری سیاست کا فیصلہ ہماری سیاست کا رخ ہماری سیاسی جماعتیں طے کرتی ہیں یا ہماری سیاست کا رخ کوئی اور ایجنسی طے کرتی ہے۔ میں گزارش کروں گا' یہ ایک حقیقت ہے کہ اگر اس دور میں سیاسی جماعتیں تو اپنا پیسہ یا اپنی جد و جہد اس لیے کرتی ہیں کہ ان کا امیدوار جیت جائے ۔ لیکن اسلم بیگ کے چودہ کروڑ روپے اس لیے خرچ ہوئے کہ بعض امیدواروں کو ہرایا جائے۔ اور یہ ایک حقیقت ہے کہ اس دور میں جب قومی اسمبلی میں ہم تھے تو وہاں سی او پی متحدہ اپوزیشن بنائی گئی تھی۔ اور جو پلان تھا ۱۹۹۰ میں اس میں یہ طے کیا گیا تھا کہ متحدہ اپوزیشن کو بنانے والوں کو اس اسمبلی سے باہر رکھا جائے گا۔ جناب چیئرمین صاحب ہم یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ اس میں سب ہیں اسلم بیگ صاحب ہیں جام صادق صاحب ہیں نواز شریف صاحب ہیں ۔ آصف زرداری صاحب ہیں۔ یہاں پر قاضی حسین احمد صاحب کیوں نہیں ہیں' چھوٹی جماعتیں کیوں نہیں ہیں۔ اے این پی کیوں نہیں ہے۔ بیگ صاحب سے پوچھیں ۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ آج یہ واضح ہو چکا ہے کہ الیکشن میں جو دھاندلی کی جاتی ہے ۔ الیکشن کو جس طرح جیتنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اور پھر یہ لوگ برملا یہ کہتے ہیں کہ جناب مذہبی جماعتیں ہار گئیں ۔ مذہبی جماعتیں ہاری نہیں ہیں بلکہ اگر آج بھی ان ایجنسیز کو الگ رکھ کر انتخابات کرائے جائیں تو شائد ہمارے بہت سے ساتھیوں کو آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہو جائے گا۔جناب چیرمین صاحب ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس کو کون واضح کرے گا ۔ انصاف کون فراہم کرے گا ۔ ہم

کمیٹیوں کی بات نہیں کرتے۔ میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ یہاں تقریباً تمام جماعتوں کے سربراہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ آخر ایوان بالا کس مرض کا دوا ہے۔ آپ کو چاہیئے کہ آپ فوری طور پر ایک کمیٹی تشکیل دیں جس میں بابر صاحب ہوں، جس میں راجہ صاحب ہوں، جس میں اجمل خٹک صاحب ہوں، جس میں اشتیاق اظہر صاحب ہوں، جس میں قاضی حسین احمد ہو اور خدا کے لئے حلف لے کر انہیں کہہ دیجئے کہ جس کیس کا آپ فیصلہ کریں اور جو مجرمین ہیں ان کو واضح طور پر قرار واقعی سزا دی جائے۔ جناب چئرمین صاحب ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اگر ہم نے آج بھی تساہل سے کام لیا اور ہم نے یہ کوشش کی کہ جناب اس معاملے کو دبایا جائے تو یقین جانئے کہ تاریخ کبھی بھی ہمیں معاف نہیں کرے گی۔ آپ کہتے ہیں جنرل صاحب، میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ انہیں بابر صاحب کہیں خدارا جنرل صاحب نہ کہیں۔ جس طرح ہم آپ کو ڈی آئی جی صاحب نہیں کہہ سکتے۔ انہیں بھی آپ نہ کہیں۔ خدا کے لئے جنریلوں کو اس ایوان سے نکال دیں۔ جب تک پاکستان کی سیاست میں یہ ایجنسیز رہیں گی، یہ جرنیلوں کے ہاتھ رہیں گے، چاہے ریٹائرڈ جرنیل ہوں۔ لیکن ہم سمجھتے ہیں یہ منتخب نمائندے ہیں۔

Mr. Acting Chairman: Order in the House.

(مداخلت)

حافظ حسین احمد۔ جی ہاں وہ سول مارشل لاء کے نہیں تھے۔ دوسرے مارشل لا کے کچھ دن رہے۔ میں گزارش کروں گا جناب چئرمین صاحب کہ یہ جو مہران بینک تھا، یہ جن پہ بھی مہربان رہا ہے ان کے بارے میں ایوان آج یہ فیصلہ کرے کہ صرف ان پر بحث نہیں کی جائے گی بلکہ یہ فیصلہ کرے کہ جتنے بھی لوگ ہیں چاہے وہ کتنا بھی بڑا آدمی ہو، چاہے آپ ہوں، چاہے کوئی اور ہو، ان کے متعلق اس ایوان کی کمیٹی بنا دیں۔ جو پارٹی کے سربراہ ہیں ان کی سربراہی میں کمیٹی بنا دی جائے اور انہیں ایک وقت دیا جائے کہ ہفتہ دس دن کے اندر فیصلہ کریں ورنہ پھر یہ ہے کہ اسے ڈھونگ نہ بنایا جائے اور اس پر بحث کر کے بحث برائے بحث سے اجتناب کیا جائے۔ میں آپ کا مشکور ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ اب میں فلور دیتا ہوں منظور گچکی صاحب کو۔

جناب منظور احمد گچکی۔ شکریہ جناب چئرمین صاحب۔ جناب والا یہ بینکنگ انسٹیٹیوشنز

میں کافی وقت سے " ہینکی پھینکی" چل رہی ہے ۔ میرے خیال میں اب کچھ ہمارا دھیان اس طرف گیا ہے اور اب ہم سمجھتے ہیں کہ اس ملک کو جس طریقے سے لوٹا گیا ہے اور جس طریقے سے اس ملک کی اکانومی کو دیوالیہ کی حد تک لے گئے ہیں تو آج یہ لوگوں کی سمجھ میں آ رہا ہے۔ جناب چیئرمین شائد یہ مسئلہ اتنا آگے نہ بڑھتا۔ یہ بھی کوڑے کرکٹ کے نیچے ہوتا ۔ لیکن چونکہ جنرل اسلم بیگ نے اپنی statement میں یہ اعتراف کر لیا ہے اور جس طرح کہ پریس نے اس کو اجاگر کیا ہے کہ Baig has opened an other pindorabox اور سوال یہ پیدا ہوتا ہے جناب والا کہ یہ پنڈورا بکس جو ہے بنیادی طور پر اس دن شروع ہوا جس دن ڈینیشنلائیزیشن کا عمل شروع ہو گیا تھا۔ یہ جو پرائیویٹائیزیشن اور ڈینیشنلائیزیشن کے سلسلے میں بنکوں کو بھی پرائیویٹائیز کیا گیا اور میرے خیال میں اس معزز ایوان میں میرے بہت سے دوستوں کو یاد ہو گا کہ جب منشا کو مسلم کمرشل بینک تحفے کے طور پر دیا گیا تو ایک ہی دن میں کروڑوں روپے بغیر کسی colateral کے ، بغیر کسی ذمہ داری کے انہیں دیاگیا۔ اب سوال یہاں یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ہمارے دوستوں میں کوئی یہاں پر ایسا معزز رکن ہے کہ وہ تیس ہزار روپے جمع کرے اور ایک ہی دن کے اندر تیس کروڑ اس بنک سے لے ۔ یقیناً یہ ایک deal تھا اور میں واضح طور پر اس کا الزام بھی لگاتا ہوں۔ It was a kickback کہ جو ان کو دیا گیا کہ جنہوں نے بنک انلوگوں کے حوالے کیا۔ رہا یہ کہ اسلم بیگ نے اس بات کو expose کیا ۔ مسئلہ یہاں یہ نہیں ہے کہ ایک ایسے ادارے کے ذمہ دارشخص کو یہ حق کس نے دیا؛ حکومت نے دیا؛ یا حکومت کے دوسرے ادارے جسے فوج کہتے ہیں اس نے دیا؛ کہ privately فنڈ جمع کرے اورفنڈ جمع کرکے اس فنڈ کو political purpose کے لئے استعمال کیا جائے ۔ جناب چیئرمین۔ میں دو تین الفاظ میں ایک چیز کو ثابت کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ جب محترمہ بےنظیر کے خلاف ہم Vote of no confidence میں گئے ۔ آپ یقین کریں کہ ہم majority میں تھے ۔ اس وقت یہ کامیاب ہو رہا تھا ۔ لیکن چونکہ نواز شریف نہیں آ سکتے تھے اس لئے تین چار آدمیوں کو نکال دیا گیا اور پھر دوبارہ اس کو اس طریقے سے manage کرکے پورا اب جو سلسلہ آپ کے سامنے آرہا ہے یہ بالکل سمجھ میں آتا ہے ۔ کہ یہ بالکل ایک planned چیز تھی کہ کس طریقے سے ان لوگوں کو برسراقتدار لایا جائے۔ آپ یہ لسٹ اٹھا کردیکھیں جو ابھی ، اگر جنرل صاحب کہوں تو حافظ صاحب ناراض ہوں گے ۔ بابر صاحب نے جو لسٹ یہاں پر ہاؤس میں پیش کی ۔ اس کو اٹھا کر

دیکھیں اس میں وہ تمام لوگ ہیں جو کسی نہ کسی حوالے سے سابقہ regime کے ساتھ وابستہ رہے ہیں۔ کیا اس ملک کی تقدیر یہی ہے کہ ایک مخصوص قسم کا ٹولہ ایجنسیوں کی مدد سے ہمیشہ اس ملک میں برسر اقتدار رہے ؟ کسی نہ کسی رنگ میں ؟ جناب والا ! کیا اس ملک کو وجود میں اس لئے لایا گیا تھا کہ اس ملک کی دولت کو لوٹا جائے؟ اس کے حق حکمرانی کو غصب کیا جائے ؟ تو جناب والا ! میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بڑی سازش کوئی اور ہو ہی نہیں سکتی ۔ آپ دیکھیے کہ مستقل تین سال لوگ کہتے رہے کہ جی الیکشن میں rigging ہوئی ہے سب کہتے تھے کہ نہیں جی الیکشن میں کہاں rigging ہوئی ہے۔ یہ تو اتنے popular لوگ ہیں کہ بس ان کی ایک آواز پر کروڑوں اور لاکھوں عوام نے انہیں ووٹ دیا ۔ یہ تو وقت نے ثابت کر دیا کہ rigging کیسے ہوئی ہے ۔ جناب والا ! میں سمجھتا ہوں کہ چودہ ' پندرہ کروڑ روپے کوئی چیز نہیں ہے۔ یہ تو ایک Tip دیا گیا ہے ۔ کہ صرف تھوڑی سی جھلک ہے ۔ لوگوں کو یہ بتایا گیا ہے کہ دیکھیں اگر ہم کریں تو اس طریقے سے کرسکتے ہیں۔ میں دعوے کے ساتھ کہتا ہوں کہ اس ملک میں ان الیکشنوں میں جتنے فنڈ ان لوگوں نے جمہوری قوتوں کو جنہوں نے زندگی بھر جمہوریت کے لئے جدوجہد کی ہے' اقتدار میں آنے سے روکنے کے لئے استعمال کئے ہیں ۔ میں کہتا ہوں تاریخ میں اس سے زیادہ کبھی نہیں ہوا ہو گا۔ یہ تو الگ بات ہے کہ دنیا میں rigging کا سلسلہ خصوصاً پاکستان میں 64/65 ء سے شروع ہوا محترمہ فاطمہ جناح کے الیکشن میں ۔لیکن اس کے بعد جو climax پر پہنچا جناب چیئرمین وہ ۹۰ کا الیکشن ہے۔ جو اس ملک کے سیاسی تاریخ کے منہ پر سب سے بڑا کالک ہے۔ اور اس کالک کو ملنے والے لوگ اسے کہاں کہاں سے لیتے تھے اور کہاں کہاں استعمال کرتے تھے۔ میں کہتا ہوں کہ جن لوگوں نے الیکشن فنڈز کے لئے ان اداروں سے مدد حاصل کی ہے انہیں ڈوب مرنا چاہیئے۔ انہیں سیاست کرنا تو درکنار سیاست کا نام بھی نہیں لینا چاہئیے۔ بہت سے لوگوں نے قرضے لئے ہیں اور کئی بنکوں سے لوگ قرضہ لیتے ہیں ۔ میں نہیں کہتا کہ ایک industrialist جو ہے اس کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ قرضہ لے۔ چاہے وہ اس ہاؤس کا ممبر ہو یا اس ہاؤس کا۔ لیکن جناب والا اتنی جلدی میں اچانک لوگوں کو قرضہ دیا جاتا ہے ۔ آپ مجھے بتائیے ہمارے اس یتیم صوبے کے کافی لوگ یہاں بیٹھے ہوئے ہیں ان سے ایک ایک کرکے پوچھتا ہوں کہ دو دو سال چار چار سال دس دس سال درخواستیں دیتے ہیں پانچ لاکھ روپیہ ADBP اور IDBP ہمیں نہیں دیتا' ان کو کون سے

سرخاب کے پر لگے ہوئے ہیں ۔ اس لئے کہ یہ استعمال ہوتے ہیں اس لئے کہ یہ اس ملک کے جمہوری اداروں کو تباہ کرنے میں سب سے ہراول دستے کی حیثیت سے آگے بڑھتے ہیں ۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح کہ بابر صاحب نے کہا ہے کہ کمیشن جو ہے وہ فارم کی جاچکی ہے اور مجھے بڑا فخر ہے اس آدمی پر کہ وہ شخص میرے ہی صوبے کا ہے اور اس کا ریکارڈ میرے خیال میں دراب پٹیل صاحب سے بڑھ کر کوئی آدمی اس کمیشن کے لئے مناسب نہیں تھا۔ اور انہوں نے جو appoint کیا ہے میں سمجھتا ہوں بہت اچھا ہوا ہے میں ان کو مبارکباد دیتا ہوں اور میں یہ یقین رکھتا ہوں کہ ان لوگوں کو جنہیں بڑا درد ہے قوم کا اور عوام کا جو عید بھی اپنے گھروں میں نہیں گزارتے ہیں اور دیہاتوں میں جاتے ہیں اور مٹھائیاں منہ میں دیتے ہوئے بڑا درد ہوتا ہے ان کو بلکہ سب کو expose کرنا چاہئیے ان لوگوں کو کہ کون اس ملک کے لئے محبت رکھتا ہے اور کون اس ملک کے عوام کے ساتھ فراڈ کرتا ہے ۔ اس لئے جناب والا میں سمجھتا ہوں کہ یہ کمیشن کی رپورٹ آنے کے بعد صورت حال واضح طور پر لوگوں کے سامنے آ جائے گی اور جلد سے جلد اس کو آنا چاہئیے ۔ اس لئے کہ اس میں بہت سے لوگ اس حمام میں ننگے نظر آئیں گے۔ شکریہ جناب۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ شکریہ جی۔ جناب چوہدری شجاعت حسین صاحب۔

چوہدری شجاعت حسین۔ جناب والا میری تقریر کے دو پہلو ہوں گے پہلے تو میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا ۔ کہ اس ملک کی تاریخ میں دو تین جو سکینڈل آئے ہیں ان میں سب سے پہلے ۸۸ میں ایک تاج کمپنی کا سکینڈل آیا تھا اس وقت پیپلزپارٹی کی حکومت تھی ۔ میں تفصیل میں نہیں جانا چاہتا نہ ہی میں الزام تراشی کے اوپر جانا چاہتا ہوں ورنہ الزام تراشی کی بات کی جائے تو یہ ساری اخباریں سارے رسالے بھرے ہوئے ہیں۔ ہم بھی بہت سی باتیں کرسکتے ہیں لیکن اس کا کسی نہ کسی وقت میں یہ کہوں گا کہ حل ضرور ہونا چاہئیے۔ تاج کمپنی کا اسکینڈل آج تک چل رہا ہے کوئی انکوائری نہیں ہوئی وہاں پر اور آج تک یہ پتہ نہیں چل سکا کہ کون لوگ اس کے ذمہ دار ہیں جنہوں نے یہ کیا اور ان کا کیا بنا آج تک۔ اس کے بعد جناب ہمارے دور حکومت میں ایک کوآپریٹو کا اسکینڈل آیا ۔ اخبارات رسائل میں یہ public issue بنا ۔ اس وقت کے وزیراعظم نوازشریف نے یہ فیصلہ کیا کہ ہمیں ایک جوڈیشل کمیشن بنانا چاہئیے اور جوڈیشل کمیشن بھی ایسا کہ سپریم کورٹ کو کہا گیا کہ آپ ایک جج کو دیں جو serving Judge ہو اور ہائی کورٹ

کے چیف جسٹس کو کہا گیا کہ آپ دو جج دیں جو serving Judge ہوں اور ان کا ایک پینل بنا اور انہوں نے ایک مہینہ تک لاہور میں بیٹھ کر پوری proceedings کی وہاں پر میرے معزز دوست اعتزاز احسن صاحب ہمارے خلاف پیش ہوتے رہے۔ سلمان تاثیر پیش ہوتے رہے ملک حاکمین پیش ہوتے رہے۔ انہوں نے affidavit دے کر اور کئی avidences لانے کی کوشش کی لیکن ایک مہینے کی proceedings کے بعد Loan Commission نے جو رپورٹ دی سات سو صفحے کی اگر آپ وہ ملاحظہ فرمائیں تو انہوں نے اس رپورٹ کے اندر صاف طور پر لکھا' نوازشریف کا بھی نام لے کر لکھا اور میرا نام لے کر لکھا کہ ان کا اس کی تباہی سے کوئی تعلق نہیں یہ لوگ اس کی تباہی کے ذمہ دار نہیں ہیں ۔ اس کے بعد جناب میں نے جب اس کے بعد دوبارہ جب ہاؤس کا اجلاس شروع ہوا تو میں نے کہا کہ یہ چیز سامنے آنی چاہیئے آخر میں یہ کہوں گا کہ ملک قاسم صاحب اور نصیر اللہ خان صاحب کی مہربانی کہ ان دونوں نے یہ دیکھا کہ اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں تو انہوں نے اقبال حیدر صاحب کو کہا کہ کھڑے ہو کر بیان دو تو ٹیلیویژن کے اوپر اقبال حیدر صاحب کا بیان آیا ' اس بیان کی تفصیلات میرے پاس ہیں جو میں آپ کو پیش کر سکتا ہوں ' جس میں انہوں نے میرا نام لے کر' چوہدری پرویز الٰہی کا نام لے کر اور میرے بچوں کا نام لے کر صاف طریقے سے کہا کہ اس میں یہ defaulter نہیں ہیں ۔ ۵ جنوری کو ٹیلی ویژن کے انگریزی کے خبرنامے میں ' اردو کے خبرنامے میں اور ملک کے تمام اخبارات میں ان کا بیان آیا جو ساری دنیا نے سنا' دیکھا اور پڑھا۔

جہاں تک مہران بینک کا تعلق ہے میں اس میں کہوں گا کہ اگر الزامات کی فہرست نکالنی شروع کریں تو بہت سے لوگوں کے نام آئیں گے ۔ لیکن میں ان تفصیلات میں نہیں جانا چاہتا کیونکہ اخبارات میں صدر صاحب کا بھی نام آ رہا ہے ' وزیر اعظم کا بھی نام آ رہا ہے ' وزراء کے نام بھی آ رہے ہیں ۔ اپوزیشن لیڈر کا نام بھی آ رہا ہے ۔ اپوزیشن کے لیڈروں کے نام بھی آ رہے ہیں ۔ چیف منسٹروں کے بھی نام آ رہے ہیں ۔ تمام لوگوں کے نام آ رہے ہیں تو اس لئے یہ لازم ہے کہ یہ ایک ایسا موقع میسر آیا ہے کہ اگر اس وقت صحیح طریقے سے یہ کیس سامنے آ جائے تو انشاء اللہ تعالےٰ آپ دیکھیں گے کہ اس ملک کی سیاست ہمیشہ ہمیشہ کے لئے پاک ہو جائے گی ۔ جناب والا ! عام طور پر عوام میں یہ تاثر دیا جا رہا ہے کہ چونکہ اس میں فوج والے ملوث ہیں اس لئے فوج والے اس کی enquiry نہیں ہونے دیتے۔ میں یہ کہوں گا کہ فوج والے

جانے ، آئی ایس آئی جانے یا جنرل بیگ جانے ، یہ ان کے اوپر چھوڑیں ۔ اپنی بات کریں ۔ ہماری بات کریں ، جو ہم نے پیسے کھائے ہیں ، جو انہوں نے پیسے کھائے ہیں یا جس نے بھی پیسے کھائے ہیں ۔ اس کی بات کریں یہ فوج والی بات کرکے اس بات کو ختم کرنے کی کوشش نہ کی جائے اور ان تمام معاملات کو فوج کے اوپر چھوڑ دیا جائے کہ وہ آئی ایس آئی کا کیا کرتے ہیں ، جنرل بیگ کا کیا کرتے ہیں ، وہ وہ جانے یا فوج جانے۔

جناب والا! اگر کمیشن بن گیا تو اسی طرح کا کمیشن بنے جہاں پر ہمیں بھی اجازت ہو کہ ہم بھی پیش ہو سکیں کیونکہ وہ کمیشن جو میاں نواز شریف نے سپریم کورٹ جج کی سربراہی میں بنایا تھا وہاں پر اس وقت کے لوگوں کو ، اس وقت کے ممبران اسمبلی کو ، اس وقت کے سینیٹرز کو اجازت تھی کہ وہ پیش ہوں اور اپنا موقف بیان کریں ۔ اس لئے اسی طرح کا کمیشن بننا چاہیئے جہاں پر ہم بھی پیش ہوسکیں ، ہم بھی جاسکیں ۔

(مداخلت)

چوہدری شجاعت حسین۔ یہ ریکارڈ کی بات ہے ۔اگر میں نے غلط بات کی ہے تو صحیح تحریک استحقاق پیش کریں ۔ یہ ریکارڈ کی بات ہے ۔ انہوں نے سارے لوگوں کو سنا۔ کل اعتزاز احسن صاحب آئیں گے ان سے پوچھ لیں ان کو اس کمیشن نے سنا تھا یا نہیں سنا تھا۔ بات صاف ہو جائے گی ۔ بحث کرنے کی بات نہیں ہے ۔ جناب جہاں تک جنرل بابر صاحب نے میرا نام لے کر قرضے کا ذکر کیا کیونکہ پھالیہ شوگر مل کا ایک کروڑ روپے کا قرضہ ہے ۔ بہت لمبی تفصیل ہے جو میرے پاس موجود ہے اس ایوان میں بیٹھے ہوئے لوگوں نے جو قرضے لئے ہیں ۔ جناب ، قرضہ لینااور اس طرح یہ پیسے لینا اس میں کسی نہ کسی طریقے سے فرق کرنا پڑے گا ۔ ہماری شوگر مل نے ایک کروڑ روپیہ loan لیا ۔ پچاس کروڑ روپے کے loan میں سے اگر ایک کروڑ روپییہ کسی ایک بینک نے دیا اور جنرل صاحب کو پتہ ہے کہ وہ loan regular ہے اور اس وقت اس کی آخری قسط بھی ادا ہو چکی ہے اور آئندہ کی قسط چار پانچ ماہ بعد ادا کی جائے گی ۔ جناب انہوں نے ایک کروڑ کی بات کی ہے اگر میں نام لینا شروع کروں، خالد کھرل صاحب بیٹھے ہوئے ہیں ٢٠ کروڑ روپیہ انہوں نے دینا ہے ۔ سیف اللہ صاحب نے ٢٠ کروڑ سے زیادہ دینا ہے ۔ لغاریوں نے ٥٠ کروڑ سے زیادہ دینا ہے ۔ احمد مختار نے ایک ارب سے زیادہ دینا ہے ۔ تو اس طرح کی فہرستیں اگر وہ نکالنی شروع کریں گے توہمارے پاس بھی فہرستیں ہیں ۔

Mr. Khalid Ahmad Khan Kharal: On a point of personal explanation. Sir I will make a statement here on the floor of the House. And I will challenge Ch. Shujaat Hussain, that if I have taken any loan, even one Rupee from the Mehran Bank, I will resign my seat, otherwise he should resign, or withdraw his word.

چوہدری شجاعت حسین۔مہران بینک کی تو میں نے بات ہی نہیں کی ۔

Mr. Khalid Ahmad Khan Kharal: Sir, if I have taken one Rupee loan from the Mehran Bank, I challenge him that he should resign or I will resign.

چوہدری شجاعت حسین۔ بات کا بتنگڑ بنانے کی کوشش وزیر صاحب کر رہے ہیں۔ میں نے بینکوں کے قرضوں کی بات کی ہے میں نے بنکوں کے loans کا کہا ہے کہ اگر بنکوں کے loans کی بات کریں گے تو پھر بنکوں کے loans میں سارے آئیں گے ۔ اگر وہ اس سے انکار کرتے ہیں کہ انھوں نے اپنے ٹیکسٹائل مل کیلئے ۲۰ کروڑ سے زیادہ نہیں لیا تو پھر اور چیز ہے ۔

جناب خالد احمد خان کھرل۔ اس بات کو میں پھر چیلنج کروں گا کہ جناب والا اگر میں نے ذاتی طور پر ۳۰ کروڑ روپیہ کسی بنکنگ سسٹم کے تحت قرض لیا ہوا ہے ۔

If I have taken loans amounting to 30 crores of rupees from the Pakistani banking system I shall resign my seat here or Chaudhry Shujaat Hussain should resign. I challenge you.

چوہدری شجاعت حسین۔ یہ بتا دیں کہ فیصل آباد میں جو انھوں نے ٹیکسٹائل مل لگائی ہوئی ہے اس کے اوپر کتنا loan لیا ہوا ہے چلو بات ختم ہو جاتی ہے ۔

Mr. Khalid Ahmad Khan Kharal: Sir, the House is being misled by Chaudhry Shujaat Hussain when he makes a statement

انھوں نے ٹیکسٹائل مل فیصل آباد میں لگائی ہوئی ہے ۔ میں نے فیصل آباد میں کوئی ٹیکسٹائل مل نہیں لگائی ہوئی ہے۔

چوہدری شجاعت حسین۔ وہ جو کمالیہ کے پاس ہے۔

جناب خالد احمد خان کھرل۔ وہ بہت مختلف ہے ۔

Mr. Chairman I have made a statement on the floor of the House

پہلے بات تو یہ ہے کہ میرا مہران بنک سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔ وہ تو آپ لوگ ہیں جو لوٹ کر کھا گئے ۔ جاوید ہاشمی لوٹ کر کھا گیا۔ نواز شریف جو لوٹ کر کھا گیا ۔ آپ لوگ لوٹ کر کھا گئے ۔ آپ اس پر بات کریں۔ مہران بنک کی بات کریں جس سے آپ نے کروڑوں روپیہ لوٹا ہے اس کی بات کریں ۔ یہاں وزیر داخلہ صاحب نے ہاؤس میں پڑھا ہے کہ یہ لوگ ہیں جو لوٹ کے کھا گئے جن میں جاوید ہاشمی کا نام ہے ۔ میاں نواز شریف کا نام ہے ۔ ان لوگوں کا نام ہے ۔ آپ آئیں debate کریں ۔ اس طرح پچاس پبلک لمیٹڈ کمپنیز نے کاروبار کیا ہوا ہے وہ پیسے لیتے ہیں ۔ دیتے ہیں وہ ان کا اپنا کام ہے ۔ آپ ہاؤس کی فلور پر یہ بات کیسے کرتے ہیں کہ میں نے ۳۰ کروڑ روپیہ لیا ہوا ہے ۔

چوہدری شجاعت حسین۔ جناب والا میں اس مل کا ایڈریس دینا چاہتا ہوں وہ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ہے ۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ مہران بنک کی بات چل رہی ہے اور آپ اپنی بات مہران بنک تک محدود رکھیں۔

چوہدری شجاعت حسین۔ جناب میرے متعلق جو کہا گیا تھا وہ قرض کا کہا گیا تھا ۔ اسلئے مجھے وہ واضح کرنا تھا ۔ یہ کوئی بری بات نہیں ہے ۔ میں یہ نہیں کہہ رہا کہ انھوں نے برا کیا ہے ۔ انھوں نے ایک فرم کیلئے لیا ہے اور ایک ٹیکسٹائل مل چلا رہے ہیں ۔ دوسرے ان کے دوست بھی ہیں انھوں نے کروڑوں روپیہ لیا ہوا ہے ۔ ارب سے زیادہ تو کامرس منسٹر کا ہے ۔ جناب والا۔ یہ details میرے پاس ہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے ۔لیکن جو قرض یہ لیں وہ کہتے ہیں کہ جی یہ تو قرض ہے ۔ یہ تو DFI's نے دیا اور یہ قانون کے مطابق دیا ہے وغیرہ لیکن باقی جو کاروباری لوگ لیں تو وہ یہ کہتے ہیں کہ انھوں نے رشوت لے لی۔ تو جناب والا۔ میں اس

کی detail میں نہیں جاتا ۔ میں صرف آخر میں یہ کہنا چاہوں گا کہ اس کیس کے متعلق کوئی ایسا کمیشن بنایا جائے جہاں پر اجازت ہو M.N.As کو Senators کو ہر آدمی کو اور وہاں پر open-court ہو ۔ یہاں انھوں نے live تو کرانا نہیں۔ ہماری تو یہ بھی demand تھی کہ live telecast کیا جائے تا کہ ہر آدمی پیش ہو اور اس کے بعد اگر کوئی حکومت میں ہے تو اس گیٹ سے باہر آتے وقت اپنا استعفیٰ دے دے ۔ اگر ہم اپوزیشن پر یہ ثابت ہو جائے تو ہم اپنی سیاست سے دستبردار ہو جائیں گے ۔ یہی طریقہ کار اختیار کیا تھا جب ہم نے Cooperative پر بات کی تھی۔ میں ایک گزارش کروں گا کہ انھوں نے پھر loans کی بات کرنی ہے تو پھر میں کہوں گا کہ صرف مہران بنک کی بات کریں ۔ مہران بنک کے تمام قرضوں کی لسٹ اس ہاؤس میں پیش کی جائے ۔ اس کے بعد ان لوگوں کے نام سامنے آئیں گے جنھوں نے کروڑ ہا روپیہ اس بنک سے لیا جن کی تصویریں جناب والا اخبارات میں چھپتی ہیں اور رسائل میں چھپتی ہیں۔ اس کے ساتھ بیٹھے ہوئے چھپتی ہیں ۔ اس کو ملتے ہوئے چھپتی ہیں۔ تو یہ تمام چیزیں قرضوں کی یہ بھی سامنے آ جائیں گی۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ بہت شکریہ چوہدری صاحب ۔ جناب شفقت محمود۔

Mr. Shafqat Mehmood: Thank you Mr. Chairman. I am indeed grateful to you that you have given me an opportunity after waiting for a very long time to speak on a matter which concerns not only the Members of this House but all the people of Pakistan. It is indeed tragic that after every few years , we experience either a banking scandal or a cooperative scandal or some other scandal that rocks the country's financial system, that destabilizes the country's political system and that makes all of us look into ourselves and see where have we gone wrong? I would submit to you Mr. Chairman, that when the government of Shaheed Zulfiqar Ali Bhutto was dismissed and such a big white paper was issued: there was not a single scandal associated with the banking system that was brought out but since 1977 the State institutions were misused in such a

variety of ways, the State financial institutions were literally plundered and who were they plundered by? They were plundered by people who were in power at that time. We have statistics and records to prove that those political families who in 1977 had net assets and net worths of may be a few crores, today they areone of the leading families who owes the banking system over seven hundred crores rupees. Mr. Chairman, and a great deal of this money in fact a large majority if not in its entirety was taken from the banking system of this country. Mr. Chairman, an environment was created where characters like Mr. Yunas Habib, people like Mr. Yunas Habib who were willing to advance such loans and such favours were allowed to filter through the banking system, were allowed to rise from, I am told, a clerk to a very senior position in the bank because they spent their entire career, they spent their entire time feeding the political families. Another political family owes the banking system over 300 crores and it is a very tragic fact that whenever any scandal errupts some of the leading political families are mentioned in those banking scandals. My submission to you is that all of this happned because an environment was created in this country which allowed this loot and plunder and this environment was created during the Martial Law ragime. Mr. Chairman, even in the cooperative scandal if you look closely at the cooperative scandal you will see that again some of the political families of this country were involved in the cooperative scandal. It is alleged and it is told to us that the Supreme Court has absolved everybody from any kind of culpability in the cooperative scandal but I ask you Sir, who was the custodian of the money of the cooperatives at that time? The very custodians of the money of the cooperatives were the ones who took the largest number of loans from the cooperative banks. My learned friend Mr. Manzoor Gichki has pointed out that in

one day the MCB Branch of Karachi paid out 30 crore rupees to Mr. Nawaz Sharif. Now we all know where did this money go? This money went to pay off the money that he had taken from the cooperative societies and when was this money taken when Mr. Nawaz Sharif was himself the custodian of the cooperative societies as the Chief Minister of Punjab. I do not want to question the judgment of the superior institutions of this country but there are so many loop holes in that inquiry that was conducted.

(اذان مغرب)

Mr. Acting Chairman: House is adjourned for fifteen minutes.

[The House then adjourned for fifteen minutes for Maghrib Prayers]

[The House reassembled after interval with Mr. Acting Chairman (Mir Abdul Jabbar) in the Chair].

Mr. Shafqat Mahmood: So, I was saying , Mr. Chairman, the real tragedy, is that those who were supposed to protect the institutions of this country, those who were supposed to build and nurture these institutions are thevery people who are now principally accused of detriorating these institutions . I also want to mention a few specific things. It has been alleged by the honourable Member, Mr. Sartaj Aziz that Mr. Younas Habib was involved in large scale plunder in connivance with some other people during the last Peoples Party Government . He specifically mentioned that during the period 88 to 90 Younas Habib plundered the Habib Bank of almost 125 crores to 1 Billion, two hundred fifty million rupees, I want to ask Mr. Sartaj Aziz and I am sorry

that he is not here right now. I want to ask him that immediately after the IJI Governemnt came into being, and the honourable Member was a Finance Minister of that regime and in that capacity the honourable Member was also the Chief Scruitinizer, if not anything else, of the Banks operatiang in the country. Why did not Mr. Sartaj Aziz , as the Finance Minsiter take Mr. Younas Habib to task ? Why did he not hold an enquiry and determined that these are the people who have plundered Habib Bank. In fact, a selective judgement was applied and in that selective judgement, Mr. Safdar Abbas Zaidi was accused of all sorts of crimes and what happaned in three years of a court proceedings , what happened after all the enquiries that he was exonerated of all the charges that were levelledagainst him. The purpose is not to defend Mr. Safdar Abbas Zaidi. .All I am saying , all I am asking the honourbale Member is that as the Finance Minister of of the then Governemnt , did he take Mr. Younas Habib to task? No, on the contrary something else happened. On the contrary when the Mehran Bank applied for and a so called detailed scrutiny was done of all the applications thatwere given for the banks and one of the applications for this Bank was given by the Mehran Bank Limited of which the Chief Operating Officer was supposed to be Mr. Younas Habib. Many application were rejected . In fact if the record is seen, you would see Mr. Chairman, that at least 10 to 12 other applications were rejected but permission was very kindly accorded by thethen IJI Government and by the then Finance Minister and by the Finance Ministry to Mehran Bank Limited. We know why the crimes of Mr. Younas Habib were ignored, we know why he was exonerated because Mr Younas Habibhad made available rupees fourteen crores to general Mirza Aslam Beg and that money were used to destabalize the Peoples Party Government and to rig the

1990 election. So that was a great achievement by Mr. Younas Habib therefore, how could Mr. Younas Habib be persecuted? He had to be rewarded with a bank

. Again Mr. Chairman a close ally of the, then government Jam Sadiq Ali, was recip ient and the various figures have been quoted but one thing is clear that Jam Sadiq Ali took any where between 22 crores to 50 crores, and he was a close ally of the then government. In fact I remember these wonderful statements of the visits of the then Prime Minister to Karachi, arm in arm with Mr. Jam Sadiq, they would say that we will defend the country, we will defend the interest of Sindh. This was the defence that they were doing, Mr. Chairman and the defence they were doing was that they sanctioned this croock , this scoundrel which they say took away huge sum of money from Habib Bank during the 1988 -1990 period ,he was given a Bank and I again ask the then Finance Minister that large amounts of transaction were taking place, large sums of money are accusedof being transferred from Mehran Bank Ltd. for one part, is there any system by the State Bank Authorities to monitor such large transfer of sums between the Bank to certain individuals? Was it not in the notice of the then Finance Ministryas to what is happening? I state and I put it to you Mr. Chairman that considering the levels of scrutiny that go on by the State Bank, it is not possiblethat the Ministry of Finance was not aware of what kind of banking transactions are being done by Mehran Bank Limited. But throughout this period what did we see, we see a pattern of patronage we see a pattern of mal-coddling of Mr. Younas Habib and this was being done because Mr. Younas Habib had innumerable services to the IJI government. Mr. Younas Habib had and was instrumental in that government in first place that government was in power because of the money that Mr. Younas Habib gave to general Aslam Beg who

used that money to rig that election and that rigged election resulted in the Prime Ministership of Mr. Nawaz Sharif and in coming to power of the IJI government. Mr. Chairman, who is Mr. Javed Hashmi I asked you Mr. Chairman. He is such a great favourate of the Muslim League that although he lost his election and thank God , well I will not go into it, that although he lost the election he was brought to Lahore and made to fight a by election and he has been brought into the National Assembly.

(interruption)

Mr. Acting Chairman: Please address to chair.

Mr. Shafqat Mehmood: Now , these series , this pattern of payments to Mr. Javed Hashmi. What were these payments made for? I ask the Finance Minister what services did Mr. Javed Hashmi rendered to the Mehran Bank Limited that the Mehran Bank is continuing to make payments after payments into the account of Mr. Javed Hashmi? Mr. Chairman, the sad story is a Saga of complicity. First Mr. Younas Habib was exonerated. Secondly Mr. Younas Habib was given permission to establish Mehran Bank Limited when so many other permissions were denied. Number three all the transfers made by Mr . Younas Habib to various individuals were in the notice of the Ministry of Finance but they were ignored and also not to forget certain sum of money were also advanced to the leader of the government and these sums of money were used in various ways, in various methods and loans who advanced and so on andso forth . So Mr. Chairman I conclude over here that this sad story, this sad spectical , this tragic occurrance does need a very careful analysis . This required a very deep probe, this requires a very thorough investigation to

determine who are the culprits and while this inquiry is going on, I would also submit that in the frame of reference of this inquiry when they are framed, when they are put together. It must also be mentioned that how was this scoundrel given permission to set up the Mehran Bank, and how was it that the then government ignored various transactions and various payments made by Mr. Younus Habib. This tragic occurence does need a very careful analysis. This requires a very deep probe. This requires a very thorough investigation to determine who are the culprits? And while this inquiry is going on, I would also submit that in the frame of reference of this inquiry when they are framed, when they are put together, it must also be mentioned that how was this scoundral given permission to set the Mehran Bank and how was it that the then government ignored various transactions and various payments made by Mr. Younus Habib. I thank you.

Mr. Acting Chairman: Thank you. Mr. Kharal on point of order.

Mr. Khalid Ahmad Khan Kharal: Mr. Chairman, I would like to add here that there is a regular committee of the State Bank consisting of three or four members which ordinarily scrutinises all applications and after the scruitiny in accordance with the certain laid down criterea those names are recommended to the Ministry of Finance, Ministry of Finance then further examines and puts up to the government for a final decision. In the case of Mehran Bank, the ......

Mr. Acting Chairman: Minister Sahib, you are making a statement or is it a point of order?

Mr. Khalid Ahmad Khan Kharal: Sir, I have got up on a point

of order.

Mr. Acting Chairman: It is a statement, Sir. Point of order is a point of order.

Mr. Khalid Ahmad Khan Kharal: Sir, the permission for the Mehran Bank.....

Mr. Acting Chairman: No. This is a statement.

تشریف رکھیں جی۔ نہیں میں کسی کو Floor نہیں دوں گا۔. No, Mr. Sartaj, let me speak.

Raja Muhammad Zafar-ul-Haq: Sir, certain questions were pointedly asked from him. The first question he could not listen because he was not in the House.

Mr. Sartaj Aziz: I have listened. I was in your room.

Raja Muhammad Zafar-ul-Haq: And during the other, he was present. Although the decorum of the House demanded that the questions are not directed against the member in that manner but once they are done, I think, he has the right to personal explanation.

Mr. Acting Chairman: One minute, I will later on give you. Now, I will give the floor to Qazi Hussain Sahib. Let Qazi Sahib finish it. Then, I will request Sartaj Aziz Sahib to explain on his personal explanation. I will give him time.

قاضی حسین احمد۔ جناب چیئرمین میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور مہران بینک کے سکینڈل نے اصل میں ہماری Financial اداروں کی بربادی کا ایک نمونہ پیش کیا ہے۔ اور جس طرح اس وقت ہمارے Financial ادارے بالکل تباہ و برباد ہیں حقیقت یہ ہے کہ اگر سعدی اور اقبال کی طرح میں شاعر ہوتا اور قادرالکلام ہوتا تو مرثیہ پیش کرتا۔ اقبال نے بھی سسلی پہ سے

گذرتے ہوئے کہا کہ

روے اب جی کھول کے اے دیدہ خونا و بار

وہ نظر آتا ہے تہذیب حجازی کا مزار

اور سعدی نے عباسیہ خلافت پر اپنا مرثیہ کہتے ہوئے کہا کہ

آسماں را حق بود درخوں ببارد در زمیں

بر زوال ملک معتصم امیرالمومنین

جو ہمارے Financial ادارے اور جو پاکستان کے سارے سیاسی ادارے یہاں تک کہ وہ ادارے جنہیں crises کے وقت ہم مقدس سمجھتے تھے اور جن پر اعتماد کرتے تھے وہ ادارے جس طریقے سے مہران بینک کے اس مہران گیٹ اسکینڈل کے دائرے میں آ گئے ہیں اس پہ ہماری ساری محرومیاں اور ہمارا اخلاقی بحران بالکل سامنے آ گیا ہے۔ جناب والا میں اس میں ملوث لوگوں کا نام لے لے کر مزہ نہیں لینا چاہتا۔ اس میں ہمارے لیے قومی حیثیت سے جائے عبرت ہے۔ اس میں ہماری لئے قومی حیثیت سے جائے عبرت ہے کہ جو بڑے بڑے لوگ ہیں۔ جو ایوانوں میں بیٹھے رہے ہیں۔ جن پر اعتماد کیا جاتا ہے۔ ان کے نام اس طریقے سے ہماری ساری لسٹوں میں آئے ہیں۔ جن میں ملک کی تین بڑی سیاسی جماعتیں ہیں۔ وہ کہتے ہیں تین ہیں۔ اس میں پیپلز پارٹی، پاکستان مسلم لیگ نواز گروپ اور ایم۔ کیو۔ ایم تینوں کے نام بار بار آتے ہیں۔ ان کے Leaders کے نام آتے ہیں۔ اس کے بعد یعنی

کس سے کوئی فریاد کرے جا کے

بنے ہیں اہل ہوس مدعی بھی منصف بھی

کسے وکیل کریں کس سے منصفی چاہیں

ہے اہل دل کے لیئے اب یہ نظم بست و کشاد

کہ سنگ و خشت مقید ہیں اور سگ آزاد

اب کس سے کوئی منصفی چاہے کس کے پاس جا کر فریاد کرے، کس ادارے کے پاس جائے۔ عدالت اور انصاف دینے والے جو اعلیٰ ترین ادارے ہیں وہ بھی ملوث ہو چکے ہیں۔ ان کے بارے میں بھی طرح طرح کی باتیں اخبارات میں چھپتی ہیں۔ یہ مسلم اخبار کہتا ہے کہ 3.46 بلین حبیب اور Rs 3.46 بلین گورنمنٹ ایجنسز۔ وہ کہتے ہیں کہ کچھ state bank کرتا ہے

کچھ گورنمنٹ کی مختلف organization کرتی ہیں ۔ ایک سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ یہ پیسہ کیسے واپس لیا جائے گا اُن سے ۔ ایف آئی اے نے اس پر تفصیلی statement تیار کیاہے اور جناب نصیر اللہ بابر صاحب نے اس کے کچھ حصے پڑھے ہیں لیکن یہ بات افسوس ناک ہے کہ اس نے جس کو پوائنٹ آوٹ کیا گیا، کہ جو چیزیں حکومت کے خلاف جاتی ہیں ان کو چھپانے کی کوشش کی ہے ۔ انصاف کا تقاضہ یہ ہے کہ جو وزیر داخلہ ہاوس کے فلور پر بات کرتاہے تو وہ دونوں بات کرے ۔ ان کی اپنی ایجنسی جو کہتی ہے وہ تو دیانت داری کے ساتھ لوگوں کےسامنے پیش کرے ۔ اب اس میں وی اے جعفری جو special advisor ہے جناب وزیراعظم صاحبہ کا اس کا بھی نام تفتیش میں آتا ہے اور اس نے یونس حبیب کو بچانے کی کوشش کی ہے ۔ state bank کو اور اس کے آفیسرز کو influence کیا گیا ہے کہ اس سے cases واپس لیئے جائیں اور اس پر جو penalty لگی تھی وہ penalty واپس کر دی گئی اس کو ۔ یہ سوچنے کا مقام ہے کہ ایک آدمی جس نے تمام حکومت کے اداروں کو لوٹا ہے اور حبیب بنک میں وہ جب کلرک تھا اس وقت سے اس کے یہ کارنامے سامنے آتے رہیں ہیں اور state bank کے نوٹس میں گئے ہیں ۔ حبیب بنک اس کے نوٹس میں لے کر آیا ہے ۔ کون لوگ ہیں جو اس کو مسلسل protection دیتے رہے ہیں ۔ حکومتیں تبدیل ہوتی رہی ہیں جناب چیئر مین ! حکومتیں تبدیل ہوتی رہی ہیں لیکن یونس حبیب صاحب کو protection حاصل رہی ۔ ہر حکومت نے اس کے لیئے protection کا ایک راستہ موجود رکھا اب اس میں میرے پاس، press میں بھی چیزیں آئی ہیں اور مختلف ایجنسیوں سے بھی جو کہ

Habib's intimacy with Asif Zardari is a matter of record in the famous Duty Free Shop case. Asif Zardari reportedly regarded Habib as a ....

Sheikh Rafiq Ahmed: I would like Qazi Sahib to refrain from that, it's a court decision, he was prosecuted and honourably equited by that court.

Qazi Hussain Ahmed: Mr . Asif Zardari reportedly regarded Habibas a trusted friend and helped him in jumping the promotion laders in HBL

to become its Zonal Chief. Habib returned the favour by giving a loan of Rs.30 corore to Mr. Kazmi, a close firend of Mr. Asif Zardari without any colateral when Mr. Kazmi got the contract to set up a Duty Free Shop. Later when Mr. Zardari and Mr. Kazmi were held up in the case, Habib was also an accuse in the case which proves his links with Mr. Asif Zardari. This case failed at the trail stage. They went in appeal before the Supreme Court but following the come up of the present regime they thought to pray for withdrawal of the case. Asif's intimacy with Habib in any case is a matter of record.

اب یہ تمام چیزیں چھپتی نہیں ہیں ۔ جناب والا یہاں پر اگر ہم کہیں گے کہ ہاؤس میں لیڈرز کی ایک کمیٹی بنا دی جائے ۔ تو لیڈرز تو سارے ملوث ہیں وہ کس طریقے سے تمام چیزوں کو سامنے لائیں گے اور جو عدالتوں کے بارے میں مختلف چیزیں سامنے آ رہی ہیں ۔ ان کی موجودگی میں بھی جب کوئی بات کی جاتی ہے تو کہتے ہیں کہ جی عدالتوں کی توہین ہو گئی ہے ۔ مختلف چیزیں آگے آ جاتی ہیں اور کہتے ہیں کہ ساری عدلیہ یہاں پر فیل ہے اگر عدلیہ یہاں پر ٹھیک ہوتی تو کیسے ممکن تھا کہ سارے ادارے ٹوٹ جاتے ۔ لیکن ان کے بارے میں تو جس طرح سے کوئی بات کہتا ہے کہتے ہیں جی کہ عدالت کی توہین ہو گئی ہے ۔ جناب والا ہمارے لئے سوچنے کا مقام ہے کس طریقے سے پورا ملک ڈوب رہا ہے ، تمام ادارے ڈوب رہے ہیں ، لوگ نان شبینہ کے لئے محتاج ہیں ، دوائی کے لئے کسی کو پیسے نہیں ملتے ، کسی کا بیٹا سکول میں نہیں جا سکتا ، دو وقت کا کھانا نہیں ہے ، مسلسل قرضوں پر قرضے لے رہے ہیں ، taxes عائد کیے جا رہے ہیں ۔ ۲۰ جون آ رہا ہے لوگ تھر تھر کانپ رہے ہیں کہ کیا مصیبت آئے گی ۔ گورنمنٹ والوں سے پوچھتے ہیں : کہتے ہیں راستہ اور کیا ہے ملک کا خزانہ کس نے خالی کیا ہے ؟ خالی کرنے والے ایوانوں میں بیٹھے ہیں ، خالی کرنے والے بڑے اداروں میں بیٹھے ہیں ، جناب چیئرمین اس بات کی ضرورت ہے کہ اس پر سب لوگ مل جل کر سوچیں اور اپنے گریبان میں جھانکے اور ان کرتوتوں سے واپس رجوع کریں ۔ یہ ڈوب رہے ہیں سب ڈوب رہے ہیں ۔ لوگ اپنی کشتی میں بیٹھ کر ، جہاز میں بیٹھ کر اپنی سیٹ کو محفوظ کرنے کی اور اس کو decorate کرنے کی فکر کر رہے ہیں ۔ پورے جہاز کی کسی کو بھی فکر نہیں ہے کہ جس جہاز میں آپ کی سیٹ ہے اور جس کو آپ مزین کرنے کی

اور decorate کرنے کی فکر لگی ہوئی ہے ۔ وہ سارا جہاز ہی ڈوب رہا ہے ۔ جناب چیئرمین سب کے لئے لمحے فکریہ ہے ۔ میں کسی ایک کو excuse نہیں کرتا' کس کس کو excuse کریں ' کس کس کا رونا روئیں ۔ لیکن اس کو درست کرنے کی ضرورت ہے ' اپنے گریبانوں میں جھانکنے کی ضرورت ہے ۔ آئیے ہم test case بنا لیں اس کو' اس پر بس نہ کریں ' تاج کمپنی ہے ' کواپریٹوز ہیں ۔ اور اس میں تو سب سے بڑی بات یہ ہے کہ خود سٹیٹ بنک involve ہے ۔ سٹیٹ بنک کے اوپر یہ الزام ہے کہ اس نے اپنا فرض ادا نہیں کیا ' اس کے اوپر الزام ہے کہ وی۔اے۔ جعفری نے وہاں اس کو influence کیا ہے ۔ اور اس کو مجبور کیا ہے ' سٹیٹ بنک کے officials پر الزام ہے کہ انہوں نے یونس حبیب کو protection دی ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ حبیب بنک بھی اگر خدانخواستہ کسی سکینڈل کے اندر ہو کر مہران بنک کی طرح ڈوبنے لگا تو ساری اکانومی ڈوب جائے گی ' پوری دنیا میں کوئی ساکھ نہیں رہے گی ۔ اسی کے ساتھ سارا ملک اور اس کی stability داؤ پر لگی ہوئی ہے ۔ حبیب بنک بھی اس میں ملوث ہو رہا ہے ۔ اسیطرح سے جو دوسرے سارے financial ادارے ہیں تمام financial اداروں کا رونا آپ کے سامنے یہاں کئی بار رویا جا چکا ہے ۔ اور میری یہ گزارش ہے کہ ملک کو بچانے کے لئے ضروری ہے کہ سب مل جل کر یعنی گورنمٹ ' اپوزیشن اور تمام مل جل کر کوئی راستہ تلاش کریں ۔ کسی نے تاج کمپنی میں بددیانتی کی ہے ' کسی نے کواپریٹوز میں کی ہے ' کسی نے financial اداروں میں مختلف طریقوں سے کی ہے ' کسی نے loans کھایں ہیں اور اس کو واپس نہیں کیا ' defaulters ہیں' کسی نے مہران بنک کا کیا ہے ۔ ان تمام لوگوں سے حساب لیا جانے کوئی accountability نہیں ہے ۔ اس میں یونس حبیب کی پراپرٹی اس کو پوری لسٹ دی گئی ہے جو FIA کی رپورٹ ہے کہ کہاں کہاں اس کی پراپرٹی ہے ۔ یعنی کوئی شہر ایسا نہیں ہے جس میں اس کا بنگلہ نہیں ہےاس کی پہلی بیوی' اس کی دوسری بیوی ' اس کی بیٹیاں ' اس کے بیٹے ' وہ خود ' ساری دنیا سارے ملک کے اندر پلاٹ اور بنگلے اور ہر چیز ۔ لمبی لسٹ اس کی دی ہوئی ہے کہ یونس حبیب کی یہ یہ پراپرٹیز ہیں ۔ میں کہتا ہوں جی کہ یہاں پر جتنے بھی سیاستدان ہیں ' تمام کی اسی طرح لسٹ بننی چاہئیے کہ کہاں ان کے ہیں ' کہاں کہاں ان کی بیویوں کے ' کہاں کہاں ان کے بیٹوں کے ' اور کہاں سے آئے ہیں ان کے پاس ' پہلے کیا تھے اور آج کیا ہیں ؟ کس طریقے سے پیسہ آ گیا ؟ جناب چیئرمین ۔ ہم بھی اس ملک کے اندر ہیں۔ کوئی چھوٹا موٹا کاروبار بھیکرتے رہے ہیں۔ پچاس سال سے ۔ ہمیں تو معلوم

نہیں ہے کہ لوگ دیانتدارنہ کسی بھی کاروبار سے کروڑ پتی بھی بن سکتے ہیں ۔ ہم تو وہی قوت لا یموت والی کیفیت میں ہیں۔ ہمیں تو یہ راستہ کوئی معلوم نہیں ہے کہ کوئی حلال کی کھانے اور اس کے بعد وہ ارب پتی ہو جائے۔ ریکارڈ پر ہے کہ نیشنلائزیشن کے بعد سب کچھ لوگوں کا چھن گیا اور اس کے بعد دیکھتے ہیں کہ تیرہ تیرہ ان کی شوگر ملیں بنی ہوئی ہیں ۔ پچھلے پرائم منسٹر کی مثال دیکھتے ہیں وہ موجود ہے وہ پرائم منسٹر بھی انڈسٹریلسٹ بننے کے شوق میں ہے۔ ابھی میں سندھ سے واپس آیا ہوں وہ کہتے ہیں موجودہ وزیر اعظم کے بھی تین شوگر مل بن گئے ۔ یہ question کرتے رہیں ۔ آپ کس کس سے چھپائیں گے کیسے چھپا سکتے ہیں ؛ کیسے آصف زرداری کا نام آتا ہے یا بے نظیر صاحبہ کانام آتا ہے تو آپ بالکل آپے سے باہر ہو جاتے ہیں۔ question کر لیتے ہیں ۔ یہ کوئی چھپی ہوئی چیزیں نہیں ہیں۔ نہ نواز شریف صاحب کی ساری جو properties ہیں جو ان کے بیلنس ہیں ۔ خود ان کے cousins ان کے اوپر گواہ ہیں کس طریقے سے بنے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمارا اس میں برابر کا share تھا' اتفاق میں۔ ہم بیچ میں نہیں ہیں انہوں نے کہاں سے بنائے ہیں؟ اسی طرح سے یہ جو موجودہ وزیر اعظم صاحبہ ہیں ان کو کہیں آصف زرداری کو سمجھائیں ۔ دوسرے لوگوں کو بھی کہ اس راستے پر نہ پڑیں یہ تباہی کا راستہ ہے۔ ان کی اپنی ذاتی بھی اور ملک کی بھی تباہی کا راستہ ہے۔ جو حکمران اپنی قوم کے اندر مال کمانے کے پیچھے لگ جاتا ہے وہ عدل اور انصاف سے نکل جاتاہے۔ جناب چیئرمین میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ بہت بہت شکریہ جناب قاضی صاحب ۔

جناب آفتاب احمد شیخ۔ جناب چیئرمین point of explaination۔ دو منٹ صرف۔ زیادہ وقت نہیں لوں گا آپ کا۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ point of explaination پر ہیں آپ۔

جناب آفتاب احمد شیخ۔ جی ہاں۔ میں کوئی تقریر نہیں کرنا چاہ رہا تھا اس مسئلے پر ۔ لیکن قاضی صاحب کی تقریر میں اور اس سے پہلے interior minister صاحب نے بھی قائد تحریک الطاف حسین کا نام لیا جس میں یہ بتایا گیا کہ دو کروڑ روپے انہوں نے بھی لئے ہیں۔ یہ غلط ہے لغو ہے بے بنیاد بات ہے۔ صرف یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں۔ that is all۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ تشریف رکھیئے جی۔جناب ملک محمد قاسم صاحب نے ارشاد فرمایا ہے کہ مجھے چند منٹ دیئے جائیں ۔ میں جانا چاہتا ہوں کہیں پر مجھے کوئی کام ہے۔ تو میں ملک قاسم صاحب کو فلور دیتا ہوں۔

Malik Muhammad Qasim: Mr. Chairman, Sir, Its very heartening to hear Qazi Sahib I am not different I am not coming to the names anything like that what I have been finding is that names are being taken. Somebody says so it was very heartening to hear ۔ تم نے یہ کیا اور دوسرے نے یہ کیا اور فلاں نے یہ کیا Qazi Sahib and he said کہ سب کا پتہ کرنا چاہئیے کہ یہ کیسے ہوا۔ ان کی بیویوں سے ان کے بیٹوں نے انہوں نے خود یہ کس طرح سب کچھ کر لیا ہے۔

I have been saying that since a very long time and its very heartening that the thing is coming up in this House and also outside the House and let me assure everybody if I have any say in these matter whatever name or names are being taken or whatever name is there if we all cooperate we will be able to find who has done what and unless and until give up taking of the names and withoutany partisanship or without any voice if we are prepared to go into it that who has written it I can assure them that who so ever has swindled these banks. These banks are not property of Yunus Habib or any particular individual. These banks are the property of the People of Pakistan and the people of Pakistan have been robbed of most of the money, in this regard it is also to mentioned that money which we had or any government, when I say any government it may be Nawaz Sharif, it may be Mohtarma Benazir Bhutto, it may be Mr Bhutto in Sindh, it may be Ayub Khan, it may be anybody, these were the loans which weretaken not by these individuals but by people of Pakistan and on behalf of Pakistan they have to be returned I can assure them that as long as I am here,

nobody shall be forgiven and every action shall be taken against them and this money will be taken back.

Maj. Gen. (Retd)Naseerullah Khan Babar: I will take only one minute. I have said today on record.

خنک صاحب آپ پھر بات کر لیں میں صرف ایک verification کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے جو آج یہاں سٹیٹمنٹ دی ہے یہ یونس حبیب کی سٹیٹمنٹ انڈر ۱۶۱ سی آر پی سی ہے ۔ تکبیر میں، باقی میگزینز میں ، میرے پاس بھی باقی informations ہیں۔

I have only given that information which Younas Habib has provieded. As far recoveries are concerned I can give a list of about 76 crores which the FIA is already recovering through properties and other channels from Younas Habib and other people.

جناب قائم مقام چیئرمین۔ جی جناب خنک صاحب۔

جناب محمد اجمل خان خٹک ۔ جناب چیئرمین ملک قاسم صاحب نے جو نقطہ پیش کیا، میں تقریر نہیں کرنا چاہتا تھا۔ لیکن اس کے بعد میں ان کی تائید کرتے ہوئے اس پہ یہ اضافہ کروں گا کہ یہ صرف مہران بینک یا کواپریٹو سکینڈل یا تاج کمپنی کا سکینڈل یا جیسے قاضی صاحب نے کہا دوسرے مالیاتی سکینڈلز اور بدعنوانیوں کا آج کا قصہ نہیں ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ پاکستان کے بننے کے بعد آج تک جو حکومتیں آئیں اور جس طرح اس ملک کو لوٹا گیا اور آج ملک جس تباہی کے گڑھے کے قریب پہنچا ہے اس کے تمام ذمہ داروں کو اُس وقت سے لے کر آج تک تحقیقہو تب یہ ملک صاف ہو گا۔ یہ ہمارا کہنا ہے ۔ اگر نہیں ہو گا تو آپ لیپا پوتی کریں گے اور یہ معاملہ ختم نہیں ہو گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ ملک قاسم صاحب۔

Malik Muhammad Qasim: Mr. Chairman, Sir, I am again in agreement not only in agreement, I think my own friend, he does'nt consider me friend these days, but I do consider him even today. He doesn't read my

statement , at least. I have been demanding, people demand accountability from 77, some people talk of accountability from 70, some people talk of accountability from 1958. I have been repeatedly saying and I am on record Sir, publicly that the accountability should take place right from 1947 and if my friends will cooperate , I think we can have accountability from 1947 and when we have it from 47, we shall include everybody.

Mr. Acting Chairman: Mr. Sartaj Aziz Sahib on personal explanation.

Mr. Sartaj Aziz: Mr. Chairman, Senator Shafqat Mahmood in addressing a few questions tried to create the ironic impression that Mr. Younus Habib was exenorated by our government. That he was given the Mehran Bank, he was given protection because he has financed the election compaign and facilitated etc. etc. I am sorry that either he did not know the fact which is unfortunate because he should have not access to file And if he knew and he still made those statements, then he was more unfortunate. I hope he was aware that Mr. Younus Habib was removed from service as Provincial Chief of Habib Bank within three months of coming of our government in to power because of the irregularity that he had committed. Secondly, Mehran Bank was not given to Mr. Younus Habib. He did not hear my statement which I made earlier. Mehran Bank was given to 9 sponsors whose names are given in the FIR report wheih the Minister for Interior read which are all respectable businessmen of Karachi, Mr. Younas Habib's name did not appear, Mr. Latif Raheel Jamal, Mr. Ali Ahmad Daud, Nasim A. Sattar, Noor Muhammad Hashim, Yaqoob Tabani, Abdus Shakoor Khatri and Abdul Majid. These were the sponsors . The condition of

giving Mehran Bank and he should check, the record was that Mr. Younas Habib would not be Cheif Executive of Mehran Bank. That was the condition and I again read this very report , I will invite his attention to page 7 which clearly says that his name was not approved as Cheif Executive by the State Bank of Pakistan. So the State Bank never approved him because he has indirectly financed the contribution of these directors. The same report says, your report is saying the MBL Board of Directors delegating him extra-ordinary powers of attorney making as the State Banks approved Cheif Executive as a subordinate officer. He was never approved as a Cheif Executive by the State Bank . He was *de fecto* Cheif Executive because of the delegated authority and not so there is the fact that State Bank has never approved him as a Chief Exective and the government.........

(interruption)

Mr. Acting Chairman: No cross talk, I request you no cross talk, please.

Mr. Sartaj Aziz: The third thing which is implied is that the Mehran Bank was not recommended by the State Bank high powered committee is also in accurate. Mehran Bank was among the ten Banks recommended by the State Bank Committee with the only modification that we did not approve Younas Habib as a Chief Executive so that insinuation is also incorrect. Now I give the other side of the picture as counter to tempering and protection. Within six months of Mehran Bank coming into operation which was in January 1992 that is on 10th June 1992. State Bank imposed deposits taking restrictions on Mehran Bank because its total lending was more than its total receipts and its was

violating the prudential regulation. Next month it suspended its export financing limit of 112 crores because it was violating the prudential regulation. Every month it was subjected to fine totalling 22.9 crores by March, 1993 because it was violating those regulations and I have got copies of their applications which they kept submitting that this is not. It is only when the care taker government of Mr. Mazari came into existance and Mr. Ahsan, who was Advisor to Mehran Bank was appointed by the caretaker government as the Chairman Banking Council that he recommended to reverse all the steps that we had taken against Mehran Bank to revive their export financing limit to return them the penalties imposed and to withdraw the depositing restriction. It is approved by the, then Finance Minister Mr. Leghari, but fortunately before the things were processed our government was restored and we again stopped that application and did not let it go forward.

Mr. Acting Chairman: Thank you very much.

Mr. Sartaj Aziz: Finally that practice was again revived.

Maj. Gen. (Retd.) Naseerullah Khan Babar: I am sorry I will have to counter him because he is mixing up facts.

Mr. Acting Chairman: Sartaj Aziz sahib be brief now, you are on personal explanation, be brief please.

Mr. Sartaj Aziz: The same package which we had rejected at that time to keep Mehran Bank under tight control was revived as soon as the PPP government came and was approved on 14 December, 1993 to return them Rs. 22.9 crores to remove their restrictions on deposit taking and out of that money they gave twelve crores for destablizing the Frontier Government. So the record

is very clear that in our time he was not patronised, he was not protected, he was dealt according to the rules. He committed the worse irregularities during their time from 1988 to 1990 and again the worst irregularities by Mehran Bank were committed when they came back to power.

جناب قائم مقام چیئرمین۔ سوال در جواب چھوڑیں

Maj. Gen. (Retd.) Naseerullah Khan Babar: What had happened was that they were penalised undoubtedly for having exceeded the loan limits. But that money has not been available to Mehran Bank as such but kept by the State Bank as a guarantee for it becoming bankrupt. The money is with the State Bank, if it has not been this issue, and then who got the loan at this point of time? Nawaz SharifSharif got five crores, none of us got any loans at that point of time. Who got loans from Mehran Bank? How could you penaliz Mehran Bank and let be getting loans.

(interruption)

Mr. Shafqat Mehmood: First of all it was not a personal challenge to the person of Mr. Sartaj Aziz. All I said was that the then government was, headed by the honourable Senator who was then the Finance Minister. But one other question that arises since we are into, this I said what the honourable Senator has stated was the so called ' de jure situation '. What was the de facto situation? The de facto situation is that throughout this period Mr. Younas Habib was in effective control of the Mehran Bank. Mr. Younus Habib was indulging in every kind of transaction and malpractice and what were the Ministry of Finance and State Bank doing at that time? Were they not aware of the de facto situation? If I am told, yes they were not aware of the de facto

situation, then there is a different charge that can be laid.

کہ پتہ نہیں تھا کہ اصل حالات کیا تھے۔اور اگر اصل حالات یہ تھے کہ جناب کہ اوپر سے لیپ پوتی جو بھی ہو ۔ اصل کنٹرول مہران بنک کا یونس حبیب کے ہاتھ میں تھا۔ اور یہ سارے گھپلے وہ کر رہا تھا۔ تو اس کے بارے میں علم نہیں تھا اگر علم تھا تو پھر اس کے خلاف کیا کیا گیا۔

جناب سرتاج عزیز۔یہ سارے گھپلے ان کے پہلے period میں یا دوسرے period میں----

جناب قائم مقام چیئرمین۔تشریف رکھیں جی

Mr. Ilyas Ahmed Bilour: Mr. Chairman, on point of order, Sir. I have to speak now. I am an initial mover of this adjournment motion and my name has been given to you on the list No.2 and till today, Sir, till now two dozenperson have spoken and I have not been given the chance to speak at all. What does it mean?

Mr. Acting Chairman: No. No. List is with me. Please, I am coming to the list, you see.

آپ تھوڑا صبر و تحمل سے کام لیجئے۔ اب شفقت محمود صاحب آپ بول چکے تو اس طرف سے اگلا نام آنے گا۔ اب آپ کا نام آ رہا ہے جناب آپ اتنے بے صبر نہ ہوں جناب الیاس احمد بلور۔

جناب الیاس احمد بلور۔ میں بہت مشکور ہوں ۔ میں معذرت کے ساتھ یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کافی دن ہوگئے ہیں کئی دفعہ میرا نام گیا ہے تو بزرگوں کو دیکھتے ہوئے ہم چھوٹوں کو جوانوں کو بھلا دیا جاتا ہے ۔ ہم اتنے جوان بھی نہیں ہیں کہ ہمیں بھلا دیا جائے ۔ ہم بھی بوڑھوں میں سے ہیں۔ ہم بھی کچھ باتیں کرنا چاہتے ہیں اس ہاؤس میں کہ جو ہمارا حق ہے ۔ میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا ۔ سر یہ مہران بنک ایک ایسا واحد پرابلم نہیں ہےجو اس ملک کو لے ڈوبے گا۔ بہت سے پرابلمز ہیں اس ملک میں اور جیسا کہ ملک قاسم صاحب نے فرمایا اس ملک میں کئی ایسے لوگ دونوں طرف بیٹھے ہوں گے شاید اور میں سمجھتا ہوں کہ حکومتی بنچوں پر بہت زیادہ وہ لوگ ہیں جن کا میں نام لینا نہیں چاہتا جناب والا کروڑہا روپے ان لوگوں نے

معاف کروائے ہیں اس ملک کے خزانے سے لوٹی ہوئی دولت پر ۔ میں یہ چاہتا ہوں سر کہ اس ملک میں یہ غریب لوگوں کا پیسہ ہے یہ جو بنکوں میں ڈیپازٹ ہوتے ہیں یہ بڑے لوگوں کے نہیں ہوتے۔ یہ غریب آدمیوں کے چھوٹے آدمیوں کے ہوتے ہیں جناب۔ بنک دیوالیہ ہوجاتا ہے تو وہ بچارے پیسے کہاں سے لیں گے۔ آج تک تاج کمپنی کے لوگوں کو پیسے نہیں مل رہے ۔ کواپریٹوز والوں کو پیسے نہیں مل رہے ۔ کئی لوگوں کی زندگیاں حرام ہوچکی ہیں جناب ان غریبوں کا کیا بنے گا ۔ آج مہران بنک کے متعلق تو باتیں ضرور ہو رہی ہیں ۔ ہم یہ کہتے ہیں جناب کہ ہمارے دوست شفقت صاحب نے کہا مرزا اسلم بیگ کو چودہ کروڑ روپیہ یونس حبیب نے دیا تا کہ وہ پی پی پی کی حکومت یا آئی جے آئی کے الیکشن کے لئے اور ان کو الیکشن جتانے کے لئے پیسہ خرچ کرے۔ معذرت کے ساتھ کہتا ہوں جناب وہ اپنی contradiction خود ہی کر رہے تھے۔ یونس حبیب نے مرزا اسلم بیگ کو پیسہ اس وقت دیا جب انہوں نے بنک بنا لیا۔ اور انہوں نے بنک اس وقت بنایا جب آئی جے آئی کی حکومت بن چکی تھی۔ اور جب درخواست بنک نے منظور کرلی اُس وقت انہوں نے بنک بنانے کے بعد یونس حبیب صاحب نے مرزا اسلم بیگ کو پیسہ دیا۔ جناب میں تھوڑی سی تفصیل میں جاؤں گا بنکوں کا ایک اصول ہوتا ہے ۔ بنکنگ کا بھی ایک اصول ہوتا ہے۔ یہ کہنا غلط نہیں ہے کہ ایک آدمی کلرک سے پریذیڈنٹ کیوں بنا اس ملک میں اور بھی کئی مثالیں ہیں ۔ کئی اچھے لوگ کلرک سے بنک کے پریذیڈنٹ بنے ہیں لیکن وہ یونس حبیب نہیں۔ بڑے اچھے اچھے لوگ ریٹائرڈ بھی ہو چکے ہیں بطور کلرک کے۔ میں قاسم پاریکھ کا ایک نام لوں گا وہ کلرک سے بنک کا پریذیڈنٹ بنا۔ وہ بینک کا صدر بھی بنا ۔ وہ بینکنگ کونسل کا چیئرمین بھی بنا ۔ اس کے خلاف تو کوئی ایسی بات نہیں تھی ۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ خدا کے لئے یہ دیکھا جائے کہ یونس حبیب کو کس نے allevation دی ۔ basically allevation کس نے دی اور کس زمانے میں allevation ملی ۔ اور وہ allevation جب دی گئی تو کیوں دی گئی ، میں اس کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا کیونکہ اس میں بڑے پردہ نشینوں کے نام واضح ہو جائیں گے ۔ لیکن میں اتنا عرض کروں گا کہ خدا کے لئے اس چیز کو غور سے سوچیں کہ اس کو allevation کہاں سے ملی ؛ وہ کہاں سے کہاں اٹھایا گیا اور کب اٹھایا گیا؛

دوسری بات یہ ہے جناب والا ! کہ بینکوں کا ایک اصول ہوتا ہے ۔ سٹیٹ بینک ان کو چیک کرتا ہے liquidity کے اوپر کہ اگر ۱۰۰ روپے کے اس کے پاس deposits ہیں تو He

can advance only 60 per cent not more than 60 per cent. On that basis Sir, میں بطور businessman آپ کو حلفاً کہتا ہوں کہ کئی دفعہ approach کیا گیا کہ یہاں کام کریں ، account کھولیں ، ہم نے کہا کہ نہیں ، کیوں کہ میرے علم میں ہے کہ ۵ ، ۶ مرتبہ اس کو penalties لگ چکی تھیں ۔ اور وہ penalties State Bank نے لگائیں ۔ ۲۲۰ کروڑ روپے penalties اس کے اوپر سٹیٹ بینک نے لگائیں ۔ میں اس تفصیل میں نہیں جانا چاہتا کہ کس دور میں لگیں اور کس دور میں نہیں لگیں ۔ لیکن سٹیٹ بینک نے penalties مہران بینک کے اوپر کیوں لگائیں ؟ کیونکہ It was violating the basic rules of the Government and basic rules of the State Bank وہ penalty کس نے معاف کروائی ؟ وہ package کس نے دلوایا؟ With due respect to you Sir, and with due respect to my friends sitting on that side. جناب وی اے جعفری صاحب نے دو meetingsGovernor State Bank سے کیں اور اس کے بعد Sir, a complete package was given to Yunus Habib اور وہ ۲۲۰ کروڑ اس غریب عوام کا پیسہ ، میرا ، آپ کا ، سب لوگوں کا پیسہ ، ۲۲۰ کروڑ روپیہ موجودہ حکومت کے Advisor for Finance to the Prime Minister of the country نے معاف کروایا ۔ میں یہ پوچھتا ہوں کہ کیوں معاف کروایا گیا ؟ اگر وہ چور تھا ، اگر وہ غلط تھا ، اگر آئی جے آئی والوں نے چوروں کو support کیا تو Peoples Party والوں نے کیوں معاف کروایا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر انہوں نے ، آئی جے آئی والوں نے چور کو ، یونس حبیب کو support کیا تو میں یہ پوچھتا ہوں کہ جعفری صاحب نے کیوں اس کو support ، کیا ، ان کو کیا تکلیف تھی ، اس کے بدلے میں انہوں نے کیا لینا تھا ؟ میں ابھی بتا تا ہوں انہوں نے اس کے بدلے میں کیا لینا تھا ۔ انہوں نے ۲۲۰ ملین معاف کروایا ۔ جناب والا ! بدقسمتی یہ ہے کہ احسن صاحب آج بھی بینکنگ کونسل کے Chairman appoint کئے گئے ہیں ۔ احسن صاحب ، مہران بینک میں بطور Advisor کام کر رہے تھے آئی جے آئی کی حکومت کے دور میں ، جب نگران حکومت آئی Ahsan Sahib was again taken as the Chairman Banking Council اور پھر جب آئی جے آئی کی حکومت آئی تو احسن صاحب was again the Advisor to the Bank of Mehran تو relationship آپ خود ہی جان سکتے ہیں میں کسی کے متعلق کچھ نہیں کہنا چاہتا ۔ جناب میں ایک دو سوال اپنی تقریر میں کرنا چاہتاہوں ۔ آج کل تو ہر چیز computorized ہے کوئی کھاتے نہیں ہیں کہ پھاڑ

دیئے جائیں گے ۔ یہ الگ بات ہے کہ computor disc چھپا لی جائے ۔ جناب ۱۱ کروڑ ۷۰ لاکھ روپیہ کراچی سے پشاور transfer ہوا ہے وہ کس لئے ہوا ہے ؟ یہ ریکارڈ پر ہے ۔ اگر ریکارڈ پر نہیں ہے تو ہو سکتا ہے کہ ڈسک چھپا لی گئی ہو ۔ لیکن میں ایک چیز عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہاں ایک شخص ، قدوائی صاحب بیٹھے ہوئے ہیں ۔ وہاں ایک شخص قدوائی صاحب بیٹھے ہوئے ہیں ۔ میں یہ نہیں جانتا کہ قدوائی صاحب وہاں پشاور میں کیا کر رہے ہیں ؟ گورنمنٹ کو stabilise اور destabilise کرنا اس شریف آدمی کا کام ہے اور صابر شاہ کی حکومت کو توڑنے کیلئے ۱۱ کروڑ ۷۰ لاکھ روپے دیئے جا رہے ہیں تاکہ پیپلز پارٹی کی گورنمنٹ وہاں بنائی جائے ۔ میں اس معزز ایوان سے ، آپ کی وساطت سے ایک اور بات پوچھنا چاہتا ہوں کہ initially صوبہ سرحد کے بارے میں یہ کہا گیا جب پیپلز پارٹی کی گورنمنٹ بنی تو ایک سوال کیا گیا میں نے یہ اخبار میں پڑھا تھا۔ کہ صابر شاہ نے مہران بنک کو پیسے دیئے جناب میرے پاس یہ ثبوت موجود ہے اور میں یہ دعوے سے کہتا ہوں کہ اس سے پہلے چیف منسٹر نے قدوائی صاحب کے کہنے پر فرنٹیئر گورنمنٹ کے پیسے وہاں دیئے گئے اور اس کے ساتھ ساتھ جب بنک default ہونے والا تھا کس کو پتہ نہیں تھا کہ بنک default ہونے والا ہے ۔ کس کو پتہ نہیں تھا کہ یونس حبیب کیا کھیل کھیل رہا ہے ؟ کس کو پتہ نہیں کہ یونس حبیب نے ۳۶ بلین ڈالرز باہر transfer کیے ہیں ۔ سب کو پتہ ہے جناب ۔ چار ، پانچ دن پہلے PSO کی payment کس کھاتے میں جمع کرائی گئی ۔ جناب میں تو یہ پوچھتا ہوں موجودہ گورنمنٹ سے کہ یہ ملک کا پیسہ ہے کسی کے باپ کا نہیں ہے ۔ یہ غریب عوام کا پیسہ ہے اس کے ساتھ کیوں کھیلا جا رہا ہے ؟ اس کے ساتھ خدا کیلئے نہ کھیلا جائے ۔ ہم یہ کہیں گے کہ خدا کیلئے اس ملک کی تقدیر چند لوگوں کے ہاتھوں میں نہیں ہونی چاہئیے اور میں آخر میں یہ عرض کروں گا کہ جیسے Caretaker پرائم منسٹر نے ایک فیصلہ کیا تھا کہ اس نے سٹیٹ بنک آف پاکستان کو autonomous body بنایا ۔ میں آج بھی اس ہاؤس کی وساطت سے اگر یہاں فنانس منسٹر صاحب موجود نہیں ہیں ۔ انٹریر منسٹر صاحب ہیں باقی منسٹر صاحبان بیٹھے ہیں جب تک آپ سٹیٹ بنک کو autonomous body نہیں بنائیں گے اس وقت تک اس ملک میں بنکوں میں گھپلے ہوتے رہیں گے ۔ یہ گھپلے کرتے رہیں گے کیونکہ یہ سیاسی رشوت ہے کسی کو loan ایک دن میں sanction ہو گا ۔ کسی کو loan پچاس دن میں sanction ہو گا جیسے کہ آپ ایک privilege motion already دے چکے ہیں ۔ جناب میں

عرضکرتا ہوں کہ مہران بنک ایک بہت بڑا سانحہ ہے ۔ اس کیلئے جس طریقے سے چوہدری شجاعت صاحب نے فرمایا میں بھی یہ request کروں گا کہ سپریم کورٹ کو یہ لکھا جائے کہ ایک جج سپریم کورٹ کااور دو جج from different provinces of Pakistan مقرر کئے جائیں اور جو جو اس میں مجرم ہیں اور جو ظالم ہیں اور جنہوں نے اس کو لوٹا ہے ان کو وہ سزا دی جائے کہ آئندہ کوئی نہ لوٹے ۔ شکریہ جی۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ جناب حسین شاہ راشدی۔

جناب حسین شاہ راشدی۔ شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع فراہم فرمایا ۔ بڑی باتیں ہوئیں دونوں طرف سے۔ مہران بنک کا سکینڈل تو ہونا ہی تھا ۔ یہ مسئلہ جو خرد برد کا ہے یہ بھی لازماً پیش آنا تھا ۔ وجہ یہ ہے کہ ۱۹۷۷ سے جب مرحوم جنرل ضیاء نے مارشل لاء لگایا ۔ جب انھوں نے جمہوریت کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینکا تو انھوں نے یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ تا حیات پاکستان پرحکرانی کریں گے ۔ ان کے سامنے فقط ایک چیلنج تھا ۔ ان کے سامنے فقط ایک مدّ مقابل تھا اور وہ سیاسی جماعت پیپلز پارٹی تھی جو اس کو چیلنج کر رہی تھی اور جس کے خوف سے وہ ہمیشہ کوشش کرتا رہا کہ ایسی پالیسیاں اپنائے کہ پیپلز پارٹی اقتدار میں نہ آ سکے اور اس کے اقتدار کو کوئی ذرہ ہھینل ؛ور اس کو اقتدار سے کوئی نکالے نہیں۔ آپ پاکستان میں خُورد بُرد کی تاریخ دیکھیں تو 1958 کے بعد یہ صورتحال پیدا ہوئی ہے ۔ اس سے پہلے 1947 سے لیکر 1958 تک بھی سیاستدان تھے ۔ اس وقت بھی کچھ سیاستدانوں پر الزامات لگے ۔ الزامات کیا تھے کہ صاحب وہ سرکاری گھر سے دو کارپٹ اٹھا لے گیا ۔ اس پر الزامات کیا تھے کہ صاحب اس کو گاڑی کے درآمدی پرمٹ کا حق نہیں تھا اس نے گاڑی کا پرمٹ لیا ۔ اور ان پر ordinary courts میں مقدمے چلائے گئے جس سے وہ بری ہو گئے ۔ خود جنرل ایوب نے یہ disqualification proceedings کروائیں تھیں اورمعمولی معمولی الزامات پر ان کو disqualify کر دیا گیا تھا جس میں ہمارے لیڈرحسین شہید سہروردی بھی تھے ۔ مگر 1958 کے بعد جب جمہوریت گئی اور یہاں مارشل لاء کا دور دورہ ہوا تو جنرل ایوب نے اپنا ایک حکمران خانوادہ پیدا کرنے کی کوشش کی ۔ میں تفصیل میں نہیں جاؤں گا ۔ آپ سب جانتے ہیں کہ جنرل ایوب کے بعد ایک خانوادے نے شوگر ملیں بھی بنائیں ، انھونے کارخانے بھی بنائے ، انھوں نے پیسے بھی خورد برد کئے وہ تمام چیزیں شروع ہوئیں وہ

معمولی معمولی عہدوں پر تھے مگر overnight ایک رات میں بڑے multi millionaire ہو گئے ۔ مگر پاکستان کی بدبختی ، پاکستان کی بدقسمتی کہ جنرل ضیاء قدرت کی طرف سے ہمارے گلے میں پڑ گئے ۔ جنرل ضیاء کی پالیسی بہت واضح تھی ۔ انہوں نے ذوالفقار علی بھٹو کو بے گناہ پھانسی دلوائی تھی ۔ اس کو ڈر تھا اس لئے اس نے پوری کوشش کی کہ پیپلز پارٹی کو کسی بھی صورت میں ختم کیا جائے اس کے لئے چاہے اگر پاکستان کی سالمیت بھی داؤ پر لگائی جائے تو اس کے لئے وہ سودا مہنگا نہیں تھا ۔ اب ان کا طریقہ واردات جناب چیئرمین ! یہ تھا کہ کچھ اس کی خوش قسمتی یہ ہوئی کہ افغانستان میں روس آ گیا ۔ اب انہوں نے کیا کیا کہ کچھ پارٹیوں کا تو انہوں نے جذبہ جہاد ابھار کر ان کو افغانستان میں بھڑا دیا تا کہ ان کی نظر یہاں نہ پڑے ۔ وہ وہاں منہمک ہو گئے، وہ تو اپنی آخرت سنوارنے کے لئے وہاں لگے رہے ۔ مسلمان نے مسلمان کو خوب مارا اور شوق یہ تھا کہ صاحب ہم آخرت میں حوروں کے پہلو میں بیٹھیں گے ۔ دوسری ترکیب جنرل ضیاء نے یہ کی کہ وہ نئے لوگ سیاست میں لائے ۔ وہ لوگ جو سیاست کو تجارتی بنیادوں پر چلائیں ۔ اس لئے آپ دیکھیں گے کہ پاکستان کی سیاست میں اچانک نئے چہرے، نئے مہرے آ گئے ۔ کوئی دھوتی چلاتا تھا اس کو انہوں نے آگے بڑھایا وہ millionaire ہو گئے ۔ اسی طرح جس کو کوئی پوچھتا نہیں تھا ،

پھرتے ہیں میر خوار کوئی پوچھتا نہیں

وہ بھی جنرل ضیاء کے منظور نظر ہو گئے اور جنرل ضیاء نے ان کے لئے خزانے بالکل کھول دیئے ۔ آپ بیٹھ کر تاریخ تو دیکھیں اس وقت پاکستان کی سیاست پہ حاوی کون ہیں ؟ بار بار جو سکینڈل ہوتا ہے چند چہرے بالکل گلاب کے پھول کی طرح ابھر آتے ہیں ان پر الزام لگتے ہیں یہ نام کون سے ہیں ؟ یہ کہاں سے آئے؟ اس کی سیاسی struggle کیا تھی ؟ ان کی جمہوریت کے لئے کیا خدمتیں تھیں؟ نہیں وہ فقط یہ تھا کہ کسی بھی صورت میں لوگوں کو ابھار کر ان کو پیسہ دے کر اور پیپلز پارٹی کو اقتدار سے اور احتساب وہ جو کرنا چاہتی تھی اس سے دور رکھا جائے ۔ فقط انہوں نے تاجر اور وہ تاجر بھی ایسے انہوں نے ڈھونڈے جن کا ماشاء اللہ نظام ہضم بھی بہت اچھا ہو ۔ اربوں روپیہ کھا جائیں تب بھی ان کو کوئی فرق نہیں پڑتا ۔ قطعاً ظاہر نہیں ہوتا اور پھر ان میں یہ بھی حوصلہ ہو کہ تب بھی ان کو کوئی فرق نہیں پڑتا ۔ وہی slim اور وہی بڑے smart بنے پھر رہے ہیں قطعاً ظاہر نہیں ہوتا۔ اور پھر ان میں یہ بھی حوصلہ کہ اتنے بڑے

الزامات لگنے کے بعد پھر اس کو defend بھی کریں۔ پھر یہ بھی ثابت کریں کہ وہ قوم کے خادم ہیں۔ تو سر یہ چیز یہ جو آج سانحہ ہوا ہے یہ تو لازماً رونا ہونا تھا کیونکہ سیاست پاکستان کی عوام سے نکل چکی ہے۔ اور جنرل ضیاء نے اداروں کو سیاست میں ملوث کیا ان اداروں کے ذریعے کچھ اداروں کو جہاد افغانستان میں لگایا اور کچھ اداروں کو یہ کام سونپا گیا کہ وہ پاکستان کی سیاست میں جو نئے mushrooms پیدا ہونے ہیں ان کی آبیاری کرے پیسوں کے چھنٹے لگائیں۔ تاکہ وہ نشو ونما پائیں یہی صورت حال آج ہمارے سامنے موجود ہے۔ پاکستان میں ہارس ٹریڈنگ کا لفظ کب اور کیسے مروج ہوا؟ ۱۹۸۹ میں محترمہ بے نظیر بھٹو کی اس گورنمنٹ کے خلاف جب عدم اعتماد کا موشن آیا اس زمانے میں پیسوں کا عمل دخل شروع ہوا۔ وجہ یہ تھی کہ جنرل ضیاء تو اس وقت نہیں رہے اللہ نے اپنے ٹائم ٹیبل کے مطابق ان کو بلا لیا۔ مگر ان کی باقیات یہاں موجود تھیں لہذا ایجنسیز نے اور وہ جو ایک نظام بنا ہوا تھا انہوں نے کہا کہ ان باقیات کو آگے بڑھانا چاہئے۔ ۱۹۸۹ میں پہلی دفعہ پیسے چلے ۱۹۸۹ میں پہلی مرتبہ یہ initiate ہوا جب نواز شریف نے بحثیت چیف منسٹر پنجاب کے لوگوں کو گھیر گھار کر پرفضا مقام پر بھیڑ بکریوں کی طرح بند کر دیا۔ پھر آپ آئیے ۱۹۹۰ کے الیکشن پر اس وقت ہی پتہ چل گیا تھا کہ یہ الیکشن عوام سے چھینا گیا۔ پیپلز پارٹی نے ایک کتاب بھی شائع کی کہ How 1990 elections were stolen, مگر خدا کی قسم شاباش ہے آئی جے آئی کے حوصلے کو وہ بڑی ڈھٹائی سے کہتے رہے کہ نہیں ہم منتخب ہو کر آئیں ہیں اب جو بھانڈا پھوٹا ہے سر تو معلوم ہوتا ہے کہ ۱۹۹۰ میں پیسے چلے تھے ۱۹۹۰ میں بنکوں کے منہ کھول دیئے گئے تھے۔ آپ کو معلوم ہوگا آپ کے پاس وہ سب کچھ ہے آپ پوری چیز سامنے لائیں۔ اور لائی چاہیے۔ گزارش میں یہ کر رہا تھا کہ کوشش ہوئی جس میں وہ کامیاب نہیں ہونے کہ ۱۹۹۰ میں آئی جے آئی ایک دفعہ پھر اقتدار میں آئے۔ آئی جے آئی کس نے بنایا۔ اور ون ٹو ون کی جو ترکیب نکالی گئی پیپلز پارٹی سے مقابلہ کرنے کے لئے وہ کس نے بنائی۔ اور ۱۹۹۰ میں جو انتخابات جیت کر آئے انہوں نے پیسے کہاں سے لائے۔ تو صاحب یہ تو بالکل اظہر من الشمس ہے کہ ایک سسٹم جنرل ضیاء بنا گئے۔ جس میں اس کے پروردہ لوگوں کو کسی بھی صورت میں اقتدار کے ایوانوں میں جلوہ افروز ضرور ہوں۔ اور یہی وجہ ہے کہ یہ مہران بنک کا سکینڈل آپ کے سامنے ہے یہ کوئی چیز نہیں ہے یعنی خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے۔ تاج کمپنی برسوں سے چل رہی تھی۔ کوآپریٹو میں لوگوں کے پیسے کھا گئے جناب تاج کمپنی جو قرآن شریف چھاپتی تھی وہ بھی

پیسے کھا گئی۔ انہوں نے دیکھا کہ جب ایک کام شروع ہے اس بہتی گنگا میں ہر ایک نے نہانا شروع کر دیا۔ تو یہ جو ہے اس میں وہ فقط یونس حبیب culprit نہیں ہے میں تو کہتا ہوں کہ culprit وہ ہیں جو یونس حبیب کے پیسوں سے اوپر آئے ہیں' جو جنرل ضیاء کی پالیسیوں کی وجہ سے اوپر آئے ہیں۔ آپ احتساب کریں یونس حبیب کا بیشک کریں مگر ان کے ساتھ ساتھ خدا را آپ دیکھئے تو سہی کہ وہ جو دوسرے لوگ ہیں وہ کس طرح اقتدار میں آئے ہیں۔

جناب یونس حبیب صاحب کے متعلق کہا گیا کہ صاحب اس کو آصف زرداری صاحب نے promotionدیا میں گزارش کروں گا کہ میں آصف زرداری صاحب کی طرف سے brief hold نہیں کر رہا مگر ہمارے سامنے جو service career یونس حبیب کا لایا گیا ہے اس کی chronology دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ وہ یکم جنوری ۱۹۸۶ء کو promoted as Excutive Vice President ہے۔ اس زمانے میں آصف زرداری کا کوئی دخل نہیں ہے۔ اس کے بعد پھر آپ دیکھیں گے کہ He was appointed as a Provincial Chief Sindh یہ ہوا ہے ۲۲ مئی ۱۹۸۶ء کو جب آصف زرداری صاحب نہیں تھے اور یہ ہی وہ period ہے جب بحیثیت provincial chief Sindh کے یونس حبیب صاحب نے یہ گل کھلائے تھے۔ اس کے بعد آپ دیکھیں کہ ۱۹۹۰ء میں he was arrested for sanctioning loan for Rs. 30 crore for Duty Free Shop Project ۱۹۹۰ء میں یہ ہوا ہے۔ ۱۹۹۰ء میں پیپلز پارٹی گورنمنٹ جا چکی تھی اور اس کے بعد آپ دیکھیں کہ ۱۹۹۱ء میں وہ پھر پروموٹ ہوئے ہیں' پھر 9-10-91 کو پروموٹ ہوئے ہیں' پھر نومبر ۱۹۹۱ء کو ہوئے ہیں' جس میں پیپلز پارٹی کی حکومت کا کوئی عمل دخل نہیں تھا۔ اس وقت جو ہے آئی جے آئی قوم کے کندھوں پر سوار تھی یہ پروموشن انہوں نے ان کو دیا ہے۔

جناب چیئرمین میرے عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اب اس سلسلے کو ختم ہونا چاہئے۔ آپ کے ہاں بنکنگ کا نظام ختم ہو چکا ہے' ہمارے ہاں جس طرح شفقت محمود صاحب نے بالکل صحیح تجزیہ کیا ہے کہ صاحب جب بنکوں کی privitisation کا سلسلہ شروع ہو' پورا گھپلا وہیں سے ہوا۔ پہلے جو ہے کوشش یہ تھی کہ بنکوں سے پیسہ وصول کریں' پھر یہ ہوا کہ کیوں نہ بنکوں کو ہی ہڑپ کیا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔ کیونکہ میں نے جیسے گزارش کی کہ انکا مالیاتی نظام ہضم جو ہے وہ کافی وسیع تھا اور اس کو جتنے جتنے پیسے ملتے رہے نظام ہضم اتنا ہی وسیع ہوتا چلا گیا اور انہوں نے بنکوں تک پر قبضہ کرنے کی کوشش کی۔ میں اس ایوان سے گزارش کروں گا کہ اس

معاملے میں بالکل چھان مین ہونی چاہیئے' کمیشن بنا ہے' انکوائری کمیشن بنا ہے' جسٹس دراب پٹیل ہیں' بہت صحیح فیصلہ ہے' جسٹس دراب پٹیل صاحب کی دیانتداری اور ایمان داری اور integrity پر کوئی شک نہیں کر سکتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان میں جو جج گزرے ہیں' اور جنہوں نے بالکل غیرمتنازعہ نیک نامی پائی ہے' اس میں جسٹس دراب پٹیل بھی ہیں۔ اس کے terms of reference ایسے بنانے چاہئیں تا کہ جس سے معلوم ہو کہ اس کے اسباب کیا تھے' اور ان بدعنوانیوں سے کون لوگ مستفید ہونے ہیں' اور مجھے یقین ہے کہ اگر اس کمیشن نے کام کیا اور اس کے سامنے تمام حقائق لانے گئے تو میں عرض کروں گا کہ

کھلیں گے راز سربستہ' بڑی رسوائیاں ہوں گی

جناب قائم مقام چیئرمین ۔بہت بہت شکریہ جناب حسین راشدی صاحب ۔ میں اب آپ سے گزارش کرنا چاہوں گا کہ کیا اب مزید چلائیں گے ۹ تو بج رہے ہیں ۔ نہیں میں پوچھتا ہوں ۔ چلائیں گے ؟ اب اس طرف سے جناب آئیں گے ۔ نام ہے اس وقت پروفیسر ساجد میر صاحب کا ۔ میں فلور ان کو دیتا ہوں ۔

جناب ساجد میر ۔ بسم اللہ' الرحمان الرحیم ۔ شکریہ جناب چیئرمین ۔ جناب مہران گیٹ سکنیڈل پر آج کی بحث کا آغاز کرتے ہونے جناب وزیر داخلہ نے جو بیان دیا ہے اس سے یہ تاثر ملتا ہے کہ یہ سکینڈل ایک فرد کا سکینڈل ہے ۔ جس کا نام یونس حبیب ہے ۔ اور اس سے یہ تاثر بھی ملتا ہے جس کو اس سائیڈ کے دوستوں نے کچھ اور گہرا کرنے کی کوشش کی ہے ۔ کہیہ ایک ہی پارٹی سے یا چند مخصوص پارٹیوں سے تعلق رکھنے والے سیاستدانوں کا سکینڈل ہے مگر جناب والا حقیقت یہ ہے کہ یہ سکینڈل ہمارے مالیاتی نظام کا سکینڈل ہے ۔ یہ ناکامی ہمارے مالیاتی نظام کی نا کامی ہے ۔ اور ہمیں ان factors پر غور کرنا چاہیئے جنہوں نے ہمارے اس مالیاتی نظام کو اس حد تک ناکارہ کیا ہے کہ اس طرح کے سکینڈل پیدا ہونے ہیں اور اگر ہم اپنے مالیاتی نظامکی اصلاح نہ کر سکے تو آئیندہ بھی پیدا ہوتے رہیں گے ۔ دوسری بات جو مجھے واضح طور پر محسوس ہوئی ہے وزیر داخلہ صاحب کے بیان سے اور ان دوستوں کے بیان سے وہ یہ ہے کہ انہوں نے چند حقائق کو بہت اچھالا ہے اور چند حقائق کی پردہ پوشی کرنے کی کوشش کی ہے ۔ آخر کیا وجہ ہے کہ اس بینکنگ فراڈ کے مرد اول کا جس نام یونس حبیب لیا گیا اس کا تعلق ملک

کے مرد اول سے ہے وہ کیوں چھپایا گیا ہے ۔ اور جیسا کہ قاضی صاحب نے اور دوسرے دوستوں نے کہا جس انداز میں اس حکومت کے مالیاتی ماہر جناب وی اے جعفری کا جو تعلق اس سے بنتا ہے اس کی پردہ پوشی کرنے کا اہتمام کیوں کیا گیا ہے ۔ جناب والا جب تک ہم facts میں نہیں جائیں گے اور ان factors پر غور نہیں کریں گے جو اس مالیاتی سکینڈل کے ذمہ دار ہیں ۔ اس وقت تک اصلاح کی کوئی صورت پیدا نہیں ہوگی ۔ یہاں یہ کہا گیا کہ privatization کا جب سے عمل شروع ہوا اس وقت سے بینکنگ فراڈ شروع ہوئے ۔ یہاں یہ بھی کہا گیا کہ جنرل ضیاء الحق کے زمانے سے ان عناصر کی اور ان چیزوں کی حوصلہ افزائی ہوئی جن سے یہ بینکنگ فراڈ پیدا ہوئے۔ لیکن facts are facts جناب والا ' حقیقت یہ ہے کہ اس ملک کے مہران گیٹ سکینڈل کی اور اس ملک کے مالیاتی نظام کے سکینڈل کی بنیاد اس روز رکھی گئی تھی جس روز جناب ذوالفقار علی بھٹو نے دوسری چیزوں کے ساتھ بینکوں کو Nationalise کیا تھا ۔ بد قسمتی سے اس ملک میں Executive کو ہر چیز میں اور اسی طرح مالیاتی نظام میں جو پاورز حاصل ہیں ان کی وجہ سے یہ ساری خرابیاں سامنے آ رہی ہیں ۔ checks and balances کا وہ نظام جو جمہوریت کا حصہ ہے جو جمہوریت کی روح ہے اور جس کے بغیر جمہوری سسٹم مناسب طور پر نہیں چل سکتا وہ checks and balances کا نظام نہ ہم مالیاتی نظام کے اندر لا سکے ہیں اور نہ کسی اور نظام کے اندر لا سکے ۔ یہی وجہ ہے کہ آج اس سکینڈل پر ہم بحث کریں گے کچھ باتیں ادھر سے ہونگی کچھ باتیں ادھر سے ہونگی کچھ الزام تراشی ادھر سے آئے گی کچھ ادھر سے آئے گی لیکن کسی نتیجے پر ہم نہیں پہنچ سکیں گے ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس ملک کے منتخب اداروں کو مالیاتی نظام سے اس طرح نکال کر باہر کیا گیا ہے جس طرح مکھن سے بال نکالا جاتا ہے ۔ اس ملک کے منتخب اداروں کو کوئی controling power حاصل نہیں ہے ملک کے مالیاتی اداروں پر ۔ اور یہی وجہ ہے کہ Executive میں ' انتظامیہ میں اور حکومت میں جو بھی افراد ہوتے ہیں وہ من مانی کرتے ہیں ۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے نجی دوروں پر کروڑوں روپے خرچ کرتے ہیں ۔ اور ان کو سرکاری دورے بنانے کی کوشش کرتے ہیں ۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنی مرضی impose کرتے ہیں اور اس کو قانون کا نام دیتے ہیں۔ جب تک اس ملک کے منتخب ایوان اور ان کی متعلقہ کمیٹیوں کا control نہیں ہوگا ۔ تمام معاملات اس وقت تک اسی طرح چلتے رہیں گے ۔ لیکن جناب والا یہ معاملے کا صرف ایک پہلو ہے دوسرا پہلو اس معاملے کا یہ ہے کہ مختلف حکومتوں نے سٹیٹ بینک کے

کنٹرول کو، اس کی regulatory powers کو ہمیشہ کم کرنے کی کوشش کی ہے اور اس کا ایکمظہر، اس کا ایک نمونہ آج ہم اس طرح بھی دیکھتے ہیں کہ معین قریشی صاحب کی Caretaker Government نے سٹیٹ بینک کی regulatory powers کو زیادہ کرنے کے لیے سٹیٹ بینک کے گورنر کے جو اختیار دیئے تھے جس کے لئیے انہوں نے Ordinance جاری کروائے تھے، جس مقصد کے لیے، موجودہ حکومت اگر ذمہ دار ہوتی، مالیاتی نظام کی اصلاح کرنا چاہتی اور جن خرابیوں کا وہ ڈھونڈورہ پیٹ رہے ہیں اور جن کو وہ اپنے اس اصول کے مطابق کہ تاریخ کو مسخ کرو اور اس کو اپنے انداز میں بیان کرنے کی کوشش کرو۔ جس طرح کے اصول کے مطابق وہ اپنی خرابیوں کا الزام دوسروں پر تھوپنے کی کوشش کر رہے ہیں اگر وہ مخلص ہوتے تو اس Ordinance میں ترمیم نہ کرتے، اس کو واپس نہ لیتے اور اس میں سٹیٹ بینک کی جو regulatory powers ہیں ان کو کم کرنے کی کوشش نہ کرتے۔ تیسرا factor جناب والا اس سلسلے میں یہ ہوا کہ banking council بھی ایک ہمارے ملک کے اندر موجود ہے لیکن اس کو بھی حکومت نے اپنا آلہ کار بنا یا ہوا ، اس کا بھی ایک نمونہ ابھی آپ کے سامنے بینکوں کی nationalization کا جو قانون لایا گیا ہے، ایوان میں موجود ہے۔ اور اس پر ہم غور کرنے جا رہے ہیں اس میں بھی یہ provide کیا گیا ہے کہ جب حکومت چاہے اس وقت banking council ان defaulters کی لسٹ دے گی جنہوں نے قوم کو لوٹا ہے، جنہوں نے ملک کے خزانے کو لوٹا ہے، جنہوں نے بینکوں کو لوٹا ہے حالانکہ یہ حکومت کی discretion پہ نہیں ہونا چاہیئے۔ اگر یہ حکومت مخلص ہے اور نیک نیتی کے ساتھ الزام دھر رہی ہے دوسروں پر اور واقعتا سمجھتی ہے کہ دوسرے باقصور ہیں اور یہ بے قصور ہیں تو پھر ان کو اخلاص نیت کے ساتھ یہ معاملہ اس طرح لے کر آنے چاہیئے تھا کہ banking council پر چھوڑتے کہ وہ periodically چھ مہینے کے بعد یا سال کے بعد اپنی discretion پر ان تمام defaulters کے نام قوم کو بتائے، عوام کو بتائے جو قوم کا روپیہ لوٹنے والے ہیں۔ ان کے اپنے دوسروں کو یہ الزام دیتے ہیں لیکن اپنے اقدامات جو کرتے ہیں وہ یا تو پہلے ان اقدامات کا تسلسل ہوتے ہیں یا اس سے بھی بدتر ہوتے ہیں۔ چوتھی بات جو اس سلسلے میں ہوئی وہ یہی تھی کہ defaulters کا نام جاننے تک کے حق سے بینک secrecy کے نام پر، رازداری کے نام پر قوم کو، عوام کو بینکوں میں روپے رکھوانے والوں کو، depositors کو اس حق سے محروم کیا گیا کہ وہ کم از کم جان توسکیں،

کم از کم انہیں پتہ تو چل سکے کہ ان کو لوٹنے والے کون ہیں۔ اور آج بھی وہی انداز جاری ہے کہ bank secrecy کے نام پہ عوام یہ جاننے کا حق نہیں رکھتے اور اسی لئیے بعض نام چھپائے جا رہے ہیں اور بعض ناموں کو اچھالا جا رہا ہے لیکن ہم جانتے ہیں کہ عوام کی دولت کو لوٹنے والے کون ہیں' وہ کہا نہ کسی نے کہ

منہ کہاں تک چھپاؤ گے ہم سے

تم کو عادت ہے خودنمائی کی

یہ عوام جانتے ہیں کہ اس میں جو نام لئیے جا رہے ہیں وہ کس حد تک ملوث ہیں۔ میرا یہ دعویٰ ہے کہ بعض نام جو لئیے گئے چودھری شجاعت حسین صاحب' ان کا نام لیا گیا۔ نواز شریف صاحب کا نام لیا گیا' بعض دوسرے افراد کا نام لیا گیا' وہ ردعمل کے طور پر لیا جا رہا ہے' reaction کے طور پر لیا جا رہا ہے اور اس بیمار ذہنیت کی وجہ سے لیا جا رہا ہے کہ ہمارے نام چونکہ اس کے اندر موجود ہیں اور ہم نے انہیں چھپانا ہیں اس لئیے بعض مخصوص ناموں کو اچھالا جائے تاکہ پبلک کی توجہ ان کی طرف ہو اور ہماری طرف کوئی دیکھنے بھی نہ پائے۔ لیکن سب جانتے ہیں کہ اس ملک میں' اس banking fraud کی بنیاد کس نے رکھی اور کون اس کو لے کر آگے چل رہا ہے' کون سٹیٹ بینک کو اس کی regulatory powers دینے سے انکار کر رہا ہے' کون banking council کو حقائق چھپانے پہ آمادہ اور مجبور کر رہا ہے اور کون اس کو یہ power نہیں دے رہا کہ وہ فراڈ کرنے والوں اور دولت لوٹنے والوں کے ناموں سے کم از کم ہمیں آگاہ کر سکیں۔ جنابوالا' یہ نام جو چھپائے جا رہے ہیں ان میں بڑے بڑے تہجد گزاروں کے نام بھی آتے ہیں' جو Mr. clean ہونے کی شہرت رکھتے ہیں اس ملک میں' ان کے نام بھی موجود ہیں۔ اور جن کے بارے میں یہ تاثر دیا گیا کہ وہ بڑے نمازی ہیں اور بڑے پرہیزگار ہیں اور ملک کے اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں' ان کے نام بھی موجود ہیں لیکن ان کو چھپایا جا رہا ہے۔ آخر کب تک یہ چھپایا جائے گا جناب والا!

ایک دن حساب ہو گا کہ دنیا کے واسطے

کن صاحبوں کا مسلک رندان چھٹ گیا

یہ پبلک جانتی ہے اور ان حقائق سے جو کچھ انہیں معلوم نہیں ہے وہ جان لے گی کہ کن لوگوں نے اس ملک کو فراڈ کے ذریعے اور بینکوں کے سکینڈل کے ذریعے لوٹا ہے اور لوٹتے چلے جا رہے ہیں۔ صورتحال کی اصلاح کے لیے جب تک وہ قدم نہیں اٹھائے جائیں گے جو ضروری ہیں جن کا

میں عنقریب تذکرہ کر کے اپنی بات کو ختم کرنے کی کوشش کروں گا اس وقت تک یہ صورتحال چلتی رہے گی اور ہمارے ہاں وسائل لوٹے جاتے رہیں گے۔ یہاں بار بار اورتسلسل کے ساتھ یہ بھی کہا گیا کہ مہران بینک سے یا دوسرے بنکوں سے جو وسائل لوٹے گئے، خاص طور پرمہران بنک سے۔ وہ 1990. کے الیکشن میں استعمال ہوئے اور نواز شریف صاحب کو برسراقتدار لانے کے لئے استعمال ہوئے ۔ سب کو معلوم ہے کہ اگر کسی نے یہ الیکشن rig کئے تھے تو اس کا مقصد نواز شریف کو برسراقتدار لانا نہیں تھا۔ سب کو معلوم ہے کہ وہ ان صاحب کو برسراقتدار لانا چاہتے تھے جو وقتی حلیف ہیں حکومتی پارٹی کے۔ اس معاملے کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ اصل rigging کا الزام، اسلم بیگ پر تھا۔ ان کو تمغۂ جمہوریت سے نوازا گیا۔ اگر rigging ہوئی تھی اور اس کاالزام کسی پرآتا تھا تو وہ سابق صدر اسحاق خان پر آتا تھا۔ لیکن جناب جب اس ملک میں وہ crucial موڑ آیا۔ جب سیاسی قوتیں اپنی طاقت منوا سکتی تھیں اور بیوروکریسی اور فوج پر سیاسی بالا دستی ثابت کر سکتی تھیں تو افسوس کی بات یہ ہے کہ جمہوریت کےعلمبرداروں نے غیر سیاسی قوتوں کاساتھ دیا اور غیر سیاسی قوتوں کی مدد سے یہ برسراقتدار آئے۔ آپ حوصلہ پیدا کریں سننے کا یہاں جنرل ضیاء الحق کی بات ہوئی ہے، یہاں نواز شریف کی بات ہوئی ہے۔ ہم نے تحمل سے سنا ہے۔ آپ بھی حوصلہ پیدا کریں۔ آپ جمہوریت کےعلمبردار بنتے ہیں، اورسنیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ مداخلت نہ کریں ۔ آپ خاموش رہیں۔

جناب ساجد میر ۔ جناب چیئرمین ! ان کی مداخلت کی وجہ سے مجھےکچھ وقت اور لگانا پڑے گا۔ یہ بات ابھی سمجھ نہیں پائے یا انہوں نے سمجھنے کی کوشش نہیں کی ۔ سیاسی بحران جو پیدا کیا گیا۔ آٹھویں ترمیم کے مسئلے پر جو اختلاف پیدا ہوا اس سلسلے میں میرا کہنا یہ ہے کہ اگر یہ واقعتاً جمہوریت کے علمبردار ہوتے ۔ نوازشریف برسراقتدار آتا یا کوئی بھی آتا۔ یہ fight کرتے سیاسی قوتوں کے ساتھ۔ یہ غیر سیاسی قوتوں کے ساتھ fight نہ کرتے۔ انہوں نے غیر سیاسی قوتوں کے ساتھ fight کر کے یہ ثابت کر دیا ہے ہمیشہ کے لئےکہ ان کی جمہوریت کے لئے علمبرداری جھوٹی ہے اور سراسر غلط ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ جناب وقت کا خیال رکھیں ۔

جناب ساجد میر ۔ آخری بات گزارش کرتا ہوں ۔ جب تک چار چیزیں میری ناقصرائے میں نہیں کریں گے اس وقت تک یہ سکینڈل اور اس طرح کے دوسرے سکینڈل منظر عام پر آتے رہیں گے اور اس ملک کو مالی تباہی کے کنارے پر پہنچاتے رہیں گے۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ مہران بنک کے سلسلے میں ایک کمیشن قائم ہوا ۔ بڑی اچھی بات ہے لیکن یہ ایک مکمل طور پر با اختیارکمیشن ہونا چاہیئے اور جیساکہ تجویز کیا گیا ہے ۔ ہر آدمی کو جو اس سلسلے میں معلومات رکھتا ہے یا مدد کر سکتا ہے اس کو جانتے اور اپنے موقف بیان کرنے کی اجازت ہونی چاہیئے اور موقع ملنا چاہیئے ۔

دوسری بات جو کرنی ضروری ہے ۔ وہ State Bank کا مالیاتی نظام اور بنکنگ سسٹم پر مکمل کنٹرول سےمتعلق ہے۔ جب تک ہم State Bank کو خود مختارنہیں بناتے یہ سیاسی تقرریاں اور آئے دن کی گورنر State Bank کی تبدیلی ہوتی رہے گی ۔ جناب راشدی صاحب نے کچھ تاریخ بیان کی ہے ۔ذرا بھٹو صاحب کے زمانے کی تاریخ بھی دیکھیں کہ اس دور میں کس تسلسل کے ساتھ اور کتنی مرتبہ State Bank کے گورنر بدلتے رہے ۔ اس کا نتیجہیہ ہوا کہ سیاسی جنگ win کرنے کے لئے حکومت کی side لینا پڑی اور اس کے احکام پر بلاچوں و چرا عمل کرنے کے لیئے آمادہ ہونا پڑا ۔

تیسری بات یہ ہے کہ بنکنگ کونسل کو با اختیار بنایا جائے ۔ اس کو ایک بےنام ادارہ نہ رہنے دیا جائے۔ اسے ایک بااختیار ادارہ بنایا جائے ۔ وہ اپنے طور پر جیسے میں نے گزارش کی ان تمام افراد کے ناموں سے قوم کو آگاہ کرے جو اس ملک کوفراڈ سے لوٹ رہے ہیں۔ ہم تو سود پر چلنے والے اس بنکنگ سسٹم کے نظام کے خلاف ہیں ۔لیکن برائی کو بہت بڑی برائی ٬بہت زیادہ برائی ٬ برائی کو اور زیادہ برا اس چیز نے بنایا کہ بنکوں کے وسائل تو عوام اور چھوٹے آدمی فراہم کرتے ہیں لیکن ان کو استعمال بڑے آدمی کرتے ہیں ۔ صرف نواز شریف کے دور میں ایسا ہوا کہ متوسط طبقے کو ٬ غریب طبقے کو بھی بنکوں کے وسائل سے استفادہکرنے کی اجازت ملی۔ ییلوکیب سکیم کے تحت اور دوسری سکیموں کے تحت اسی وجہ سےمیں کہتا ہوں کہ نوازشریف کو ہٹانے میں جو ذہنیت کام کر رہی تھی۔ کہتے ہیں کہ تاجر ذہنیت اور تاجر سیاست تھی۔ اصل میں بنکنگ فراڈ ہو یا ہماری دوسری بیماریاں ہوں ان کی جڑ وڈیراازم میں ہے اور وڈیرا ازم کسی کواس ملک کے اندر سر اٹھاتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا۔ بنکے گرانے کا معاملہ میرے

نزدیک symbolic معاملہ ہے ۔ یہ وہی بات ہے کہ جاگیر دار یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ اس کے سامنے کوئی دوسرا سر اٹھائے۔

نثار تیری گلیوں پر اے وطن کہ جہاں
چلی ہے رسم کہ کوئی نہ سر اٹھا کہ چلے

آخری بات جناب والا ، چوتھی بات یہ ہے کہ پارلیمنٹ کی ایک با اختیار کمیٹی ، کمیشن اپنی جگہ پر کام کرتا رہے اس سے کوئی ہمیں اختلاف نہیں ہے ۔ لیکن با اختیار پارلیمانی کمیٹی ہو اس کے ساتھ اگر آپ چاہیں Judges کو include کریں ۔ ایک مستقل احتسابی کمیشن کی اس ملک کو ضرورت ہے جو اس طرح کے تمام فراڈ کا ، اس طرح کے تمام سکینڈلز کا suo motoنوٹس لے سکے ، ان کا تدارک کر سکے ، اگر یہ چار باتیں ہم نہیں کرتے ۔ تو میں ادب سے گزارش کروں گا کہ آج کی یہ ہماری ساری گفتگو لا حاصل ہو گی ۔ جناب چیئرمین آپ کا شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین ۔ شکریہ جناب ۔ شیخ صاحب آپ بات کرنا چاہیں گے ۔ اختصار سے کام لیجئیے گا۔

شیخ رفیق احمد ۔ میری تو بہت اختصار سے کام لینے کی نیت تھی اور مسئلہ بھی بڑا محدود تھا ۔ مگر اب میرے فاضل عمر میں تو چھوٹے ہیں لیکن ویسے میں انہیں بزرگ تصور کرتا ہوں ۔

ذکر جب چھڑ گیا قیامت کا
بات پہنچی تیری جوانی تک

وہ کہاں سے کہاں جا پہنچے ۔ میں تو یہ سمجھتا تھا کہ وہ Banking institution کی ہی مخالفت کریں گے مگر ان کی تقریر تو Banking institutions کو بالکل مادر پدر آزاد کرنے کے سلسلے میں تھی ۔ بہر حال یہ ان کا اپنا نقطہ نظر ہے ۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں ایک سینٹ کا ادنیٰ رکن ہونے کی حیثیت سے بھی اور اپنی پارٹی کا ایک ذمہ دار رکن ہونے کی حیثیت سے بھی ، بڑے فخر سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ ہم نے اس وقت کے پرائم منسٹر کو بار بار political package پیش کیا ۔ لیکن محترم نواز شریف صاحب نے ہمارے package پر غور کرنے کی بجائے ، چیف آف دی آرمی سٹاف اور اس وقت کے پریذیڈنٹ کا حکم ماننا قبول کیا

we are on record, more than once, we presented to him our political package for

a political settlement, for a political election, which we both could have been able to supervise.

مگر ان کو یہ قبول نہیں تھا اور آج میں یہ بھی کہتا ہوں۔ آپ ان کو روکتے میر صاحب ! اس وقت تو آپ کی زبانیں گنگ ہو جاتی ہیں جب محترمہ کو اور پاکستان پیپلز پارٹی کو گالی دی جاتی ہے اور جب ہم جواب دیتے ہیں تو شور مچانا شروع ہو جاتے ہیں ۔ اور مجھے یہ فخر ہے کہ میری پارٹی نے ایک مرتبہ بھی اسحاق خان کو یہ پیش کش نہیں کی کہ تم ہمارے candidate ہو گے ۔ اور it is on record ایک مرتبہ اس اعلان کے بعد کہ ہم اسحاق خان کو اپنا صدارتی امیدوار نہیں بنائیں گے ۔نواز شریف نے پھر ایوان صدر کے دربار میں حاضر ہو کر یہ پیش کش کی گئی کہ You will be our future candidate for the President یہ رات کی تاریکی میں ہی ہوا تھا۔

Mr. Acting Chairman: No cross talk please.

چھوڑیں آپ بات کرنے دیں۔جی پلیز۔

Shaikh Rafiq Ahmed: I expect that the Leader of the Opposition would save his friend.

یہ نہیں ہو سکتا کہ مجھے گالی دی جائے اور آپ مجھے اجازت نہ دیں کہ میں ان کا جواب دے سکوں ۔ میں تو صرف right to reply استعمال کر رہا ہوں۔

راجہ محمد ظفر الحق۔جناب چیئرمین یہ بحث ایک particular مسئلے کے اوپر ہو رہی ہے اگر اس کو اس طریقے سے پھیلایا جائے تو یہ تو لامتناہی سلسلہ ہے ۔

Shaikh Rafiq Ahmed: I agree with my learned friend, Leader of theOpposition but this can't be allowed and this can't go unchallenged. I have an inherent right when we are criticised for matters beyond the schedule or beyond the item. I have the right, even on the point of personal explanation, on my behalf . Now, coming to the point, Sir.......

جناب قائم مقام چیئرمین۔ہمیں آپ جیسے بزرگ سیاستدان سے توقع ہے کہ آپ اصل مسئلے کی طرف تشریف لائیں گے ۔

شیخ رفیق احمد ۔جناب چیئرمین میں دو تین منٹ میں اپنی بات ختم کر دوں گا ۔

Mr. Acting Chairman:Thank you very much.

شیخ رفیق احمد ۔ میری گذارش کچھ اس طرح ہے کہ وہ دوست جنھوں نے پچھلے آٹھ سات سو سال میں economic, political and social development کا مطالعہ کیا ہے اس دنیا کا اور خاص طور پر یورپ کا۔۔۔

they would agree with me that cooperative movement played a very vital role in the economic , industrial and agricultural development of those countries . Sweden, Germany, France and Holland: they all owe their present economic development to the cooperative movement and in our country cooperative movement has always been Provincial subject. Mr. Nawaz Sharif has been the Chief Minister of Punjab for about 7/8 years. I am not going to criticise, who took the loan, who helped to take the loan: how much the loan was taken by me or by my friends on the other side, that is not my question. He failed to protect the cooperative movement which existed in the Sub-continent for over hundred years. For me, he has disqualified himself to become a leader of any policital party or a leader in any of the two Houses. Friends may not agree with me but itis how I think, a person who has been heading the Government for so many yearsdoes not know what is happening around him. The cooperative movement is going down and a person who is not able to know it he is not qualified to head a Province or a country. Sir, I move to the next point, I would take another minute and a half. Much has been said about Mr. Younas Habib and others but I have tried to, I do not know the man and personally never seen him or manypersons around him, but what has been said by our Minister for Interior that gives me an idea that it is not a fact that Mirza Aslam Baig received the money from Mr.

Younas Habib while Pakistan Peoples' Party was in Government. If Younas Habib is so thick with us, why that money was given and used against Pakistan Peoples Party? Is it not a fact that Mr. Younus Habib attended the meeting with Mr. Nawaz Sharif and MQM? If Mr. Younas Habib was close to Pakistan Peoples Party or to the Government of Pakistan Peoples Party, how would that happened? How would they settle? They went to Mr. Altaf Hussain's House and settled the matter. I do not want to go in to the details. Who can afterthese events, even think of the facts that Younas Habib was very favourbly disposed to Pakistan Peoples Party or to its Government. Sir, the facts speak for themselve . Man may lie, individuals may lie, but circumstances never lie. They come up openly and everybody notices that. Then, Sir, I would agree and I would fully endorsed the Leader of the Opposition and Leader of the House that one should not escape scrutiny, one should not escape from the hands of law and anybody who has done any dis-service to Pakistan, who has been a party to any swindling, he should be brought to books and proceeded against.

جناب قائم مقام چیئرمین۔ میں House سے یہ گذارش کرنا چاہوں گا کہ اسے مزید چلانا ہے کہ-----

(مداخلت)

Syed Iqbal Haider: This debate should be concluded today.

Mr.Acting Chairman: Malik Muhammad Hayat Khan.

ملک محمد حیات صاحب۔ نہیں ہیں۔ سید قاسم شاہ صاحب۔

سید قاسم شاہ۔ شکریہ جناب چیئرمین۔ جو مہران بینک کا معاملہ ہے میں سمجھتاہوں کہ اسپر میرا بطور سینٹ کے ممبر کے بولنا زیادتی ہو گی۔ کیونکہ یہ ایک مہران بینک کا معاملہ نہیں ہے بلکہ اس کو سن کر آدمی اگر یہ سوچے کہ ہمارے ملک و قوم کے مستقبل کا کیا ہو گا تو اس پہ

انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر ہم کواپریٹو سکینڈل کو دیکھیں، تاج کمپنی کے سکینڈل کو دیکھیں اور آج یہ سکینڈل ہمارے سامنے آیا ہے۔ اسی طرح اگر ہم یہ دیکھیں کہ پاکستان کے اندر جن اداروں کو پچھلی حکومت نے پرائیویٹائیزیشن کے نام پر لیا ہے، اگر اس کے بارے میں ہم سوچتے ہیں تو ہم سمجھتے ہیں کہ اس ملک کا آگے چلنا بڑا مشکل ہے۔ آج کے دور کے اندر عام اور غریب آدمی کی زندگی اجیرن ہے۔ جیسے قاضی حسین احمد صاحب نے کہا غریب آدمی کو دو وقت کی روٹی نہیں ملتی۔ لیکن بعض لوگ ایسے ہیں کہ جو اربوں روپے لے کر آج سیاست میں بھی عروج پر ہیں۔ ان کی شان و شوکت کو دیکھیں۔ آج ان کے رعب و داب کو دیکھیں تو میں سمجھتا ہوں کہ کسی کو انصاف ملنے کی توقع کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور آج اگر ہم یہ دیکھیں کہ پیپلز پارٹی کی حکومت نے مہران بینک کے سکینڈل کو اجاگر کیا۔ کئی دفعہ ڈسکس ہونے کے بعد آج یہ سینٹ میں پھر ڈسکس کیا جا رہا ہے۔ لیکن اس کا حل کچھ بھی نہیں ہے۔ چاہئے تو یہ کہ اگر ہم ان اداروں پر جن کو ہم جمہوری پارلیمانی نظام کہتے ہیں، ان پر اگر ہمارا اعتماد ہو تو آج کی جو حکومت ہے یہ ثابت کرے کہ جس نے مہران بینک کے اندر یا کواپریٹو کے اندر یا تاج کمپنی کے اندر یا دیگر جو بدعنوانیاں کی گئی ہیں ان کو اس حکومت کا فرض ہے کہ جو قوم اور ملک نے ان پر اعتماد کیا ہے اور آج اللہ تعالیٰ نے ان کو حکومت دی ہے کہ یہ خود انصاف کریں۔ کیونکہ یہ جتنی بددیانتیاں ہوتی ہیں یہ حکومت کی طرف سے ہوتی ہیں۔ جن لوگوں کے ہاتھ میں گورنمنٹ ہوتی ہے۔ اگر گورنمنٹ اپنے اختیار کو ٹھیک استعمال کرے تو میں سمجھتا ہوں کہ کبھی بھی بددیانتی نہ ہو۔ یہ خواہ مارشل لاء کی حکومت میں ہوئی یا اس کے بعد جونیجو صاحب کو اللہ بخشے، ان کی حکومت میں ہوئی۔ اس کے بعد پھر پیپلز پارٹی کی حکومت تھی، پھر نواز شریف کی حکوت تھی اور یہاں کوئی دو تین چار ارب روپے کا مسئلہ نہیں ہے۔ یہاں تو پورے ملک کا اقتصادی نظام تباہ و برباد ہو گیا ہے۔ آگے کوئی امید نہیں ہے۔ قرضے لے کر ہم اپنا وقت گزارتے ہیں۔ آج بھی جو ادارے یا جو طبقے، بدنام تو سب سے زیادہ سیاستدان ہوتے ہیں۔ کیونکہ آج کی ڈسکشن کے اندر میں نے دیکھا ہے کہ ایوان کے ایک طرف سے دوسروں کو دبانے کی کوشش کی جاتی ہے اور دوسرے دوسروں کو دبانے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن رزلٹ کوئی سامنے نہیں آ رہا ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ جوڈیشل کمیشن اس کے لئے ایک سسٹم ہو۔ جنرل صاحب نے کہا کہ ہم نے ایک جسٹس پٹیل صاحب کو مقرر کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ

بات ایسی نہیں ہے۔ بلکہ یہ موجودہ حکومت کا کام ہے کہ وہ اپنی دیانت داری سے اس چیز کا تدارک کرے ۔ اس میں کواپریٹو بھی ہے ، تاج کمپنی بھی ہے اور اس میں جو انہوں نے دوسرے ادارے دئے ہیں اور یہ مہران بینک ہی نہیں ، اس میں گورنمنٹ کے لوگ بھی آتے ہیں۔ ہمیں بھی پندرہ بیس سال سیاست میں ہوئے ہیں۔ خدا کی قسم ہم تو سمجھتے ہیں کہ ایک کروڑ روپیہ قرضہ لینا بڑی مشکل بات ہے۔ لیکن پورے کے پورے بینک لوٹ لینے اور اربوں روپے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بڑی اچھی بات ہے کہ اگر احتساب ہو تو پاکستان بننے کے بعد سے احتساب ہو۔ دیانت داری کی بات یہ ہے کہ حق حلال کی مزدوری ہو یا کمائی ہو یا کاروبار ہو اس کے اندر کوئی آدمی خدا کی قسم جو آج پاکستان کے اندر اپنے آپ کو جو لوگ حکمران کہتے ہیں ۔ جو لیڈر کہتے ہیں کوئی آدمی بھی ان کی جگہ کو نہیں پہنچ سکتا ۔ یہ سب بددیانتی سے اور غلط راستوں سے اس کے اندر افسران کو بھی اداروں کو بھی تباہ کرکے لوگ پہنچے ہیں ۔ تو اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ احتساب ضرور ہونا چاہئے تاکہ یہ ملک آگے بڑھ سکے ۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ شکریہ ۔ اب میں فلور ڈاکٹر شیر افگن صاحب کو دیتا ہوں ۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ جناب چیئرمین۔ یہ مسئلہ قومی اسمبلی میں بھی اٹھا تھا ۔ وہاں بھی میں نے یہی گزارش کی تھی کہ یہ ایک بنک سے دو ارب دس کروڑ روپے کا خرد برد کا مسئلہ نہیں ہے۔ یہ تو ایک معمولی سی بات ہے۔ یہ بڑے لوگ بنکوں سے جو پیسے لیتے ہیں یا دیتے ہیں یہ ان کا نجی مسئلہ ہے۔ یہ دو ارب دس کروڑ روپے کوئی اتنی بڑی رقم نہیں ہے ۔ جس کے بارے میں ہم سوچیں کہ یہ گھپلا ہو گیا ہے ۔ یا ایک ممبر قومی اسمبلی نے ایک کروڑ ستاسی لاکھ روپے لے لیا ہے یا ایک سابق وزیراعظم نے تین کروڑ پچاس روپیہ لے لیا ہے ۔ یا ایک سابق چیف آف آرمی سٹاف کو چودہ کروڑ روپیہ دے دیا گیا اور اس نے یہ فرمایا کہ میں نے یہ انتخابات میں لگانے کے لئے چھ کروڑ آئی ایس آئی کے حساب میں جمع کرادیا تھا یا ایک کروڑ پچاس لاکھ روپیہ اس کو فرینڈز ایسوسی ایشن کے لئے دے دیا گیا ہے ۔ اصل میں مسئلہ کچھ اور ہے ۔ جب بھی دولت کسی کے پاس بہت زیادہ آجائے ۔ تو یہ ایک مصدقہ بات ہے کہ وہ سمجھ لیں کہ کسی کے حقوق پر ڈاکہ پڑ

گیا ہے ۔ اور پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول بھی یہی ہے ۔ یا اس کو دوسرے معنے ہم یہ پہنا سکتے ہیں ۔ کہ جب بھی آپ کوئی big fortune دیکھیں تو آپ سمجھیں کہ اس کے پیچھے بہت بڑا جرم ہے ۔ اور یہ جرم اس ملک میں 15 اگست 47 سے شروع ہوا ۔ یہ آج کی بات نہیں ۔ آپ اگر تاریخ اٹھا کر دیکھیں تو لیاقت علی خان نے 49ء میں ایک بل پیش کیا تھا اور اس میں یہی accountability bill تھا جس میں disqualification of the representativesاور ان کے خرد برد کی نشاندہی کی گئی تھی اور اسی بنیاد پر وہ بل گورنر جنرل نے assentنہیں کیا 'ایکٹ نہیں بنا ' پھر 58ء میں مارشل لا ء لگا تو اس وقت بھی یہی بات کہی جاتی رہی ۔ یہاں بھی disqualification of representatives and accountability ایک دوبار جس کو abdo کہتے ہیں ۔ اب وہ ہتھیار کے طور پر استعمال کیا ' یہاں راشدی صاحب تاریخ بیان کررہے تھے تو فیلڈ مارشل ایوب خان ' نے ایک مارشل لا ء آرڈر لگایا جس کے تحت ملک کے بڑے بڑے آدمی جو ویسے وہ پکڑ نہیں سکتے تھے ۔ ان کو detectنہیں کرا سکتا تھا ۔ ایبڈو کے ذر سے انہیں مائل اور قائل کیا ' اور پھر اپنی جماعت میں شامل کیا ۔ پھر آپ ۷۷ء میں دیکھیں تو بھی ایک مارشل لا ء آرڈر نمبر ۲۱ پیش کیا گیا جس کے تحت یہی disqualification and accounability ' اور آپ کو اچھی طرح یاد ہو گا کہ ایک نعرہ لگایا گیا تھا کہ انتخاب سے پہلے احتساب ' اور خان عبدالولی خان نے یہ بڑے پر زور انداز میں یہ ڈیمانڈ کیا تھا کہ ان انتخابات کو جو ۷۸ء میں اس نے ملتوی کئے ' پہلے احتساب ہونا چاہئیے اور بعد میں انتخاب ۔ اصل میں بات کہاں ہے ؟ میں اس گورکھ دھندے میں نہیں جاتا کہ کس نے کتنا لیا ہے ۔ چوہدری شجاعت اور میں ' میرا والد بھی کانسٹیبل ریٹائرڈ تھے اور مرحوم ہو چکے ہیں ۔ ان کے والد ہیڈ کانسٹیبل تھے ۔ وہ کروڑ پتی ہوگئے میں منسٹر ہو گیا ہوں ۔ یہاں پر رسالدار کے بیٹے اور پوتے آدھے ملک کے مالک ہیں ۔ ایک لوہے کی بھٹی کا مالک بیالیس ملوں کا مالک ہے ۔ ایک رسالدار کا پوتا یہاں آدھے ملک کا مالک ہے۔ ایک امام مسجد کا بیٹا اس کے پوتے وزارتوں پر ارب پتی کروڑ پتی ۔ اصل میں بات یہ ہے کہ اس صورت حال کو اگر ان دو حقائق کی کسوٹی پر ہم پرکھیں کہ یہ صورت حال ہے کیا۔ تو بات سے یہی پتہ چلتا ہے کہ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ ان ایوانوں میں جو ہمارے ساتھی تشریف فرما ہیں وہ اسی طرح کی ہم بہت سارے پیداوار ہیں ۔ جو ناجائز طریقوں سے دولت کو سمیٹنے میں کامیاب ہو گئے اور اس طریقہ کار

سے بلکہ سیٹوں کو خریدنے میں بکامیاب ہو گئے۔ اور یہ باتیں بنانا ہمیں بہت آتا ہے ۔ اس لئے میں ایک اور گذارش کرنا چاہتا ہوں جہاں تک ہمارے علماء جو بڑے قابل تعظیم ہیں وہاں ایک طبقہ علماء سو. کا بھی ہے ۔ جنہوں نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کو یہ کہ کر ٹال دیا کہ وہ اقتدار کے لئے کوشاں تھے لہذا وقت کی حکومت نے انہیں جائز قتل کیا۔ یہاں پر وہ تقریریں ہوتی ہیں کہ وہ اپنے لئے ایک ممبری کی خاطر اصولوں کو ہم ادھر ادھر کر لیتے ہیں ۔ اس لئے ہمیں یہ سوچنا پڑے گا اصل میں حقیقت کیا ہے ۔ اب میں گذارش کرنا چاہتا ہوں بڑی محنت سے عرق ریزی سے representative accountability bill میں نے تیار کیا ہے ۔ محترمہ وزیراعظم کے پاس بھیجا ہے انہوں نے مجھے اجازت دی تھی جو یہاں اس ایوان میں یا لوئر ہاؤس میں آنے والا ہے ۔اور میں نے کچھ اخبارات میں بھی اس کی اقتباسات دی ہیں ۔ اور بڑی عجیب سی وہ بات ہے یہ تمام حقائق کو مدنظر رکھتے ہوئے اس میں سابقہ جو بھی قوانین اس ملک میں نافذ کئے گئے ہیں اس میں ایک بہت بھاری غلطی رہی ۔ وہ کیا تھی کہ احتسابی عمل کا سارے کا سارا دارومدار جو تھا وہ حکومت پر تھا اور حکومت اس کو ہتھیار کے طور پر استعمال کرتی رہی ۔ جنرل ضیاء بھی ہتھیار کے طور پر استعمال کرتے رہے اور وہ تمام piece of legislation دیکھ لیں ان میں ایک بات مشترک ہے کہ اس میں کہیں بھی طاقت عوام کے ہاتھ میں نہیں ہے ۔ وہ اس حکمران کے ہاتھ میں تھی جنرل ضیاء کے ہاتھ میں تھی کہ جس کو tame کرلیتا تھا اس کو استثناء مل جاتی تھی۔ جس کی چیزیں اس کو مل جاتی تھیں اسے بلا کر ڈراتا دھمکاتا تھا ۔ یہ بہت ساری باتیں کہی جاسکتی ہیں ۔ لیکن اس بل میں میں نے کوشش کی ہے کہ جب تک احتسابی عمل کا اختیار اس کو دیکھنے اس کو عمل درآمدکرانے کے لئے عوام کے ہاتھ میں نہیں ہوگا ۔ اگر حکومت کے ہاتھ میں یہ ہتھیار رہے گا تو کبھی احتساب نہیں ہوسکے گا۔ اور میں یقین سے کہتا ہوں کہ یہی وہ کمزوری تھی ان قوانین میں کہ حکومت کے پاس وہ موثر ہتھیار کے طور پر اپنے لئے استعمال کرتے ہیں ۔ اس لئے احتسابی عمل شروع نہیں ہوسکا۔ اور میں توقع کرتا ہوں اور پھر یہ کہنا کہ آپ جو بھی کمیٹی جس قسم کی بھی آپ بنا لیں کام نہیں بنے گا۔ کام بنیادی طور پر قانون کا نفاذ اور اس کی طاقت جب تک عوام میں نہ ہو وہ موثر نہیں ہوگی۔ چونکہ اگر آپ ایک کمیٹی یہاں سے بنانا چاہتے ہیں تو اس میں ہم بہت سارے لوگ ایسے ہیں جو بنے ہی ایسے ہیں۔ ہم کون سا انصاف کریں گے۔ چور چور کا کیسے انصاف کر سکتا ہے۔ یہاں تو میں نے یہ بھی روش دیکھی ہے ۔ ایک نئی بات ہے کہ

چور شور مچا رہا ہے۔ کہ جو چور ہے اس قوم کا سب سے زیادہ شور وہی کر رہا ہے ۔ کہ یہ ملک لوٹا جا رہا ہے۔ حیران کن بات ہے کہ یہاں پر باتیں کرتے ہیں اعمال ہمارے اس کے برعکس ہیں ۔ حقائق ہمارے مخالف ہیں۔ جیسے قاسم شاہ صاحب نے بڑی صحیح بات کی ہے ۔ میں یقین سے کہتا ہوں کہ حلال کی روزی سے آدمی دو وقت کی روٹی نہیں کھا سکتا۔ یہ کروڑوں روپے کی جائیدادیں یہ مرسڈیز یہ جاہو جلال اور کروڑوں روپے الیکشنوں پر خرچہ یہ کہاں سے آیا۔ یہ سارا حرام کا ہے اس ملک سے لوٹا گیا ہے ۔ اور میں یقین سے کہتا ہوں ایک اور fact بھی ہے کہ جہاں پر کلاس وار چونکہ ان ایوانوں میں عام عوام کے آدمیوں کو ابھی تک رسائی نہیں ہوسکی۔ یہ کلاسیں وہی ہیں اور اصل صورتحال جو اس کو خراب کرنے والی ہے وہ میں عرض کروں گا کہ وہ nationalization ہے اور آج بھیضرورت اس بات کی ہے کہ nationalization سے ہٹ کے اگر آج بھی ان کی privatization کر دیں گے تو یہ چیزیں جو ہیں وہ رک سکیں گی ۔

نمبر۲۔ میں یہ عرض کروں گا کہ محترم راشدی صاحب نے بھی عرض کیا تھا اور کچھ تھوڑا سا یہ کہنے کی کوشش کی تھی کہ یہ ساری چیزیں جو ہیں یہ کیوں crop up ہوئیں ۔ کس وقت میں ہوئیں ۔ کیسے ہوئیں ؟ تو جناب میرے سامنے وہ dates ہیں اور وہ میں ایوان کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں کہ 9-12-1963 کو یونس حبیب نے حبیب بنک join کیا ہے as a clerk میاں نواز شریف اس وقت سیاست میں بھی نہیں تھے ۔ Promoted to the Officer Grade-3 on 1-1-1967 اس وقت بھی میاں نواز شریف کا سیاست سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ Promoted as an Executive Vice - President یہ 1986 -1-1 کو ہوئے تھے۔ اس وقت میاں نواز شریف کا فیڈرل گورنمنٹ سے کوئی تعلق نہیں تھا appointed as Provincial Chief Sindh on 22-5-1986 میاں نواز شریف کا کوئی تعلق نہیں تھا ۔ was arrested for sanctioning loan for 30 crores rupees for duty free shop in 1990 میاں نواز شریف کے دور میں ۔ اس سے پہلے کس کی حکومت تھی۔ اس حکومت میں جو اس نے بے ضابطگی کی اس کے لئے وہ گرفتار ہوا وہ ۱۹۹۰ میں ہوا۔ اس کے بعد ۱۹۹۱ میں was suspended for adopting unethical banking practices including money transactions تو اس وقت بھی جناب والا جب اس کے خلاف کاروائی کی گئی اس وقت بھی ۱۹۹۱ میں نواز شریف کی حکومت تھی ۔ اس کے بعد premature retirement due to various malpractices on 9-10- 1991 اس وقت بھی نوازشریف کی حکومت تھی تو

جناب والا کس طرح یہ کہا جا سکتا ہے کہ کسی طریقے سے میاں نواز شریف کی حکومت یا میاں نواز شریف کے متعلقین کا کوئی اس میں دخل تھا یا عمل تھا یہ تمام وہ چیزیں ہیں جو کہ اس وقت نہیں ہوئیں تھیں ۔ اور جناب مہران بنک پر discussion ہم نے خود invite کی ہے یعنی اپوزیشن نے invite کی ہے ۔ اگر ہماری طرف سے کوئی ایسی بات ہوتی یعنی اپوزیشن اس میں ملوث ہوتی ۔ یا اپوزیشن کا کوئی لیڈر اس میں ملوث ہوتا تو کوئی بھی یہ جراٴت نہ کرتا کہ مہران بنک پر discussion کیلئے کہے ۔ میں یہ مودبانہ گزارش کروں گا کہ اس میں یہ چیزیں ظاہر کرتی ہیں کہ یونس حبیب کے متعلق یا یونس حبیب کے career سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اس میں اپوزیشن یا اپوزیشن کے کسی لیڈر کی نہ کوئی ملی بھگت ہے نہ اس میں کوئی دخل ہے ' نہ اس میں کوئی تعلق ہے ' نہ اس میں کوئی واسطہ ہے اور جناب یہ جو شواہد سامنے آئے ہیں یا یہ جو چیزیں بیان کی گئی ہیں ان کی تفصیل میں میں نہیں جاؤں گا ۔ اسلم بیگ کو جناب یہ ۱۴ کروڑ روپیہ دینا' صدارتی انتخاب کیلئے بھی جناب والا الزام آیا ہے کہ صدارتی انتخاب میں بھی یہ پیسہ جو تھا اس کے استعمال ہونے کا الزام آیا ہے ۔ صابر شاہ کی حکومت کے خلاف یہ پیسہ استعمال ہونے کا بھی اخبارات میں چھپا ہے ۔ اس میں جناب آصف علی زرداری صاحب سے ملاقات کی بات بھی منظر عام پر آئی ہے اور زیدی صاحب کا اور اس کا تعلق بھی اخبارات میں بڑے واشگاف الفاظ میں آیا ہے اور سنیٹ بنک سے جناب رقم کی واپسی اور جو penalities پہلے recover ہوئی تھیں ان کی واپسی کا جواز کیا تھا اور کیسے تھا وہ بھی جناب والا موجودہ حکومت کو ہی explain کرنا ہے اور یہ موجودہ حکومت کے حصے میں ہی آتا ہے اور یہ ساری چیزیں جناب جب آتی ہیں تو اس سے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس میں موجودہ حکومت جو ہے وہ بالکل بری الذمہ ہے اور تمام کا تمام الزام جو ہے وہ اپوزیشن پر یا اپوزیشن لیڈر پر ڈال دیا جائے جناب والا یہ بات درست نہیں ہے ۔ اب جناب باتیں کریں تو باتیں بے شمار ہیں اور قصور وار ٹھہرائیں تو اس ایوان میں بیٹھے ہوئے ہم قصور وار بھی شاید کسی کو حتمی طور پر نہ ٹھہرا سکیں اس کیلئے انکوائری کی ضرورت ہے ۔ اس کیلئے شہادت کی ضرورت ہے ۔ اس کیلئے مفصل کاروائی کی ضرورت ہے ۔ لیکن اس میں جناب والا صرف یہ عرض کروں گا کہ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ اس کو منظر عام پر لایا جائے ۔ اس میں کوئی دو آراءنہیں ہیں اس طرف بیٹھے ہوئے ہمارے دوست بھی یہ چاہتے ہیں ۔ ہم بھی یہ چاہتے ہیں کہ اس چیز کو منظر عام پر لایا جائے ۔ ان لوگوں کو بے نقاب کیا جائے ۔ منظر عام پر لایا جائے اس

میں کوئی دو رائے نہیں ہیں - اس طرف سے ہمارے بیٹھے ہوئے دوست بھی یہ چاہتے ہیں ہم بھی یہ چاہتے ہیں کہ اس چیز کو منظر عام پر لایا جائے - ان لوگوں کو بے نقاب کیا جائے تا کہ کسی کو یہ جرات نہ ہو سکے کہ یہ دوبارہ بے ضابطگی کریں اس کے لئے یہ ضروری ہے جناب کہ سب سے بڑا ' بڑے سے بڑا فورم اس کے لئے مقرر کیا جائے اور بڑے سے بڑا فورم اس وقت سپریم کورٹ ہے - میں یہ عرض کروں گا کہ سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کی صوابدید پر چھوڑیئے - سپریم کورٹ کے senior most Judges تین مقرر کیجئے اس سے آپ کیوں گریز کرتے ہیں ؟ آپ نے پہلے کمیشن جتنے بھی مقرر کئے ہیں وہ کمیشن اسی طرح مقرر کئے ہیں کہ سپریم کورٹ کو request کی گئی ہے اس سلسلے میں بھی میں یہ عرض کروں گا جناب کہ یہ زیادہ مناسب بات ہو گی کہ سپریم کورٹ کے موجودہ چیف جسٹس صاحب کو request کی جائے کہ وہ اپنے senior most تین یا چار ججز پر ایک بنچ تشکیل دیں اور اس پر لوگوں کو full confidence ہو گا اور ہر چیز منظر عام پر آئے گی ' بے نقاب ہو گی اور اس سے صحیح انکوائری ہو سکے گی -

نمبر ۲ ' بات یہ ہے کہ جہاں تک autonomy کا تعلق ہے ' State Bank کی autonomy جس طرح چل رہی ہے جس طرح سٹیٹ بنک متاثر ہو رہا ہے وہ تو آپ کے سامنے ہے - آپ نے دیکھا ان اعداد و شمار سے اور ان واقعات و حالات سے دیکھا کہ وہ autonomous نہیں ہے اس کو خدا را autonomous کیجئے - اس کو full powers دیجئے اور اس کو کام کرنے دیجئے جو ملک اور قوم کے مفاد میں ہے تاکہ اگر وہ ملک اور قوم کے مفاد میں کام کریں گے independently کام کریں گے حکومت کے اثر سے بے نیاز ہو کر کام کریں گے تو یہ چیزیں نہیں آئیں گی اور ان چیزوں کا سد باب ہو سکے گا - لیکن اگر آپ نے ان کو متاثر کرنا ہے ' اگر آپ نے interfere کر کے ان کو یہ کہنا ہے کہ اس طرح کردو اور اس طرح کر دو تو یہ چیزیں بار بار رونما ہوں گی - یہ بد دیانتیاں ضرور ہوں گی- یہ بے ضابطگیاں ضرور ہوں گی اس لئے میری یہ استدعا ہے کہ صحیح معنوں میں سٹیٹ بنک کو powers دیجئے اس کو autonomous کیجئے تا کہ یہ باتیں دوبارہ رونما نہ ہو سکیں - بہت شکریہ-

جناب قائم مقام چیئرمین-بہت بہت شکریہ - جناب حافظ فضل محمد صاحب-

حافظ فضل محمد - شکریہ جناب چیئرمین صاحب - بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - جہاں تک

مہران بنک کا تعلق ہے اس تمام گفتگو سے یہ بات عیاں ہو چکی ہے کہ اس میں سب عریان ہیں ۔ چاہے اس طرف کے ہوں چاہے اس طرف کے ہوں ۔ لہٰذا ہم دونوں کی تائید کرتے ہیں ۔ ان کو بھی سچے اور ان کو بھی سچے مانتے ہیں کہ ایک دوسرے پر جو الزامات لگاتے ہیں ہم کسی کی تردید نہیں کرتے ہیں الزامات کی حد تک ۔ سوال یہ ہے کہ جناب یہ ایک واقعہ نہیں ہے بلکہ ایک عظیم سانحہ ہے اور ایک عظیم حادثہ ہے ۔ حقیقت ہے کہ ہمارے ملک کے اتنے بڑے بڑے لوگ اور اتنی عظیم شخصیات جن میں چیف آف آرمی سٹاف جو ہمارا انتہائی ایک معزز ادارہ ہے فوج کے سربراہ بھی اس قسم کے معاملات میں ملوث ہو تو اس سے حقیقت ظاہر ہوتی ہے کہ وہ اگرچہ ex-Chief of Army Staff ہیں لیکن اب یہاں تک عوام کے شکوک و شبہات اس سے پیدا ہو جاتے ہیں کہ اب اس موجودہ چیف آف آرمی سٹاف پر کس کو اعتماد ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ جب وہ ریٹائر ہو جاتے ہیں تو ان کے تمام کے تمام کرتوت پھر عوام کے سامنے آ جاتے ہیں ۔ اس سے عوام کی موجودہ فوج کے جو بڑے آفیسرز ہیں ان پر بھی اعتماد اٹھ جاتا ہے اس کے لئے ایوان کو یہ سوچنا ہے کہ آئندہ کے لئے ایسے واقعات اور ایسے حادثات کا سدباب کس طرح کیا جائے اس کے لئے سوچنا چاہئے ۔ حقیقت میں صرف جواب اور جواب دعوٰی ہے ایک طرف سے دعوٰی ہے دوسری طرف سے جواب دعوٰی ہے ۔ شکوہ اور جواب شکوہ اس سے میرے خیال میں ہمارے اس معزز ایوان کا سوائے اس کے کہ ہم وقت ضائع کرتے ہیں کوئی مسئلے کا حل ہم نہیں نکال سکتے ۔ لہٰذا ہمیں یہ سوچنا ہے اور اسی ایوان میں ہمیں یہ فیصلہ کرنا ہے کہ آئندہ کے لئے ہم ایسے قوانین اور ایسے ضوابط اور قواعد کو ہم وضع کر دیں تا کہ آئندہ کے لئے کوئی کتنا ہی بڑا ہو ان کو یہ جرات نہ ہو اور ان کے لئے وہ راستے تمام کے تمام مسدود کر دیئے جائیں جن جن راستوں سے اور جس جس حوالے سے وہ اس طریقے سے ملک کا تمام سرمایہ لوٹتا ہے ۔ لہٰذا میری بھی اس بارے میں یہ تجویز ہے کہ ایک آزاد کمیشن تشکیل دیا جائے۔ اور ایک خرابی یہ ہے کہ اگر ہم اس کے اسباب پر غور کریں حقیقت یہ ہے کہ یہ ہمارے پاکستان کی سب سے بڑی خرابی ہے ایک مرض ہے ہم سیاست کو کاروبار سمجھتے ہیں اکثر لوگ سیاست کو کاروبار سمجھتے ہیں اس لئے وہ ایک الیکشن میں ایک حلقے کے الیکشن میں دو کروڑ روپے خرچ کر لیتے ہیں تو جب یہاں پہنچ جاتے ہیں تو اپنے سرمائے کو جو انہوں نے اپنی سیٹ پر لگایا ہے ضرور کمانا چاہتے ہیں۔ بلکہ وہ تو اس سوچ میں ہوتا ہے کہ اس سے نفع بھی حاصل کر لے تو پھر وہ اڑھائی کروڑ کی سوچ میں پڑے

رہتے ہیں اور اڑھائی کروڑ روپے وہ حاصل کر لیتے ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہمارے ملک پر ہمیشہ مسلسل مارشل لاء چلا آرہا ہے اور اس مارشل لاء نے ہمیشہ مارشل لاء در مارشل لاء ایسے حالات پیدا کئے ہیں اور ایسے لوگوں کو خرید لئے ہیں اور اس کے ذریعے وہ اپنے پاؤں کو مضبوط کرنا چاہتے ہیں یہ خرابی وہاں سے پیدا ہوئی ہے۔ لہذا اگر ہم اپنے جمہوری اداروں کو مضبوط کردیں ان لوگوں کے راستوں کو ہم بند کردیں اور آئندہ کے لئے ہم اپنے بنکنگ کے نظام کے لئے ایک بہترین قواعد اور ضوابط کو وضع کر دیں اور اس مسئلے کے لئے ہم ایک آزاد کمیشن تشکیل دیں انشاء اللہ العزیز آئندہ کے لئے پھر ایسے واقعات نہیں ہوں گے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ شکریہ جی اب خان صاحب آپ تقریر کرنا چاہیں گے یا وائنڈ آپ کیا جائے جس طرح آپ فرمائیں۔

میر افضل خان۔ پانچ منٹ میں لوں گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ پانچ منٹ آپ لیں گے۔

میر افضل خان۔ حالانکہ ہاؤس تو خالی ہے۔ محترم چیئرمین صاحب گو کہ میں اس پر کچھ بولنا نہیں چاہتا تھا لیکن مجھے افسوس ہے کہ جس سمت ہم جا رہے ہیں یہ جو تباہی ہو گئی ہے اس کا حل اس میں مجھے نظر نہیں آرہا ہے۔ یہ جو سکینڈل ہوا ہے نہ یونس حبیب کو کسی نے پکڑا ہے نہ یہ سکینڈل کسی ایجنسی نے پکڑا ہے نہ واشگاف کیا ہے۔ ایک نظام تباہی کا ملک کو غلامی اور بربادی کی طرف لے جانے کا جو کہ اگست ۱۹۴۷ سے شروع ہوا ہے۔ وہ نظام یہاں تک پہنچ چکا ہے کہ اس کے مختلف اثرات نمایاں ہوگئے۔ فنانس کمپنیاں جنہوں نے بے تحاشہ قوم کو لوٹا اربوں کا روپیہ لوٹا ابھی تک کسی نے ایک پائی ان سے واپس نہیں لی۔ اس کے بعد تاج کمپنی کا سکینڈل آیا اس کے بعد کوآپریٹو سکینڈل آیا اور آب آخر میں مہران گیٹ کا سکینڈل آ گیا لیکن ان تمام واقعات اور حادثات کے باوجود بھی یہاں اس بحث سے مجھے تو یہ تاثر مل رہا ہے کہ یہ بحث یہاں ختم ہو جائے گی اور اس کا کوئی نتیجہ قوم کی بہبود اور ملک کی بہبود کی خاطر نہیں نکلے گا۔ اسی خاطر مجھے یہ عرض کرنا پڑتا ہے کہ وہ تباہی یہ جو پاکستان جس خطے میں ہے میں سمجھتا ہوں کہ جنوبی ایشاء اس علاقے میں اس ریجن میں پاکستان میں جو ذرائع ہیں وہ کسی دوسرے ملک میں نہیں ہے۔ اور پاکستانی قوم میں جو جان ہے وہ کسی قوم میں نہیں ہے۔ لیکن ہمارے دیکھتے دیکھتے

وہ جو چھوٹے ملک جو ۶۰ تک پاکستان آکر یہاں سے سیکھتے تھے وہ چھوٹے ملک مثلاً کوریا، سنگاپور، ملیشیا، انڈونیشیا، ہانگ کانگ جیسے ایک شہر نما جیسے ملک وہ ہم سے اتنے آگے نکل گئے کہ ہم ان کے مقابلے کا سوچ بھی نہیں سکتے۔ کھیلوں میں بھی ہم ان کے مقابلے کا سوچ نہیں سکتے۔

جناب چیئرمین، اس خاطر کہ ایک نظام چل رہا ہے تباہی کا، جس کے پھوڑے نکل کر پھٹ چکے ہیں خود بخود، اور ہم دیکھتے ہیں کہ آج بھی یہ نہیں کہ ہم اس کے علاج کے متعلق سوچیں۔ یہاں پر سوچا جاتا ہے کہ ایک اپنے ساتھی کو معاف کرنے کے درپے ہے، اور اس کو بے گناہ ثابت کرنے کے درپے ہے اور کوئی اپنے آپ کو۔ یہ چیز دونوں طرف سے نہیں آ رہی کہ جو نظام تباہی کا ہے اور اس میں جو بھی ملوث ہے اس کی گرفت کی جائے۔

جناب چیئرمین یہ ایک ایسی بات ہے جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سکینڈل جو money scandle ہے، یہ نظام کو de-stablize کرنے کا factor نہیں بنا بلکہ ایسا ہو رہا ہے اور ہے بھی ایسا کہ سارا نظام اس سکینڈل میں base ہے۔ جناب چیئرمین! اس ہاوس کو بڑی سنجیدگی سے اس پر غور کرنا ہے کہ ملک کا مستقبل کیا ہو گا اور اس قوم کا مستقبل کیا ہو گا اور اس کے لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس کے علاوہ کوئی اور راستہ نہیں ہے، میں قاضی حسین احمد صاحب سے بالکل اتفاق کرتا ہوں کہ علاج کی طرف آپ سوچیں گے کہ پتہ نہیں کہ کون سا نسخہ آپ نکالیں گے، اس ہاوس کی کمیٹی بنائیں گے تو اس ہاوس میں دونوں طرف سے ہر ایک اپنے گناہ گار کو بے گناہ ثابت کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ وہ کمیٹی کہاں تک پہنچے گی، جو عدالتی نظام کے متعلق آپ پوچھیں گے تو ہماری عدلیہ کے چیف جسٹس کے متعلق بدقسمتی سے اخبارات نے پلاٹوں کے خطوط شائع کئے ہیں، جس کی تردید ابھی تک نہیں ہوئی۔ جناب چیئرمین میں عرض کرتا ہوں کہ یہ ایک تباہی ہے، ایک لہر ہے، ایک نظام ہے جو ۱۹۴۷ء سے چلا آ رہا ہے اور آج تو وہ اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ وہ خودبخود واشگاف ہو گیا ہے، اور آشکارا ہو گیا ہے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین! اس کے باوجود یہ ہماری حالت ہے اس ہاؤس کی کہ اتنے اہم مسئلے پر یہ بحث ہو رہی ہے اور ہاوس کی حالت کو دیکھیں۔ اخبارات والے بھی چلے گئے۔ ہاوس کی بھی یہ حالت ہے اور ابھی ہم لڑ پڑے ہیں کہ ابھی ختم کر دو، کبھی لیڈر آف دی اپوزیشن وہاں سے آتے ہیں ادھر اور یہ لوگ ادھر جاتے ہیں۔ ان طریقوں سے یہ خرابی، یہ تباہی دور نہیں ہو گی، یہ

جو تباہی ہے یہ کسی نے پکڑی نہیں ہے' یہ کسی ایجنسی نے آشکار نہیں کیا ہے' یہ اس کی گرفت کی کوئی کارروائی نہیں ہے' اس نظام کی خرابی یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ وہ خودبخود آشکار ہو گئی ہے۔ اور اس کے بعد بھی ہمارے پاس اس کے لئے کوئی ایسی sincere commitmentنہیں اس ہاوس میں ہم نے نہیں دیکھی کہ یہ نظام کی جو تباہی ہے اس کی روک تھام کیسے کی جائے۔

جناب چیئرمین! میں عرض کروں گا کہ مہران گیٹ کا جو سکینڈل ہے جو کہ اربوں روپے کا ہے' اس کے لئے جو کمیشن بنایا گیا ہے' یا اگر اس کمیشن میں کوئی ترامیم یا ردوبدل لانا چاہتے ہیں' وہ بخوشی لائیں' اس کو الگ رکھا جائے اور اس کے لئے ایمانداری سے کوشش کی جائے کہ ایک ایک پائی وصول ہو' اور جو لوگ لے گئے ہیں ان کو ایسی سزا ملے تا کہ ان کے لئے آئندہ کے لئے کم از کم یہ دروازہ بند ہو جائے' لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں عرض کروں گا کہ اکیلا یہ نہیں ہے یہ تو وہ پھوڑا ہے جو کہ نکلا اور پھٹا اور ساری جو روش ہے وہ تباہی ہے' جو زیرزمین جو لہر چل رہی تھی اس کو آشکار کیا' اس کے لئے میری درخواست ہو گی کہ کم از کم یہ ہاوس ایک ایسی کمیٹی بنائے کہ اگست ۱۹۴۷ء سے لے کر آج تک جنہوں نے جائیدادیں بنائی ہیں' جناب چیئرمین یہ اربوں روپوں کا مسئلہ نہیں ہے' اس قوم کی خودمختاری' اس قوم کی آزادی لی گئی ہے' چند خاندانوں نے لی ہے' اس قوم میں مڈل کلاس کا آدمی یہاں تک نہیں پہنچ سکتا' غریب کو تو چھوڑیں۔ اس قوم کے ۹۵ فیصد لوگ جو ہیں وہ بے بس کر دیئے گئے ہیں ۔ ان لوگوں کو خودمختاری دلانے کے لئے ان کو حاکمیت دلانے کے لئے ' ان کو اس ملک کے معاملات میں اپنا رول ادا کرنے کے لئے ایک ایسا ادارہ پتہ نہیں کب بنے کیونکہ اس سکینڈل نے یہ ثابت کیا کہ اس ملک میں کوئی بھی ادارہ ایسا نہیں ہے ۔ اس ملک کی فوج جو سب سے منظم ادارہ ہے اس کے سربراہ بھی اس میں ملوث ہو گئے ہیں ۔ کوئی بھی ادارہ نہیں بچا تو اب یہ یقین کیا جائے کہ کونسا ادارہ ہے جس کی کمیٹی بنائی جائے میں سمجھتا ہوں کہ اس کے لئے صرف یہ ایک بات ہے کہ یہ ہاوس میں جتنے لوگ بیٹھے ہیں یہ ممبر ہیں اگر یہ آج سے یہ عہد کر لیں کہ ایمانداری سے ' خلوص سے ' یہ commitment کر لیں کہ یہ ملک ہمارا ہے قوم کے ہم افراد ہیں اور ہم نے اس قوم اور ملک کو بچانا ہے توجو کمیٹی یا جو کمیشن بنے اس کے ساتھ ایمانداری سے تعاون کیا جائے تاکہ یہ جو سکینڈل ہے اس میں ملوث تمام افراد کو سزا ملے اور رقم واپس ہو ۔ لیکن اس سے زیادہ جو ہے

عوام کی خودمختاری ، عوام کی آزادی ، عوام کو اپنا حقوق دلانے کے لئے ۹۵ فیصد لوگوں کے لئے ایک کمیٹی بنائے تاکہ اگست ۱۹۴۷ء سے لیکر آج تک وہ تمام محاسبہ کریں اور اس قوم کو اپنی آزادی دیں ۔ اور جتنے خرابی کے جو خاندان بھی بنے ہیں ان سے پائی پائی کا حساب لیا جائے ۔

جناب قائم مقام چیئرمین ۔ شکریہ جناب ۔ جی حافظ صاحب پوائنٹ آف آرڈر۔

حافظ حسین احمد ۔ جناب پریس گیلری بالکل الٰی ہے ایوان کی طرح، ایوان میں پھر بھی ۱۰، ۱۱ آدمی ہیں جو قسم کھا سکتے ہیں ۔ لیکن اوپر کوئی بھی بندہ نہیں ہے ۔

جناب قائم مقام چیئرمین ۔ جی ہاں وہ تو کہہ دیا ہے انہوں نے کہ پریس چلا گیا ہے ۔ چند لوگ بیٹھے ہیں ۔اب میرے خیال میں وزیر صاحب کو موقع دیا جائے ۔ آپ کریں گے راجہ صاحب ؟

راجہ محمد ظفرالحق ۔ کل کا دن لیجسلیشن کے لئے رکھا ہوا ہے ۔ کل صبح لیجسلیشن شروع ہو ۔ ابھی آفس میں بیٹھ کر کمیٹیوں کے بارے میں بھی طے کرنا ہے ۔ اور ۱۰ بج چکے ہیں ۔ کل آخری دن ہے ۔ اور پھر وہ ٹائپ بھی ہو نا ہے ۔ اس کو سارا finalize بھی کرنا ہے ۔ یہ ساری بزنس جو ہے ہاؤس کی بزنس ہے ۔ اس کے لئے میں گزارش کر رہا تھا کہ مناسب یہ تھا کہ کل لیجسلیشن پہلے ہو اور آخری وقت میں conclude کر لیا جائے ۔

جناب قائم مقام چیئرمین ۔ اگر جنرل صاحب فرمائیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے ۔

میجر جنرل (ریٹائرڈ) نصیر اللہ خان بابر ۔ ہم نے کہا کہ جس میں کوئی amendment نہیں ہے تو انہوں نے کہا کہ ترتیب سے لیا جائے تو انہوں نے کہا کہ ترتیب سے چلیں تو پھر وہ ترتیب والی بات کہ آج ایگریمنٹ ہوا تھا کہ it should be concluded ۔

جناب قائم مقام چیئرمین ۔تو ہم اس کو وائنڈ اپ کریں گے جناب کل لیجسلیشن کے بعد ، ڈاکٹر صاحب کل لیجسلیشن کے بعد ۔

(مداخلت)

[Now the House is adjourned to meet again tomorrow at 9.30 a.m]

[The House adjourned to meet again at thirty minutes after Ten of the clock May 26, 1994]

PCPPI—408(96) Senate—14-3-96—180.